گوہر شاہیت اور قادیانیت اسلام کی عدالت میں

مولانا محمد نواز فیصل آبادی



مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودہا
0321-6353530

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانیت اور گوہر شاہیت کا تقابل اسلام کی عدالت میں

تالیف

مولانا محمد نواز فیصل آبادی
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

نام کتاب: ——— قادیانیت اور گوہر شاہیت کا تقابل
اسلام کی عدالت میں

مصنف ——— مولانا محمد نواز فیصل آبادی

ناشر: ———

کمپوزنگ: ——— عثمان غنی

اشاعت اوّل ——— 2010

تعداد ——— 1100

ملنے کے پتے

- مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی سرگودھا
- اتحاد ریسرچ سنٹر فیصل آباد
- مکتبۃ القرآن امین پور بازار فیصل آباد

فہرست مضامین

قادیانیت اور گوہر شاہیت کا تقابل اسلام کی عدالت میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

یادگار اسلاف شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ العالی

مرکزی راہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نحمده ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! برادر عزیز جناب مولانا محمد نواز صاحب جواں سال مجاہد عالم دین ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرق باطلہ کے رد کا ان کو خاص ذوق نصیب کیا ہے۔ کذاب قادیان مرزا غلام احمد قادیانی ملعون۔ اور کذاب گجر خان گوہر شاہی ملعون دونوں کے عقائد کے موازنہ پر آپ نے یہ کتاب تحریر کی ہے۔ جس میں ثابت کیا ہے کہ دونوں کذاب ایک ہی سکہ کے دو رُخ تھے۔ دونوں کا خمیر کذب و افتراء مکاری و عیاری سے اٹھایا گیا تھا۔ حق تعالیٰ شانہٗ مولانا موصوف کی محنت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔

(آمین بحرمة النبی الکریم۔)

فقیر اللہ وسایا

خادم ختم نبوت ملتان

☆☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆☆

تقریظ

سفیر ختم نبوت حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

مدیر ماہنامہ بینات جامعہ علوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

ہندوستان کے شہر قادیان سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ٹھیک ایک سو سال بعد گجر خان کے گوہر شاہی نے یہودیت کی نمک حلالی کرتے ہوئے دعویٰ نبوت و مہدیت کیا۔ مقاصد اگر چہ دونوں کے ایک تھے۔ مگر سن و سال کا فرق ضرور تھا۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو شیطان کی ترجمانی پر دونوں نے ایک جیسے ہی کارنامے انجام دیئے۔

راقم الحروف نے گوہر شاہی اور مرزا قادیانی پر " گوہر شاہی " نامی کتاب کے مقدمہ پر ایسی متعدد وجوہات کا تذکرہ کیا ہے۔

عزیز مولوی محمد نواز فیصل آبادی فاضل جامعہ دار العلوم کراچی نے نہایت ذوق وشوق سے "قادیانیت اور گوہر شاہیت کا تقابل اسلام کی عدالت میں" مرتب کر کے تقریظ کی فرمائش کی ماشاء اللہ کتاب چونکہ ضخیم ہے اپنی کوتاہ فرصتی کی وجہ سے مکمل نہیں دیکھ سکا البتہ جستہ جستہ کئی مقامات سے دیکھا تو جی خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قادیانیوں اور گوہر شاہی کے ماننے والوں کی ہدایت مصنف و ناشر اور تمام مسلمانوں کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

سعید احمد جلالپوریؒ

جامعۃ العلوم الاسلامیہ

☆☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆☆

انتساب

اپنی والدہ محترمہ مرحومہ ومغفورہ
کے نام

جن کی دُعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مادہ پرستی اور خودغرضی کے اس دور میں راقم الحروف کو عصرِ حاضر کی رسمی تعلیم گاہوں سے نکال کر علوم نبوت کی درسگاہوں سے وابستہ کیا، اور اسلام کے تحفظ میں ان حروف ونقوش کی خوشہ چینی کی توفیق عطا فرمائی۔

محمد نواز فیصل آبادی



عرض مولف

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل الانبیاء و خاتم المرسلین .

امابعد! زیرنظر کتاب ''قادیانیت اور گوہرشاہیت کا تقابل اسلام کی عدالت میں'' جوآپ کے ہاتھوں میں ہے، فتنہ قادیانیت اور فتنہ گوہرشاہیت کے تقابل اوران کے افکارِ باطلہ کے شرعی احکام پر مشتمل ہے۔ یہ تقابل اس لئے پیش کیا گیا تاکہ سادہ لوح عوام پر جوکہ فتنہ گوہرشاہیت کے ارتدادی عزائم و افکار سے ناواقف ہے، اس کی سنگینی اور اس کا اصلی روپ واضح ہو سکے۔ اس کتاب میں فتنہ گوہر شاہیت کے تقابل اوراس کے شرعی احکام کے بیان پر ہی اکتفا کیا گیا ہے اوراس فتنہ کے متعلق علماء کرام کے فتاویٰ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی جانب سے اس کے تعاقب اوراس کے خلاف ہونے والے عدالتی فیصلوں کی روئیداد کو اس کتاب میں بیان نہیں کیا گیا۔ جوصاحب فتنہ گوہرشاہیت کے متعلق علماء کرام کے فتاویٰ اور عدالتی کاروائی جاننے کے خواہش مند ہوں، وہ ''سفیر ختم نبوت حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری صاحب مدظلہٗ'' کی مرتب کردہ کتاب ''گوہر شاہی'' میں اس تفصیل کوملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

جن حضرات نے اس کتاب کی تیاری میں میرے ساتھ کسی بھی طرح سے تعاون فرمایاہے، میں ان کا بے حدممنون ہوں۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ اس کاوش کوشرف قبولیت عطا فرمائیں اور میری، میرے والدین اور اساتذہ کرام کی نجات کا ذریعہ بنائیں اور مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کے پیروکاروں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)

دُعاؤں کا طالب

محمد نواز فیصل آبادی

بات پرانی انداز نیا

الحمد لله رب العالمين وأشهد أن لا اله الا الله ولى الصالحين وأشهد أن محمداً عبدهٗ ورسولهٗ قائد الغر المحجلين، بلغ الرسالة وأدى الأمانة ونصح الأمة، وتركنا على المحجة البيضاء ليلها كنهارها لايزيغ عنها الاّ هالك، صلى الله عليه وعلىٰ اٰله وصحبه أجمعين ومن دعا بدعوته واتبع سنته واقتفى أثره وسار على منهجه الىٰ يوم الدين وبعد.

تاریخ گواہ ہے کہ منطق وفلسفہ، تفسیر وتعبیر، توضیح وتشریح، اشارہ وکنایہ، امکان وقرینہ اور تاویل وتحریف کا سہارا لے کر بعض لوگوں نے پتھر اور لکڑی تک کو خدا ثابت کر دکھایا، اور پھر اپنی چرب زبانی اور مبالغہ آمیزی کی بدولت نہ صرف یہ کہ عوام سے پتھر اور لکڑی کی پرستش کروالی بلکہ ان میں اخلاص وایثار وقربانی کا جذبہ بھی پیدا کیا کہ یہ خود تراشیدہ خداؤں کے پجاری پیغمبران خدا سے بھی ٹکرا گئے۔ حضور اقدس ﷺ کے بعد بھی کئی لوگوں نے اسی پرانے اور قدیم طریق کو اپناتے ہوئے منطق وفلسفہ، تعبیر وتاویل اور دجل وتلبیس سے کام لے کر خود کو مامور من اللہ، مصلح ومجدد، مہدی ومسیح اور نبی اور خدا تک منوانے کی ناکام کوشش کی۔

یہ سلسلہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک کے آخر میں مسیلمہ کذاب سے شروع ہوا، اور آج تک جاری ہے۔ مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں، حارث نے دمشق میں، اسود عنسی نے یمن میں، طلیحہ اسدی نے خیبر کے مضافات میں، مغیرہ بن سعید نے کوفہ کے قریب، بیان بن سمعان نے عراق میں، صالح بن طریف نے مغرب اقصیٰ میں، اسحاق اخرس نے اصفہان میں، استاد سیس نے خراسان میں، علی بن محمد خارجی نے بحرین میں، مختار بن ابوعبید ثقفی نے کوفہ میں، حمدان بن اشعث قرمطی نے کوفہ میں، علی بن فضل یمنی نے یمن میں، حامیم بن من اللہ نے ریف میں، عبدالعزیز

باسندی نے ۳۳۲ھ میں، ابو طیب احمد بن حسنین متنبی نے شام کے گردونواح میں، ابوالقاسم احمد بن قسی نے شیلہ میں، عبدالحق بن سبعین مرسی نے مراکش کے شہر مرسیہ میں، بایزید روشن جالندھری نے جالندھر (ہندوستان) میں، نمود میر محمد حسین مشہدی نے ہندوستان میں، علی محمد باب نے ایران میں، مرزا حسین علی بہاء اللہ نے ایران میں، ملا محمد اٹکی نے بلوچستان میں، مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان (ہندوستان) میں، یوسف علی کذاب نے پاکستان میں، اور ریاض احمد گوہر شاہی نے کوٹری (سندھ) میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

مسیحیت کا دعویٰ حرب بن عبداللہ نے بغداد میں، ابو جعفر محمد بن علی شمعانی نے قاہرہ میں، عبداللہ بن احمد زکرویہ نے مصر میں، ماوطی نے سوڈان میں، ابومحمد حامیم نے افریقہ میں، احمد بن کیان نے افغانستان میں، اصغر بن ابوالحسن تغلبی نے حران میں، جان محمد فرہی نے سندھ میں، شیخ محمد فرہی نے سندھ میں، سباتائی (سیوی) نے ترکی میں، میر محمد حسین مشہدی نے ایران میں، مرزا حسین علی بہاء اللہ نے ایران میں، مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان (ہندوستان) میں فضل احمد چنگا نے راولپنڈی میں اور ریاض احمد گوہر شاہی نے (کوٹری) سندھ میں کیا۔

اور مہدیت کا دعویٰ عبیداللہ مہدی نے افریقہ میں، محمد امین تومرت نے مراکش میں، محمد بن عبداللہ عاصند نے قاہرہ میں، میر محمد نوربخش نے گجرات میں، سید محمد جونپوری نے جونپور (ہندوستان) میں، احمد بن علی محیرتی نے یمن میں، محمد بن عاصم ازبک نے کردستان میں، محمد بن عبداللہ نے ترکی میں، محمد احمد سوڈانی نے سوڈان میں، ملا محمد اٹکی نے بلوچستان میں، علی محمد باب نے ایران میں، مرزا غلام احمد قادیانی نے قادیان میں، عبداللطیف گن چوری نے گجرات میں، عالی جاہ محمد نے امریکہ میں، شارت احمد نے مالوکے (سیالکوٹ) میں، بشیر احمد نے خیرپور (سندھ) میں اور ریاض احمد گوہر شاہی نے (کوٹری) سندھ میں کیا۔

اور عورتوں میں سجاح بنت حارث نے نبوت کا اور نبخیت نے افریقہ میں اور جوع نے بھی افریقہ میں مسیحیت کا دعویٰ کیا۔

ان مدعیان میں سے ہر ایک نے اپنی فریب کاری، دھوکہ دہی، مصنوعی پارسائی، من گھڑت تاویلات اور دجل و فریب سے کام لے کر اپنے زمانہ کے سادہ لوح عوام کو اپنے شیشہ میں اتارا

اوران کی دنیا و آخرت برباد کردی۔ یوں ان میں سے ہر ایک کے زمانہ میں گمراہیت کے شرارے بلند ہونے لگے اور جہاں جہاں یہ منحوس شکلیں آباد تھیں، وہ پورا علاقہ فسق و فجور کا گہوارہ بن گیا۔

ہمارے علاقے میں چار جھوٹے مدعیان کے پیروکار آج بھی باقی ہیں۔

(۱) ملا محمد اٹکی، جس کے پیروکار ذکری کہلاتے ہیں۔

(۲) مرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ، جس کے پیروکار بہائی کہلاتے ہیں۔

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی، جس کے پیروکار مرزائی اور قادیانی کہلاتے ہیں۔

(۴) ریاض احمد گوہرشاہی، جس کے پیروکار سرفروشی کہلاتے ہیں۔

اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہرشاہی کے افکارِ باطلہ، تلبیساتِ کاسدہ اور عزائمِ فاسدہ کا تقابل پیش کر کے، ان کا اسلام سے تقابل پیش کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب کو لکھنے کی تین وجوہات ہیں۔

تالیفِ کتاب کی پہلی وجہ

گوہرشاہی کی ارتدادی تعلیمات سے بعض ناواقف لوگوں کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ "گوہرشاہی کے افکارِ باطلہ اور کفریہ عزائم قادیانیوں سے بدرجہاء کم ہیں، کیونکہ اس کے لٹریچر میں کفریہ اور ارتدادی تعلیمات مرزا قادیانی کی ارتدادی تعلیمات سے بہت کم ہیں اور اس نے مرزا قادیانی کی طرح واضح الفاظ میں مہدیت، مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ بھی نہیں کیا، بلکہ گول مول الفاظ میں مذکورہ دعوے کیئے ہیں۔"

لیکن میں کہتا ہوں کہ گوہرشاہی کی ارتدادی تعلیمات اور کفریہ عزائم مرزا قادیانی سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ اس کی تصنیف کردہ کتب میں مرزا قادیانی کی طرح واضح الفاظ میں مہدیت، مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ کیوں نہیں کیا تو اس کی دو وجوہات ہیں۔

(۱) ریاض احمد گوہرشاہی پہلے عوام میں ایک مصنوعی پیر کے روپ میں ظاہر ہوا تھا، اور اس کی کتابوں میں اسی لئے اس کی خودساختہ طریقت کی تعلیمات زیادہ ہیں، لیکن جب اس نے مہدیت، مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو اس کے کچھ عرصہ بعد ہی اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی پاک دھرتی کو اس کے وجودِ نامسعود سے پاک کردیا تھا، تو اس کو اللہ تعالیٰ اتنی مہلت ہی نہیں دی کہ وہ مرزا قادیانی

کی طرح کثرت تصنیف وتالیف کا کام کرسکتا۔ اگر اس کو اتنی مہلت مل جاتی کہ جتنی مرزا قادیانی کو ملی تھی تو شاید کہ وہ جیسا کہ اس کے ناپاک عزائم تھے اس سے کہیں زیادہ ارتدادی لٹریچر اپنے مغربی آقاؤں کے اشارہ پر لکھ دیتا۔ اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب اس کے خلاف عدالت میں کاروائی ہورہی تھی تو اس وقت بھی یہ ارتدادلٹریچر لکھنے میں مصروف تھا، عالمی مجلس تحفظ نبوت کے کہنے پر جب اس کی پریس پر پولیس نے چھاپہ مارا تھا تو اس وقت بھی اس کے پریس سے نئی تصنیف کردہ کتاب "دینِ الٰہی" جو چھپنے کے قریب تھی، برآمد ہوئی تھی، جس میں پہلے سے کہیں زیادہ ارتدادی عزائم کا اظہار اور تعلیمات موجود تھیں۔ تو میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو گوہر شاہی کے خفیہ ارتدادی عزائم سے ناواقفیت کی بناء پر ایسی باتیں کرتے ہیں کہ جب تمہارے گھر کے کسی حصے میں تھوڑی سی آگ لگی ہوئی ہو، تو تم یہ کہہ کر یہ تھوڑی سی آگ ہے، اس سے کون سا پورا گھر جل جائے گا، چھوڑ دو گے یا اس کو بجھانے کے لئے کوئی انتظام کرو گے؟ ظاہر بات کہ اگر اس تھوڑی سی آگ کی طرف توجہ نہ دی گئی تو یہی آگ پوری بستی کو جلا سکتی ہے۔ اور سانپ کا بچہ بھی سانپ ہوتا ہے اس کو کوئی عقلمند بچہ سمجھ کر چھوڑ نہیں دیتا۔ مسلمانوں کی ایسی ہی غفلت کی وجہ سے یہ فتنہ آنجہانی گوہر شاہی کے اپنے مقام کو پہنچنے کے بعد بھی ناسور کی طرح پھیلتا ہی جارہا ہے اور آئے دن اس کے شرپسند پیروکار اپنے مغربی آقاؤں کے عطا کردہ مال کے بل بوتے پر جلسے اور محفلیں منعقد کرتے نظر آتے ہیں۔ اور حال ہی میں ان کی طرف سے ایک اخبار "ہاتفِ مہدی" کے نام سے نکلا ہے، جس میں گوہر شاہی کو جنت کا مالک اور خدا تک ثابت کرنے کی مکروہ وناپاک کوشش کی گئی ہے۔ دیواروں پر چاکنگ اور اشتہار بازی تو روزہ مرہ کا معمول بن گیا ہے۔

(۲) مرزا قادیانی کی طرح گوہر شاہی کی کتب میں بکثرت ارتدادی تعلیمات کے نہ پائے جانے کی اور اس کے دعویٰ مہدیت، مسیحیت اور نبوت کے صریح نہ ہونے کی وجہ یہ ہے اس کو اس بات کا خوف تھا کہ اگر میں نے بھی مرزا قادیانی کی طرح صراحتاً نبوت کا دعویٰ کیا تو مجھے اور میرے پیرکاروں کو بھی سرکاری سطح پر کافر قرار دے دیا جائے گا اور اس جرم میں مجھے سزا اور قید بھی ہوسکتی ہے۔ اس بات کی تائید اس کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو کہ اس نے بیسیویں گیارہویں کے موقع پر کیا تھا۔ چنانچہ یہ کہتا ہے:

''حکومت پاکستان نے بھی یہ قانون بنایا ہوا ہے کہ اگر کوئی امام مہدی کا اعلان کرے تو اسے جیل میں بند کر دیا جائے ...... اکثر کہتے ہیں کہ اگر امام مہدی پاکستان میں موجود ہے تو جیلوں سے کیوں ڈرتا ہے؟ اعلان کیوں نہیں کرتا؟ ...... اسی طرح امام مہدی بھی مصلحتاً خاموش ہے اور کسی عمر کے انتظار میں ہے۔ وہ اعلان کرے یا نہ کرے، جیل میں رہے، شہر میں رہے یا گوشہ نشین، وہ ہی امام مہدی ہے، جو رب کی طرف سے ہے۔ پھر اسے خواہ مخواہ جیل کی سختی برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟''

(تقریر بیسیویں گیارہویں شریف، کوٹری مورخہ ۱۳/اگست ۱۹۹۹ء روزنامہ جنگ لندن ۲۸/اگست ۱۹۹۹ء)

گوہر شاہی کی اس تقریر سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے دعویٰ مہدیت، مسیحیت اور نبوت گول مول الفاظ میں صرف اس لئے کیا تھا کہ مجھے سزا نہ ہو جائے اور ہوا وہی جس کا اس کو ڈر تھا، کہ جب اس کو سزا ہوئی تو اس نے امریکہ بھاگ کر اپنی جان بچائی اور اپنے مغربی آقاؤں کی گود میں بیٹھ کر ہی بقیہ زندگی گذاری۔

یہ کتاب اسی لئے لکھی گئی ہے کہ سادہ لوح عوام پر اس کا اور اس کے پیروکاروں کا مکروفریب واضح ہو سکے۔

تالیف کتاب کی دوسری وجہ

اس کتاب کے ذریعے سادہ لوح عوام کو اس بات سے بھی آگاہ کرنا مقصود ہے کہ ان سب جھوٹے مدعیوں کے دعویٰ کا مقصد نزول مسیحؑ کے بارے میں عوام کو طرح طرح کے شبہات میں مبتلا کیا جائے اور ان عقائد کی اہمیت اور وقعت لوگوں کے دلوں سے نکال کر اپنے آپ کو ان کی جگہ پیش کر کے اُمتِ محمدیہ کا رشتہ نبی کریم ﷺ سے توڑا جائے۔ اور سادہ لوح عوام کو اس بات سے بھی آگاہ کرنا مقصود ہے کہ بعد میں جو بھی جھوٹا مدعی مہدیت، مدعی مسیحیت اور مدعی نبوت آیا تو اس نے اکثر خرافات تو اپنے سے پہلے کذابوں سے ہی چوری کی ہیں اور کچھ خرافات کا زمانہ کے حالات کے مناسب اپنی طرف سے اضافہ کر دیا تا کہ لوگوں پر اس کا کذب اور سرقہ واضح نہ ہو سکے۔

تو گوہر شاہی کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے، اس نے بھی بہت سی ادائیں اور مکروفریب مرزا قادیانی سے سرقہ کی ہیں اور دجل و تلبیس میں اس کی پوری پوری پیروی کی ہے۔ کیونکہ اس پر

مرزائیت اور مرزا قادیانی کا رنگ چڑھ گیا تھا، اور اس کا اثر ہو گیا تھا، جیسا کہ اس نے خود لکھا ہے:

"اس دن کے بعد بیس سال کی عمر سے بتیس سال کی عمر تک اُسی گدھے کا اثر رہا، نماز وعید سب ختم ہو گئی، جمعہ کی نماز بھی ادا نہ ہو سکتی، پیروں، فقیروں اور عالموں سے چڑ ہو گئی، اور اکثر محفلوں میں ان پر طنز کرتا، شادی کر لی، تین بچے ہو گئے اور کاروبار میں مصروف ہو گیا۔ زندگی کا مطلب یہی سمجھا کہ تھوڑے دن کی زندگی ہے، عیش کر لو، فالتو وقت سینماؤں اور تھیٹروں میں گذارتا، روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے حلال وحرام کی تمیز بھی جاتی رہی، کاروبار میں بے ایمانی، فراڈ اور جھوٹ شعار بن گیا، یہی سمجھئے کہ نفسِ امارہ کی قید میں زندگی کٹنے لگی، سوسائٹیوں کی وجہ سے مرزائیت اور کچھ وہابیت کا اثر ہو گیا۔" (روحانی سفر ص ۷ و ص ۸ طبع اوّل ۱۹۸۶ء)

اسی مرزائیت کے اثر کی وجہ سے اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی کتاب میں عابد اور زاہد لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"مرزا غلام احمد نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا، بے شک وہ عابد زاہد تھا۔"

(مینارہ نور ص ۵)

اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو مسلمان لکھا ہے، حالانکہ تمام علماء نے اور حکومت پاکستان نے ان کو کافر قرار دیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

"کچھ مسلمان شیخ صنعان اور کچھ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔"

(روشناس ص ۱۰)

مرزائیت کے اسی اثر کی وجہ سے گوہر شاہی نے مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری پوری پیروی کی ہے اور اس کے روحانی فرزند ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس کتاب میں مَیں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کے دعووں اور تلبیسات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، تاکہ وہ سادہ لوح عوام جو گوہر شاہی اور اس کے پیروکاروں کے مکروہ ہتھکنڈوں سے ناواقف ہیں، اس کتاب کو پڑھ کر ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ یہ کتاب سترہ ابواب پر مشتمل ہے۔

(۱) پہلے باب میں مرزا قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کے ولایت کے دعویٰ کو اور اس معیار

کو جو انہوں نے ولایت اور روحانیت کے لئے مقرر کیا ہے، بیان کر کے اس کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رد کیا گیا ہے۔

(۲) دوسرے باب میں مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کے مہدیت کے دعویٰ کو باحوالہ درج کر کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کا رد کیا گیا ہے اور احادیث کی روشنی میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامات اور ان کے کارناموں کو بیان کیا گیا ہے۔

(۳) تیسرے باب میں مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کے مسیحیت کے دعویٰ کو باحوالہ درج کر کے، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کا رد کیا گیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے بارے میں احادیث کو بیان کر کے ان کے کارناموں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

(۴) مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو چاند اور گوہر شاہی نے اس پر اپنی شبیہ ظاہر ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اس باب نمبر ۴ میں ان کے اس دعویٰ کو درج کر کے اس کی تردید کی گئی ہے۔

(۵) مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو حجر اسود اور گوہر شاہی نے اس پر شبیہ ظاہر ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اس باب نمبر ۵ میں ان کے اس دعویٰ کو ذکر کر کے اس کی تردید کی گئی ہے۔

(۶) چھٹے باب میں مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کے نبوت اور ماموریت کے دعویٰ کو ذکر کر کے، اس کا قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے رد کیا گیا ہے۔

(۷) ساتویں باب میں مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کے الہام و وحی کے دعویٰ کو باحوالہ ذکر کر کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے بعد وحی کا دعویٰ کرنے والے کا حکم تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

(۸) مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے نبی کریم ﷺ کے مقابل اپنے آپ کو پیش کرنے کی پوری ناکام کوشش کی ہے۔ آٹھویں باب میں اسی تفصیل کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں ان کے ظل، بروز اور حلول کے فلسفہ کو بیان کیا گیا ہے۔ دوسری فصل میں ان کی وہ مخرب عبارات درج کی گئی ہیں جن میں ان دونوں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ سے افضل ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ تیسری فصل میں ان دونوں کے اس دعویٰ کو ذکر کیا ہے جس میں دونوں نے اپنے آپ کو ہندوؤں کا "کالکی اوتار" ٹھہرایا ہے، پھر محقق ہندوؤں کی کتب کے

حوالوں سے نبی کریم ﷺ کو ہندوؤں کا آخری ''کالکی اوتار'' ثابت کیا گیا ہے۔

(۹) منصب نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کے بعد مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے اپنے آپ کو خدائی منصب کا حامل ٹھہرایا تھا، اس باب میں ان کے اس نظریئے کو ذکر کر کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کا رد کیا گیا ہے اور عقیدہ توحید کی اہمیت کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

(۱۰) مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے اپنے نام نہاد اور بناوٹی دعوؤں کو ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث میں جو تحریفات کی ہیں، اس باب میں ان کے کچھ نمونے بیان کر کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قرآن میں تحریف کرنے والے کا حکم تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

(۱۱) مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے انبیاء کرام علیہم السلام، علماء اور اولیاء عظام کی شان میں جو گستاخیاں کی ہیں، گیارہویں باب میں ان کی ان گستاخیوں کو ذکر کر کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

(۱۲) مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے اپنی نظریات کو ثابت کرنے کے لئے دروغ گوئی اور افترا پردازی سے بھی گریز نہیں کیا، بارہویں باب میں ان کے جھوٹ کے کچھ نمونے ذکر کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں جھوٹے شخص کا تعارف کروایا گیا ہے۔

(۱۳) تیرہویں باب میں عجائبات مرزائیہ اور عجائبات گوہر شاہیہ کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱۴) منشیات کے عادی مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے مسلمانوں کو بھی منشیات کا عادی بنانے کے لیے اپنی کتابوں میں بھنگ اور افیون وغیرہ کے فوائد اور فضائل بھی بتائے ہیں، چودہویں باب میں ان دونوں کو منشیات کا عادی ثابت کر کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نشہ آور چیزوں کے استعمال کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

(۱۵) روحانیت کی آڑ میں مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے غیر محرم عورتوں کے ساتھ خوب رنگ رلیاں منائی ہیں۔ پندرویں باب میں ان دونوں کا غیر محرم عورتوں سے میل جول ثابت کر کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غیر محرم عورت سے غیر محرم مرد کے خلوت میں ملنے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

(۱۶) مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے بہت سی چیزوں کو انسان کی ہدایت اور گمراہیت کے لئے معیار ٹھہرایا ہے، لیکن جب ہم خود ان کے اپنے اعمال کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو یہ خود اپنے ہی طے

کردہ معیار کی رُو سے جھوٹے اور گمراہ ٹھہرتے ہیں۔ اس باب کے تحت اسی تفصیل کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱۷) مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے چونکہ مہدیت، مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ انگریز کے کہنے پر کیا تھا، اسی لئے ان دونوں کو انگریز کی پشت پناہی بھی حاصل رہی ہے۔ اس آخری باب میں اسی تفصیل کو بیان کر کے مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کو انگریز کا ایجنٹ ثابت کیا گیا ہے اور پھر یہود ونصاریٰ سے دوستی رکھنے کا بھی حکم بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے انشاء اللہ عام آدمی کو بھی پتہ چل جائے گا کہ بعد میں آنے والے جھوٹے مدعی پہلوں کے نقشِ قدم پر کس طرح چلتے ہیں، اور گوہر شاہی نے مرزا قادیانی کی پیروی کس طرح کی ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ گوہر شاہی نے ساری خرافات مرزا قادیانی سے ہی چرائی ہیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اکثر باتوں میں یہ مرزا قادیانی کے ہی نقشِ قدم پر چلا ہے اور بعض باتیں دیگر افکارِ باطلہ والوں اور پہلے جھوٹے مدعیان نبوت سے بھی چرائی ہیں۔ مثلاً:

(۱) اسماعیلیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کے تیس کی بجائے چالیس پارے ہیں جیسا کہ ان کی کتاب میں لکھا ہے:

قرآن کے چالیس پارے ہیں جس میں سے تیس پارے اس دنیا میں ہیں اور دس سپارے جو باقی رہے وہ اس امام کے گھر میں ہیں، ان (دس پاروں) کو اطہر وید کہتے ہیں۔ ست گر (امام) کی زبان یہی (دس پارے) ہیں۔"

(گنان مومن چیتا منی از سید امام شاہ، مجموعہ مقدس گنان ص ۹۵، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے انڈیا، بمبئی)

"نزول وحی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد زمانہ کے اماموں کی معرفت ان کے فرمانوں کی شکل میں جو ہدایات کی جاتی ہیں وہ اللہ کے کلام کے برابر ہیں۔ اللہ نے حضرت پیغمبرؐ کی معرفت تیس پارے نازل کیے۔ (باقی دس پارے) زمانہ کے اماموں کی معرفت ان کے فرمانوں کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔"

(کلام الٰہی اور فرمان امام ص ۶۲ از عالیجاہ سلطان V نور محمد۔ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ٹانزانیا)

گوہر شاہی نے بھی یہی بات کہی ہے کہ قرآن کے چالیس پارے ہیں۔ چنانچہ کہتا ہے:

''یہ قرآن پاک عوام الناس کے لئے ہے، جس طرح ایک علم عوام کے لئے جب کہ دوسرا علم خواص کے لئے ہے جو سینہ بسینہ عطا ہوا۔ اسی طرح قرآن پاک کے دس پارے اور ہیں، جب ہم نے اللہ کو پانے کی غرض سے لعل باغ سہون شریف میں ذکر وفکر، تلاوت، عبادت وریاضت اور مجاہدات کیے تو ہم پر باطنی راز منکشف ہونا شروع ہوگئے، باطنی مخلوقات ہمارے سامنے آگئیں، پھر وہ دس پارے بھی سامنے آگئے۔'' (حق کی آواز ص ۵۴)

''اسی طرح سینے کی پانچوں ولایتیں جو کہ آدھی آدھی ولیوں کے لئے تھیں، دس حصوں میں تقسیم ہوگئیں۔ تیس حصے ظاہری قرآن اور دس حصے باطنی قرآن کی صورت میں۔ ظاہری قرآن عوام کے لئے اور باطنی قرآن خواص کے لئے ...... لہٰذا تیس پارے ظاہری قرآن پاک کے، دس پارے باطنی، کل ملا کر اس طرح چالیس پارے ہوئے۔'' (حق کی آواز ص ۵۴)

اسماعیلیوں کا عقیدہ ہے کہ حرم خدا خانہ کعبہ کی بجائے ان کا ''امام زمان ہے'' اور قرآن کریم کی آیت ''اولم یروا انا جعلنا حرما آمنا الخ '' میں خانہ کعبہ کا جو ذکر آیا ہے اسماعیلیوں کے نزدیک اس سے مراد ان کا ''امام زمان'' ہے۔ چنانچہ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے اسماعیلی مصنف ''نصیر ہونزائی'' لکھتا ہے:

''آیت کریمہ میں امامِ اقدس واطہر کا ذکر ہے کہ وہی بحقیقت حرمِ خدا ہے۔''

(علم کے موتی، حصہ اوّل ص ۴۳)

۱۹۹۶ء میں موچی دروازہ والے جلسہ میں گوہر شاہی نے اپنی چھوٹی بیٹی کو اشعار پڑھنے کے لئے کہا تھا، ان اشعار میں گوہر شاہی نے اپنے آپ کو خانہ کعبہ ٹھہرایا ہے۔ وہ اشعار یہ ہیں:

سانسوں میں تیری خوشبو کچھ ایسی سمائی ہے
مستی میں سدا جھوموں یہی دل کی دہائی ہے
کعبے کو بھی دیکھا ہے صورت میں تیری گوہر
میرا عشق یہ کہتا ہے تیرے من میں خدائی ہے

ہیں لوح و قلم تیرے پھر بھی یہی مانگوں

تیرے سامنے موت آئے یہ میری بھلائی ہے

(۲) ملا محمد اٹکی نے جو کہ ذکری مذہب کا بانی ہے، اپنی اُمت پر ذکر کو نماز کی طرح فرض ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ ذکریوں کی کتب میں یہ بات صراحتاً لکھی ہے۔ کچھ حوالے ملاحظہ ہوں:۔

مشہور ذکری مصنف عبدالغنی بلوچ لکھتا ہے:

''حضرت مہدیؑ نے قرآن پاک سے ذکر اللہ کا فرض ہونا ثابت کیا ہے آپ تاویل قرآن پاک ہیں۔'' (سالانہ ''سوینیئر'' ۲۰۰۳ء ص ۱۳ شائع کردہ آل پاکستان ذکری انجمن کراچی)

ذکری رہنما مولوی فقیر محمد سندھی لکھتا ہے:

''جو آدمی ہمارے مذہب میں چالیس دن ذکر الٰہی نہ کرے، اس کو ہم کافر یا ناکارہ سمجھتے ہیں جیسا کہ ہم کو سیدنا چراغ سید سراج الدین عرف چراغ خداداد کا حکم ہے۔'' (میں ذکری ہوں ص ۳۱)

ذکری رہنما ملا مزار عومرانی لکھتا ہے:

''یہی وجہ ہے کہ ہمیں حضرت نور پاک محمد مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے جو کہ راہِ حق ہے۔'' (تفسیر ذکر اللہ ص ۴۰)

ذکری ملائی جی ایس بجارانی لکھتا ہے:

''مختصر یہ کہ ذکرِ الٰہی ہر ذکری فرد چاہے وہ مرد ہو یا عورت، بوڑھا ہو یا جوان اس پر پانچ وقت ذکر فرض ہے۔'' (نور تجلی ص ۴۰)

ذکریت کی پیروی کرتے ہوئے گوہر شاہی نے بھی ذکر کو فرض قرار دیا ہے۔

☆...... چنانچہ یہ لکھتا ہے:

''اگر کوئی شخص شریعت میں ہے تو روزانہ پانچ ہزار دفعہ ذکر کرے، اگر کوئی عالم شریعت میں ہے تو اسے پچیس ہزار دفعہ روزانہ ذکر کرنا پڑتا ہے تب اس کو مقتدیوں پر فضیلت ہے اور اگر کوئی راہِ طریقت میں چل رہا ہے یا پھر فقیر ہے تو وہ ۷۲ ہزار

دفعہ روزانہ ذکر کرے ورنہ اس کا محض زبانی دعویٰ ہے۔" (مینارہ نور ص ۱۳)

☆......دوسری جگہ لکھتا ہے:

"ذکر کی زکوٰۃ ایک عام مسلمان کے لئے پانچ ہزار روزانہ اور امام مسجد کی زکوٰۃ پچیس ہزار ہے تب اس کو مقتدیوں پر فضیلت ہے اور فقیر کی زکوٰۃ سوا لاکھ روزانہ ہے، تب اسے غوث و قطب پر فضیلت ہے۔ جس طرح وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسی طرح ہر درجہ کے مطابق ذکر کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی، خواہ وہ سجدوں سے کمر کیوں نہ ٹیڑھی کر لیں۔" (روشناس ص ۶)

(۳) گذشتہ مدعیانِ نبوت میں سے علی بن فضل یمنی اپنے آپ کو خدائی منصب کا حامل سمجھتا تھا اور اپنے عقیدت مندوں کو کوئی تحریر بھیجتی ہو تو اس میں لکھتا تھا:

من باسط الارض وداحیھا وقزلزل الجبال وقرسھا علی بن فضل الیٰ عبدہ فلان بن فلان.

"یہ تحریر زمین کے پھیلانے اور ہانکنے والے اور پہاڑوں کو ہلانے والے اور ٹھہرانے والے علی بن فضل کی جانب سے اس کے بندے فلاں بن فلاں کے نام ہے۔"

اور گوہر شاہی بھی اس سے کم نہیں تھا، یہ بھی اپنے مریدوں سے ایسے اشعار پڑھواتا تھا جس میں اس کو خدائی منصب پر فائز کیا گیا ہو۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں جو اس کے مرید اس کو مخاطب کر کے پڑھتے تھے۔

ہم کوٹری والے آقا کی گلیوں میں عمر بتائیں گے
گوہر شاہی گوہر شاہی کہتے کہتے مر جائیں گے
تعظیم کرو یا ٹھکراؤ سو دائی کہو یا شیدائی
ہم اپنے کفن کے چاروں طرف گوہر گوہر لکھوائیں گے

دوسری جگہ لکھا گیا ہے:

یا مرشد حق ریاض احمد گوہر شاہی

کوئی کافر مجھے سمجھے یا مسلمان سمجھے
تیری پوجا کروں میں تیری پوجا کروں
اپنے من میں بٹھا کر تجھے یا گوہر
تیری پوجا کروں میں تیری پوجا کروں

(عقیدت کے پھول ص ۱۳۹)

گوہر شاہی کے فتنہ کو قادیانیت سے کم سمجھنے والے ذرا ان اشعار کو غور سے پڑھیں۔

(۳) حمدان بن اشعث قرمطی نے مہدیت اور مسیحیت کا دعویٰ کرنے کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہری ملاقات کا دعویٰ بھی کیا تھا، اسی کی پیروی میں مرزا قادیانی اور گوہر شاہی نے بھی مہدیت اور مسیحیت کے دعویٰ کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہری ملاقات کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے:

''افسوس آتا ہے اگر عیسیٰ اب آجاویں تو وہ تو اس قوم کو پہچان بھی نہ سکیں، ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور آپ محبت نہیں رکھتے ہوں گے، کیونکہ آپ کو ان کی خبر نہیں، ہم نے تو ان کو بارہا دیکھا ہے۔''

سوال: مسیح کو آپ نے کس طور سے دیکھا ہے؟ آیا جسمانی رنگ میں دیکھا ہے؟

جواب: فرمایا کہ ہاں جسمانی رنگ میں اور عین حالت بیداری میں دیکھا ہے۔

(روحانی خزائن ج ۱۰ ص ۲۲۴)

گوہر شاہی کے مریدوں نے کراچی سے نکلنے والے جریدے ''روشن'' میں درج ذیل اشتہار شائع کروایا تھا:

''حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی کے حالیہ دورۂ امریکہ کے دوران مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۹۷ء نیو میکسیکو کے شہر طاؤس (TAOS) کے ایک مقامی ہوٹل (ELMONI LOD GE) میں حضرت سیدنا گوہر شاہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ظاہری ملاقات فرمائی۔ یہ ملاقات آج ۲۸ جولائی ۱۹۹۷ء تک ایک راز رہی لیکن اب جب کہ مرشد پاک نے اس راز سے پردہ اٹھانا مناسب جانا تو کرم فرماتے ہوئے کچھ

تفصیلات ارشاد فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ نیو میکسیکو کے ہوٹل میں پہلی رات قیام کے دوران رات کے آخری پہر میں نے ایک شخص کو اپنے کمرے میں موجود پایا، ہلکی روشنی تھی، میں سمجھا ہمارا کوئی ساتھی ہے۔ پوچھا کیوں آئے ہو؟ جواب دیا: آپ سے ملاقات کے لئے، میں نے لائٹ آن کی تو یہ کوئی اور چہرہ تھا۔ (ایک خوبصورت نوجوان) جسے دیکھ کر میرے سارے لطائف ذکر الٰہی سے جوش میں آ گئے اور مجھے انجانی سی (ایسی) خوشی محسوس ہوئی جیسی فرحت میں نے حضور پاک ﷺ کی محفلوں میں کئی بار محسوس کی تھی، لگتا تھا انہیں ہر زبان پر عبور حاصل ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا۔ میں عیسیٰ بن مریم ہوں، ابھی امریکہ میں ہی رہ رہا ہوں۔ پوچھا رہائش کہاں ہے؟ جواب دیا: نہ پہلے میرا کوئی ٹھکانہ تھا نہ اب ہے۔ پھر مزید جو کچھ گفتگو ہوئی وہ ہم ابھی بتانا مناسب نہیں سمجھتے۔"

(روشن کراچی ۲۸ جولائی ۱۹۹۷ء)

(۵) میر محمد حسین مشہدی مدعی نبوت نے تمام مذاہب والوں سے پینگیں بڑھا رکھی تھیں اور کہتا تھا کہ مجھے کسی خاص مذہب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ میں تو تمام مذاہب کا چراغ روشن کرنے والا ہوں، یہی بات گوہر شاہی نے بھی کہی ہے۔ چنانچہ کہتا ہے:

"جس دل میں خدا کی محبت ہے وہ خواہ کسی مذہب میں ہے یا نہیں ہے، وہ جہنم میں نہیں جا سکتا۔" (گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۲۸)

"اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو خواہ تمہارا تعلق کسی بھی فرقہ یا مذہب سے ہو۔ مسلمان یہ کہیں گے کہ بغیر کلمہ پڑھے کوئی کیسے اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے؟ جب کہ عملی طور پر ایسا ہو رہا ہے عیسائی، ہندو اور سکھوں کے ذکر بغیر کلمہ پڑھے چل رہے ہیں۔" (گوہر ص ۴ سرفروش پبلی کیشنز پاکستان)

"کچھ لوگ مذہب کے ذریعہ پاک و صاف ہوتے ہیں اور کچھ لوگ کسی ولی کی محبت اور نظر سے بھی صاف ہو جاتے ہیں۔" (گوہر ص ۶)

"ہم بلاتفریق نسل و مذہب لوگوں کو اللہ کی محبت کا درس دے رہے ہیں۔"

(صدائے فروش ۱۲ربیع الاوّل ۱۴۱۹ھ)

(۶) جھوٹے مدعیوں میں سے بایزید روشن جالندھری بھی کسی سے بیعت نہیں ہوا تھا، شیطان نے اس کو اپنی ریاضت وعبادت اور چلہ کشی کے انوار وثمرات دکھا کر گمراہ کیا تھا، اسی طرح ریاض احمد گوہر شاہی بھی کسی سے بیعت نہیں ہوا تھا اور اس کو بھی شیطان نے اپنی ریاضت وعبادت اور چلہ کشی کے ثمرات دکھا کر گمراہ کیا ہے۔

بایزید کا دعویٰ تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہوں تو گوہر شاہی بھی یہی کہتا تھا، اس کا یہ اقرار ملاحظہ ہو:

"اللہ تعالیٰ کی طلب کے لئے ۳۴ سال کی عمر میں عرصہ تین سال سیہون کے ریگستانوں میں گزرا...... تین سال کے بعد ایک دن اللہ سے بات ہو ہی گئی، پندرہ دن تک بات چیت ہوئی۔" (دی گریٹ گاڈ اسلام آباد جولائی ۱۹۹۷ء)

بایزید کہتا تھا کہ مجھے آسمانِ غیب سے ندا آئی ہے کہ آج سے سب لوگ تجھے "روشن پیر" کہا کریں گے۔ چنانچہ اس کے ماننے والے اس کو ہمیشہ "روشن پیر" کے نام سے یاد کرتے تھے۔ لیکن عام لوگ اس کو "تاریک پیر" اور "پیر ضلالت" کے نام سے یاد کرتے تھے، اسی طرح ریاض احمد نے اپنے آپ کو "پیر گوہر شاہی" کے نام سے مشہور کیا ہے اور اس کے ماننے والے بھی اس کو "پیر گوہر شاہی" کے نام سے ہی یاد کرتے ہیں لیکن عام لوگ اس کو "پیر گوبر شاہی" کے نام سے پکارتے ہیں۔

بایزید نے اپنے علاقہ "جالندھر" کو چھوڑ کر سرحد کے "خیل" اور "آفریدی" پٹھانوں کو گمراہ کیا تھا، تو گوہر شاہی نے بھی اپنے علاقہ "راولپنڈی" کو چھوڑ کر "سندھ" کے ان پڑھ اور ناخواندہ لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔

بایزید بھی عقیدہ حلول کا قائل تھا تو گوہر شاہی بھی اس عقیدہ کو گلے لگائے ہوئے تھا۔ بیان بن سمعان کو اس کے مرید "اوتار" مانتے تھے تو گوہر شاہی کے مرید بھی اس کو "اوتار" مانتے ہیں۔

بایزید اپنی خودساختہ طریقت کو شریعت پر ترجیح دیتا تھا اور طریقت کو شریعت سے علیحدہ خیال کر کرتا تھا اور کہتا تھا:

"الشریعة کمثل اللیل والطریقة کمثل النجوم والحقیقة کمثل القمر والمعرفة کمثل الشمس ولیس فوق الشمس شیئی"

"شریعت رات کی طرح ہے اور طریقت ستاروں کی طرح ہے، حقیقت چاند کی مانند ہے اور معرفت سورج کی مانند ہے اور سورج سے بڑھ کوئی شئے نہیں ہے۔"

تو گوہر شاہی نے بھی اپنی خود ساختہ طریقت کو شریعت پر ترجیح دی ہے اور طریقت اور شریعت میں فرق کیا ہے اور لکھا ہے:

"آج کل اکثر علماء بے سلاسل و مرشدان لا حاصل طریقت، حقیقت اور معرفت کو مقام شریعت میں ہی سمجھتے ہیں، لیکن شریعت تو سننا سنانا، بابت عالم غیب، حوریں، ملائک و بہشت و نار ہے۔ ان کے اوپر زکوٰۃ اڑھائی فیصد ہے۔ یہ دنیا دار نفسانی ہیں، نفس کو سدھارنے کے لئے سال میں ایک ماہ روزے رکھتے ہیں۔ ان کا علم حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ ہے، جس میں ان کی عقل کو اختیار ہے، اس کی انتہا بحث و مباحثہ و مناظرہ ہے، جو مقام شر بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن طریقت والوں کا مقام دید ہے، یہ ان غیبی چیزوں کو دیکھتے ہیں، اپنے نفس کو مارنے کے لئے ریاضتیں، بھوک و پیاس کی تکالیف اکثر اٹھاتے رہتے ہیں، یہ تارک الدنیا کہلاتے ہیں، دنیا میں رہ کر بھی ہر نفسانی چیز سے تارک ہوتے ہیں، ان کی زکوٰۃ ساڑھے ستانوے فیصد ہے اور ان کا علم صرف عشق حقیقی ہے جو بحث و مناظرہ و فرقہ بندی سے دور ہے، ان کی انتہاء مجلس محمدی ہے۔" (مینارۂ نور ص ۱۷ و ص ۱۸)

(۷) جھوٹے مدعیان میں سے عبدالحق بن مرسی اور اس کے مرید نماز اور دوسرے مذہبی فرائض کو اہمیت نہیں دیتے تھے تو گوہر اور اس کے مریدوں کے ہاں بھی مذہبی فرائض کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

(۸) جھوٹے مدعی نبوت "اسحاق اخرس" نے افریقہ سے اصفہان آ کر ایک عربی مدرسہ میں قیام کیا تھا اور تنگ و تاریک حجرہ میں رہائش اختیار کی تھی اور اس میں دس برس خلوت نشین رہا اور اپنی زبان پر مہر سکوت لگائی کہ ہر شخص اسے گونگا خیال کرتا تھا، اس نے اپنی عدم گویائی اور جھوٹے گونگے

ین کو دس سال کی طویل مدت تک اس خوبصورتی اور مہارت سے نبھایا کہ کسی کو یہ گمان بھی نہیں ہوا کہ یہ شخص مکار اور بناوٹی گونگا ہے، یہاں تک کہ اس کا لقب ہی "اخرس" یعنی گونگا پڑ گیا۔ ہمیشہ شارے سے باتیں کرتا تھا، دس برس کے بعد بولنے لگا اور مشہور کر دیا کہ خدا نے اسے گویائی کے ساتھ نبوت بھی عطا کی ہے، جس کی وجہ سے اصفہان کے لوگ اس کی مریدی کے دام میں پھنس گئے۔ اسی طرح گوہر شاہی نے بھی راولپنڈی سے سندھ کے سیہون کے جنگل میں آکر ایک تاریک غار میں رہائش اختیار کی، اور تین سال وہاں کی عوام میں ایک بناوٹی پیر کی حیثیت سے گزارے، پھر نبوت کا دعویٰ اور مہدیت و مسیحیت کا دعویٰ کر کے سندھ کی سادہ لوح عوام کو اپنے دام میں پھنسایا۔

(۹) بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا جسے تابوت سکینہ کہا جاتا تھا۔ اس تابوت میں بعض انبیاءِ سلف کے کچھ تبرکات محفوظ تھے۔ جھوٹے مدعیِ نبوت "مختار بن ابو عبید ثقفی" نے اس کے مقابلہ میں اپنی ایک کرسی کو تابوت سکینہ کا نام تھا جس کی وجہ سے اس کے مریدین اس کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے، تو اس کی پیروی میں گوہر شاہی نے حجر اسود پر اپنی شبیہ ظاہر ہونے کا ڈرامہ رچا کر حجر اسود کو تابوت سکینہ کا نام دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے مریدین آج تک حجرِ اسود کو تابوت سکینہ کا نام دے رہے ہیں۔

(۱۰) جھوٹے مدعی نبوت مغیرہ بن سعید نے کہا تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں اور اس کی مدد سے مردوں کو زندہ اور فوجوں کو شکست دے سکتا ہوں، تو گوہر شاہی نے بھی کہا کہ میں بھی اسم اعظم (ذات) کے ذریعے لوگوں کے مردہ دلوں کو جاری کرتا ہوں۔

ان دس مثالوں سے پتہ چلا کہ گوہر شاہی نے اپنے سے پہلے جھوٹے مدعیان کے خاردار اجڑے ہوئے گلشن میں دوبارہ آبیاری کا کارنامہ انجام دے کر ان ہی کو دوبارہ نئی خرافات کے ساتھ نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ اسی پر دوسرے جھوٹے مدعیان کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا میری مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ ان جھوٹے مدعیوں کے چنگل سے بچ کر رہیں اور دوسروں کو بھی ان فتنوں سے بچانے کی بھرپور کوشش فرمائیں۔

تالیف کتاب کی تیسری وجہ

گوہر شاہی کے بعد موجودہ زمانے میں بھی کچھ لوگ پرانے جھوٹے مدعیوں کی طرح

عوام کو اپنے جال میں پھنسانے کی ترکیبیں اور ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں، کچھ بعید نہیں کہ وہ ان کذابوں سے بھی کوئی بڑا فتنہ برپا کرنے والے ہوں۔ عتیق الرحمٰن گیلانی کو ہی لے لیجئے، آئے دن یہ شخص اپنی چرب زبانی سے کوئی نیا ہی شوشہ چھوڑے رکھتا ہے، اکابر پر طعن و تشنیع اور اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کو اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھ رہا ہے، اپنے حال کی خبر نہیں ہے کہ میں خود دعوئ مہدیت کے لئے پر تولے ہوئے ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ لوگ اور بھی ہیں جو عوام پر اپنی علمی دھاک بٹھا کر اسلامی تعلیمات کو مسخ کر رہے ہیں اور شراب پر آبِ زم زم کا اور خنزیر پر بکرے کا لیبل لگا کر اپنی دکان چمکائے بیٹھے ہیں۔ میں نے یہ کتاب اس لئے بھی لکھی ہے کہ آپ لوگ ان سے پہلے کذابوں کے کارناموں کا مطالعہ فرما کر ان کو اسی معیار پر پرکھ سکیں اور ان موجودہ ایجنٹوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ جھوٹے مدعیوں کا پیدا ہونا اسلام کے باطل ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ تو اسلام کی صداقت کی دلیل ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد قیامت سے پہلے جھوٹے نبی آئیں گے یہ تو آپ ﷺ کی پیش گوئی پوری ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو موجودہ اور آئندہ آنے والے تمام فتنوں سے محفوظ رکھے اور نبی کریم ﷺ کے پاک دامن سے مرتے دم تک وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(محمد نواز فیصل آبادی)

☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆

باب اوّل:

دعویٰ ولایت اور روحانیت اور

ولایت اور روحانیت کا معیار

جس طرح مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن وحدیث اور طریقہ سلف و صالحین سے ہٹ کر ولایت اور روحانیت کا ایک نیا اور انوکھا تصور پیش کیا تھا، اسی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس کے روحانی فرزند ریاض احمد گوہر شاہی نے قرآن و حدیث اور طریقہ سلف وصالحین سے ہٹ کر ولایت اور روحانیت کا ایک نیا اور انوکھا معیار قائم کیا ہے۔ دونوں کا تصور ولایت اور روحانیت ملاحظہ ہو جس کے ضمن میں انہوں نے اپنی ولایت اور روحانیت کا بھی ذکر کیا ہے۔

قادیانیت

مرزا غلام احمد قادیانی نے شروع شروع میں ولایت کا دعویٰ کیا تھا جس کے ضمن میں دبے الفاظ میں نبوت کا دعویٰ بھی موجود تھا اس لئے کہ اس نے معیار ولایت میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کو شرط قرار دیا تھا، اس سلسلہ میں قادیانی کتب ورسائل سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

سب پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے

گوہر شاہیت

ریاض احمد گوہر شاہی نے ولی ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اس سے ہم کلام ہونے کو شرط قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب ”رہنمائے طریقت“ میں لکھتا ہے۔

”ولی اس کو کہتے ہیں جس نے رب کا دیدار کیا ہے یا رب سے ہم کلام ہوا ہو، اس کے بغیر ولایت کا دعویٰ جھوٹا ہے۔“

(رہنمائے طریقت ص ۳)

اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے:

کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب ﷺ اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔......
غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف سے بھی نہیں، صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔

(مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی ج ۲ ص ۲۹۸۔ ۲۹۷، و مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد ششم، ص ۲-۳)

"خاتم النبیین اور لا نبی بعدی" کے متعلق علمائے متقدمین و متاخرین کا مذہب بیان کرتے ہوئے حضرت محی الدین ابن عربی، امام شعرانی، ملا علی قاری، سید عبدالکریم جیلانی، شاہ ولی اللہ دہلوی اور بعض دوسرے علماء کے الفاظ نقل کیے گئے ہیں جن کا ماحصل صرف اس قدر ہے کہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی میں نبوت تشریعی کو ممتنع ٹھہرایا گیا ہے اور نبوت عامہ جس میں شریعت نہ ہو، جاری قرار دی گئی ہے۔ (۱) یہ بالکل صحیح ہے لیکن کاش اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جاتا کہ وہ تمام علماء نبوت عامہ اور غیر تشریعی نبوت کو ولایت سے بڑھ کر یقین نہ کرتے تھے بلکہ ولایت ہی کا دوسرا نام انہوں

"وہ نبی دیدار الٰہی کو ترستے آئے اور یہ (اولیاء اُمت ناقل) دیدار میں رہتے ہیں۔"

(مینارہ نور ص ۳۰)

ص نمبر ۴۱ میں لکھتا ہے:

"ولی نبی کا نعم البدل ہے۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۵۲ پر لکھتا ہے:۔

"ولی کی سب سے ادنیٰ کرامت یہ ہے کہ سات دن کے اندر اندر طالب کو ذاکر قلبی بنا دے یعنی اس کے دل کی دھڑکن اللہ اللہ کرنے لگے اور کم از کم چار مرد یا آٹھ عورتیں یہ گواہی دے سکیں کہ اس کے ذریعے انہیں محفل حضوری نصیب ہوئی ہے اور خود بھی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا مرتبہ رکھتا ہو۔ یہ فقر باکمالیت کا درجہ ہے۔"

مقامِ ولایت کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا ولی چن لیتا ہے تو اس کے اوپر وہ ایک دفعہ تجلی ضرور ڈالتا ہے اور اسے پیار سے دیکھتا ہے۔ اسی میں یا تو اس پر اللہ کے ولی کا شیشہ عقل ٹوٹ جاتا ہے اگر شیشہ عقل ٹوٹ گیا تو وہ مجذوب ہو گیا اور یہ تجلی برداشت نہیں کر سکا تو ہلاک ہو گیا۔ اگر اس نے اس تجلی کو برداشت کر لیا تو "محبوب" ہو گیا، اب روزانہ اس کے اوپر تین سو ساٹھ مرتبہ نظرِ رحمت پڑنا شروع ہو گئی۔

نے نبوت عامہ یا غیر تشریعی نبوت قرار دیا تھا۔
(قادیانی اخبار" پیغام صلح" لاہور جلد نمبر ۳۷ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۵.....۱۹۵۰ء)

"اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس اُمت کے ...یوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے، مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے، کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کردیا ہے۔" (ترجمہ)
(مواہب الرحمٰن ص ۶۶ و روحانی خزائن" ص ۲۸۵، جلد ۱۹ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

"یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے، کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے، اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے، سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸ روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۵۰۳، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

...اس عاجز کی بات کو یاد رکھیں کہ

اگر وہ مجذوب ہو گیا ہے تو لوگوں کو پتھر مارے گا، ڈنڈے مارے گا، گالیاں دے گا وغیرہ وغیرہ اور اس کی مار اور گالیوں سے (بھی) فیض شروع ہو جاتا ہے۔ (۲)

ایسی تجلی برداشت کر کے اگر کوئی ولی محبوب ہو گیا تو اللہ کی نظر میں رحمت اس کے جسم پر پڑتی رہتی ہے۔ ایک نظر رحمت انسان کے سات گناہِ کبیرہ کو جلاتی ہے۔ گویا ایک دن میں اس محبوب ولی اللہ کے دو ہزار پانچ سو بیس گناہ کبیرہ جل کر خاک ہو گئے۔ ایک وقت آتا ہے کہ اس کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ اپنی نظرِ رحمت کے ذریعے جلا کر خاک کر دیتا ہے اب اس کے نامہ اعمال میں گناہ نہیں اور وہ گناہوں سے محفوظ ہو گیا۔ نظرِ رحمت اس پر مسلسل پڑتی رہتی ہے۔ اس کے بعد یہ نظر رحمت اللہ کے فضل سے اس ولی کے پاس بیٹھنے والے طالبین، مریدین، معتقدین کے گناہ جلانے شروع کر دیتی ہے۔ اس طرح ایک دن اس ولی کی نسبت سے اس کے ساتھ بیٹھنے والوں کے گناہ بھی جل کر خاک ہو جاتے ہیں۔" (تحفہ المجالس حصہ سوئم ص ۴۵، ۴۶)

ایک اور مقام پر ریاض احمد گوہر شاہی لکھتا ہے:
"آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض ولیوں کا شریعت پر بڑا زور ہوتا ہے جب کہ بعض اتنا زور نہیں دیتے، مگر ان کی کرامت اور فیض ان سے زیادہ ہوتا ہے۔ (۳)

کہ ہم لوگ معجزے کا لفظ اس محل پر بولا کرتے ہیں جب کوئی خوارق عادت کسی نبی یا رسول کی طرف منسوب ہو لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے اور نہ رسول، صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے اور اسی رسول مقبول کی برکت اور متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں، سو اس جگہ کرامت کا لفظ موزوں ہے نہ معجزے کا۔"

(مرزا غلام احمد کا ارشاد منقول از "قمر الہدیٰ" ص ۵۸ مصنف قمر الدین جہلمی قادیانی)

"میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں، میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔" (خطبہ الہامیہ ص ۷۰، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۶ ص ۶۹۔۷۰ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

"یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ (خود مرزا قادیانی) اس اُمت کا خاتم الاولیاء ہے، جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔" (تحفہ گولڑویہ رخ ص ۱۲۷ ج ۱۷)

اسلام میں اگرچہ ہزارہا ولی اور اہل اللہ گزرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا۔ لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا۔

(تحفۃ المجالس، حصہ چہارم ص ۷۷)

اپنی کتاب "روحانی سفر" میں گوہر شاہی لکھتا ہے: "کچھ بزرگوں کے حالات کتابوں میں پڑھے تھے کہ وہ ولایت کے باوجود کئی بدعتوں میں مبتلا تھے، جیسا سمن سرکار کا بھنگ پینا، لال شاہ کا نسوار اور چرس پینا، سدا سہاگن کا عورتوں جیسا لباس پہننا اور نماز نہ پڑھنا، امیر کلال کا کبڈی کھیلنا، سعید خزاری کا کتوں کے ساتھ شکار کرنا، خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کرنا، قلندر پاک کا نماز نہ پڑھنا، داڑھی چھوٹی اور مونچھیں بڑی رکھنا حتیٰ کہ رقص کرنا، رابعہ بصری کا طوائف بن کر بیٹھ جانا، شاہ عبدالعزیز کے زمانے میں ایک ولیہ کا ننگے تن گھومنا۔" (روحانی سفر ص ۳۶)

ایک اور مقام پر ولی کی شان یوں بیان کی گئی ہے۔

"نبی کا نعم البدل ولی ہوتا ہے، جس طرح شکر نہ ہو تو گڑ استعمال کرتے ہیں۔ ان کی برائی کرنے یا انہیں ستانے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

(گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۲۹)

ریاض احمد گوہر شاہی اپنی کتاب "روشناس" میں لکھتا ہے:

"ذکر کی زکوٰۃ ایک عام مسلمان کے لئے پانچ ہزار روزانہ اور امام مسجد کی زکوٰۃ پچیس ہزار ہے، تب اس کو مقتدیوں پر فضیلت ہے، غوث و قطب کا درجہ حاصل کرنے کے لئے بہتر ہزار کی

(یعنی خود مرزا قادیانی) (تذکرۃ الشہادتین ص ۔۔ روحانی خزائن ص ۱۳۱ ج ۲۰ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ اور مخاطب کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں، تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطاء نہیں کی گئی اور اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے، غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱، روحانی خزائن ص ۴۰۶ ج ۲۲ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں آپ کی تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں جن پر حضرت احدیت کی خاص عنایات ہیں، ان سے افضل نہیں ہوں اور نہ میرے پیرو ہیں، سو یہ عاجز بیان کرتا ہے نہ بطریق فخر بلکہ واقعی طور پر شکر انعمۃ اللہ کہ

زکوٰۃ ہے۔ تب اس کو اماموں پر فضیلت ہے، اور فقیر کی زکوٰۃ سوا لاکھ روزانہ ہے، تب اسے غوث و قطب پر فضیلت ہے، جس طرح وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسی طرح ہر درجہ کے مطابق ذکر کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی خواہ وہ سجدوں سے کمر کیوں نہ ٹیڑھی کر لیں۔ (۴)

(روشناس ص ۶)

اسی صفحہ پر مذکورہ عبارت سے پہلے لکھتا ہے:

"کامل ذات ایک ہی نظر سے کامل ممات زیادہ سے زیادہ تین دن سے اور کامل حیات سات دن تک قلب کا منہ کھول کر ذاکر قلبی بنا دیتے ہیں، اگر کوئی مرشد سات دن سے زیادہ ٹال مٹول سے کام لے بہتر ہے اس سے جدا ہو جائے اپنی عمر عزیز برباد نہ کرے۔" (۵)

مقام ولایت اور روحانیت کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے گوہر شاہی لکھتا ہے:

"جس طرح دنیاوی قاعدے اور قوانین ہیں۔ اسی طرح شریعت اور طریقت کے بھی اپنے اپنے قاعدے اور قانون ہیں شریعت کے قاعدے قانون علمائے دین سکھاتے ہیں۔ جب کہ طریقت کے قاعدے قانون درویشوں سے سیکھے جاسکتے ہیں۔ جس طرح امریکہ کے قاعدے قانون پاکستان میں لاگو نہیں ہوتے، اسی طرح پاکستانی قوانین امریکہ میں لاگو نہیں

اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر افضلیت بخشی ہے کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے مشابہت دی ہے۔" (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ حیات احمد یہ ج ۲ ص ۷۹ مصنف یعقوب علی قادیانی)

"جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بنا دیں، ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہئے اور اسلام سے محبت سچی رکھنی چاہیے اور آنحضرت ﷺ کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہئے۔ ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے آنے کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ باتوں یا پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا، سو اس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ بھی معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں

کئے جاسکتے، طریقت کے قاعدے قانون شریعت پر اور شریعت کے قاعدے قانون طریقت پر لاگو نہیں ہوسکتے اکثر علماء کہتے ہیں شریعت ہی میں طریقت، حقیقت اور معرفت موجود ہے۔ جس سے ہمیں اختلاف ہے۔"

(حق کی آواز ص ۱۰)

گوہر شاہیت کا ترجمان "سالنامہ گوہر" بھی ہے، اس میں لکھا ہے:

"ایک امریکی خاتون شاہ صاحب سے ملاقات کرنے آئی، وہ بھی روحانیت کی طالب تھی، اس امریکی خاتون کے ساتھ ایک پاکستانی جوڑا بھی تھا، پاکستانی جوڑے نے سرکار کو بتایا کہ یہ امریکن خاتون آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا چاہتی ہے، یہ سن کر شاہ صاحب براہِ راست اس خاتون سے مخاطب ہوئے اور پوچھا تمہیں کیا چاہئے......؟ صرف اسلام یا خدا؟ اس انگریز خاتون نے برجستہ کہا......خدا......شاہ صاحب نے کہا ٹھیک ہے ہم تمہیں خدا کا راستہ بتاتے ہیں، خدا کی طرف دو راستے جاتے ہیں، ایک راستہ دین سے ہو کر جاتا ہے اور دوسرا راستہ عشق و محبت کا راستہ ہے۔ وہ امریکی خاتون بڑی توجہ سے سرکار کی باتیں سن رہی تھی۔ سرکار نے فرمایا دین کے ذریعے جو راستہ جاتا ہے وہ اس طرح سے ہے جس طرح کوئی گاڑی شہر سے ہو کر

بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدائے تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کوئی کتاب بہ جز قرآن شریف کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد ﷺ کے نہیں ہے۔ اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمارا نبی ﷺ خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے، سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے، وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعے فیض برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعے ہمیں فیض معارف ملتا ہے، سو نا مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں رکھے ورنہ وہی خدا کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے۔"

(مکتوبات احمدیہ، جلد پنجم، نمبر چہارم، ص ۱۰۳، مرزا غلام احمد قادیانی کا مکتوب مرقومہ ۱۷ اگست بنام نواب محمد علی خان)

گزرے، شہر سے گزرنے کی وجہ سے اس پر بہت سے قوانین لاگو ہو جاتے ہیں، راستے میں سنگل بھی آتے ہیں اور اسٹاپ بھی آتے رہتے ہیں، ٹریفک کی پوری پابندی کرنی پڑتی ہے، اور گاڑی بھی ایک سلیقے سے چلانی پڑتی ہے۔ خدا کی طرف دوسرا جانے والا راستہ عشق و محبت کا راستہ ہے، بالکل اسی طرح جیسے کوئی گاڑی شہر میں داخل ہوئے بغیر ہی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو، اس پر شہر کے قوانین بھی لاگو نہیں ہوتے اور وہ شہر کے قوانین پر عمل کئے بغیر ہی اپنی منزل کی طرف گامزن رہتی ہے، ایسے راستہ کو بائی پاس کہتے ہیں۔"

(سالنامہ گوہر ۹۷/۱۹۹۶ ص ۷)

روحانیت کی تشریح کرتے ہوئے گوہر شاہی ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

"نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ عبادات ہیں روحانیت نہیں، روحانیت کا تعلق دل کی ٹک ٹک کے ذریعے اللہ اللہ کرنا ہے، جس کے ذریعے انسان میں نور پیدا ہوتا ہے اور اس نور کے ذریعے انسان میں موجود دیگر مخلوقات بھی بیدار ہو کر اللہ اللہ کرنے لگ جاتی ہیں، پھر یہ نمازیں پڑھتی ہیں، روزے رکھتی ہیں، ان کا یہ عمل قیامت تک جاری رہتا ہے۔ (۷) (حق کی آواز ص ۳)

مزید لکھتا ہے: "ظاہری عبادت کا تعلق شریعت

"جس قدر نبی گذرے ہیں، ان سب کو خدا نے براہِ راست چن لیا تھا، حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا لیکن اس اُمت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی، اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۸ (حاشیہ) روحانی خزائن نمبر ۲۲ ص ۳۰ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

"سلطان عبدالقادر اس الہام میں میرا نام سلطان عبدالقادر رکھا گیا، کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے، اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں، ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت کا جُوآ اپنی گردن پر نہ اٹھائیں، یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ، یہ فقرہ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ہے جس کے معنی ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔

(۶) اُحِلَّ لَهُ الطَّیِّبَاتُ قُلْ مَافَعَلْتُ اِلَّا مَا اَمَرَنِیَ اللّٰهُ.

(تشریح) "اس سلطان عبدالقادر کے لئے وہ تمام سے ہے، ہر وقت تلاوت کرنے والے یا نوافل پڑھنے والے، تسبیح گھمانے والے یا ذکر لسانی والے، حافظ، عالم، قاری اس مقام شریعت میں ہی ہوتے ہیں، وہ جنت اور حوروں کے طالب ہیں، ان کا نفس نہ مرا اور نہ پاک ہوا البتہ سدھر ضرور گیا۔" (مینارہ نور ص ۹)

ایک اور مقام پر کچھ یوں کہا:

"ایک وسیلہ قرآن پاک سے ہے جو علم ظاہری قالب اور نفس کو سدھارنے سے متعلق ہے...... یہ علماء کے حصہ میں آئی اور علماء کی زبان سے ہی لوگوں کو ہدایت ہوئی اس کو مقام شنید اور شریعت کہتے ہیں۔ دوسرا وسیلہ حضور پاک ﷺ کی صحبت اور محبت ہے، چونکہ محبت کا تعلق دل سے ہے، دل سے دل کو راہ ہوتی ہے، آپ ﷺ کے دل کا نور اس کے دل میں داخل ہوا اور وہ نور ہی سے ہدایت پا گئے، چونکہ دل کا تعلق باطن سے ہے اور وہ باطنی اسرار کے واقف ہوئے اس کو طریقت کہتے ہیں اور اس کا مقام دید ہے، یہ لوگ اولیاء اللہ کہلائے۔" (روشناس ص ۱۶)

مزید لکھتا ہے: "پہلے اعمال ہیں پھر اس کے بعد ایمان ہے۔ اعمال اور چیز ہیں، ایمان اور چیز ہے۔" (۸) (تحفۃ المجالس، حصہ دوم ص ۲۴)

روحانیت کی تشریح کرتے ہوئے کہا:

"اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت

چیزیں حلال کی گئیں جو پاک ہیں، کہہ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو بلکہ وہی کیا جو خدا نے مجھے فرمایا۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۷۰۶، طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

"حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ دیکھا کہ سید عبدالقادر صاحب جیلانی آئے ہیں اور آپ نے پانی گرم کرا کر مجھے غسل دیا ہے، اور نئی پوشاک پہنائی ہے اور گول کمرہ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہوکر فرمانے لگے کہ آؤ ہم اور تم برابر کھڑے ہو کر قد ناپیں، پھر انہوں نے میرے بائیں طرف کھڑے ہوکر کندھے سے کندھا ملایا تو اس وقت دونوں برابر برابر رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ اوائل زمانہ کا رویاء ہوگا کیونکہ بعد میں تو آپ کو وہ روحانی مرتبہ حاصل ہوا کہ اُمت محمدیہ میں آپ سب پر سبقت لے گئے جیسا کہ آپ کا یہ الہام بھی ظاہر کرتا ہے کہ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص ۱۱۶ از مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد قادیانی)

"۱۸ مئی ۸۸ء روزِ جمعہ میں ایک صاحب فتح

سیکھو، خواہ تمہارا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔"

(فرمان گوہر شاہی بر پشت روشناس، مینارہ نور اور تحفۃ المجالس)

"جسے جنت کی طلب ہے، اس کے لئے مذہب کافی ہے، وہ اللہ کا کوئی بھی پسندیدہ مذہب اختیار کرسکتا ہے، لیکن خدا کو پانے کے لئے دل کا راستہ اختیار کرنا پڑھتا ہے۔" (۹)

(دی گریٹ گاڈ، جولائی ۱۹۹۷ء ص ۶)

"اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو خواہ تمہارا تعلق کسی بھی فرقہ یا مذہب سے ہو، مسلمان یہ کہیں گے کہ بغیر کلمہ پڑھے کوئی کیسے اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے؟ جب کہ عملی طور پر ایسا ہورہا ہے، عیسائی، ہندو اور سکھوں کے ذکر بغیر کلمہ پڑھے چل رہے ہیں۔"

(گوہر ص ۴ سرفروش پبلی کیشنز)

"ہم بلاتفریق نسل و مذہب لوگوں کو اللہ کی محبت کا درس دے رہے ہیں، جب کہ اصحاب کہف سے محبت کے سبب اگر ایک کتا "حضرت قطمیر" بن کر جنت میں داخل ہوسکتا ہے تو جن کے دل اللہ کی محبت میں اللہ اللہ کررہے ہوں وہ کیونکر بخشش سے محروم رہیں گے۔"

(صدائے فروش ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۹ھ)

"کچھ لوگ مذہب کے ذریعے پاک صاف ہوتے ہیں اور کچھ لوگ کسی ولی کی محبت اور نظر

مسیح نام عیسائی واعظ نے بمقام بٹالہ اس عاجز کے مکان نشست گاہ پر آ کر ایک عام جلسہ میں جس میں پچاس سے کچھ زیادہ آدمی مسلمان اور ہندو بھی تھے مجھ سے مخاطب ہو کر یہ دعویٰ کیا کہ جیسے آپ اس بات کے مدعی ہیں کہ میری اکثر دعائیں جناب الٰہی میں بپایۂ قبولیت پہنچ کر ان کی قبولیت سے پیش از وقوع مجھ کو اللہ جل شانہٗ بذریعہ اپنے الہام خالص کے اعلان دے دیتا ہے اور غیب کی باتوں پر مجھے مطلع کرتا ہے۔ یہی مرتبہ ملہم ہونے کا مجھ کو بھی حاصل ہے اور خدا تعالیٰ مجھ سے بھی ہم کلام ہو کر اور میری دُعائیں قبول کر کے پیش از ظہور مجھ کو اطلاع دے دیتا ہے اس لئے میں آپ سے آپ کی پیش گوئیوں میں مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ جس قدر اور جس طور کی پیش گوئیاں عام جلسہ میں آپ تحریر کر کے پیش کریں گے اسی قسم کی پیش گوئیاں اپنی طرف سے میں بھی پیش کروں گا اور فریقین کی پیش گوئیاں اخبار ''نور افشاں'' میں چھپوا دوں گا۔ چنانچہ میاں فتح مسیح نے یہ دعویٰ کر کے بالمقابل پیش گوئیوں کے پیش کرنے کے لئے ۲۱ مئی ۸۸ء روز دوشنبہ دن مقرر کیا اور وعدہ کیا کہ تاریخ روز مقررہ پر ضرور حاضر ہو کر بمقابل تمہارے یعنی اس عاجز کے الہامی پیش گوئیاں پیش کروں گا، اب چونکہ ہم یقین جانتے ہیں کہ

سے بھی صاف ہو جاتے ہیں۔''

(گوہر ص ۶ سرفروش پبلی کیشنز)

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ مجھے حضور پاک ﷺ سے دو علم حاصل ہوئے، ایک میں نے تمہیں بتا دیا اور اگر دوسرا تمہیں بتا دوں تو تم مجھے قتل کر دو گے، اصل میں یہی دوسرا علم ہے کہ بغیر کلمہ پڑھے بھی اللہ تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔'' (گوہر ص ۱۴ سرفروش پبلی کیشنز پاکستان)

ولایت اور روحانیت کے متعلق گوہر شاہی کی تحریرات کے بعد اس کی اور اس کے مریدوں کی وہ تحریرات بھی ملاحظہ ہوں جن میں گوہر شاہی کو ولی اللہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

چنانچہ گوہر شاہی لکھتا ہے: ''میں نے اپنی ناکامی کا اشارہ پا کر بھی لوٹنا نہ چاہا، سوچا مرشد تو ابو بکر حواری کا بھی نہ تھا وہ کیسے کامیاب ہوئے؟ جب گھر سے نکل پڑا ہوں پوری قسمت آزمالوں...... عجب مستی ہے، سمجھتا ہوں فقیر بن گیا ہوں، آزمائش کے لئے چڑیوں کو حکم دیتا ہوں ''اِدھر آؤ'' وہ نہیں آتیں، پھر کہتا ہوں ''اچھا مرجاؤ'' وہ نہیں مرتیں، پھر سمجھتا ہوں ابھی فقر ادھورا ہے۔''

(روحانی سفر ص ۶)

''آج کی شب جب سورۃ مزمل کی تلاوت کر رہا تھا، میں نے دیکھا فجر کا سماں پیدا ہو گیا اور پہاڑی کے اِرد گرد بے شمار کرسیاں بچھ گئیں اور

عیسائی کا کلیسیا برکت اور قبولیت اور ایمانداری کے پھلوں سے بالکل خالی ہے اور سارا گزارہ لاف وگزاف اور یاوہ گوئی پر ہے اور تمام برکتیں اسلام سے ہی خالص ہیں، اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس لاف وگزاف کی اصلیت ظاہر کرنے کے لئے اور نیز یہ بات پبلک کو دکھانے کے لئے کہ کہاں تک عیسائیوں میں دروغ گوئی اور بے باکی نے رواج پکڑلیا ہے، اسے بالمقابل کرامت نمائی کے لئے اجازت دی جائے۔

تا سیہ روئے شود ہر کہ دروغش شود

سو آج ہماری طرف سے بھی اس قسم کا مناظرہ قبول ہو کر عام اطلاع کے لئے یہ اعلان جاری کیا جاتا ہے کہ ۲۱ مئی ۱۸۸۸ء کو پیر کے روز میاں فتح مسیح عیسائی روح القدس کا فیض دکھلانے اور الہامی پیش گوئیاں بالمقابل بتلانے کے لئے ہمارے مکان پر جو نبی بخش ذیلدار کا حویلہ ہے آئیں گے جیسا کہ انہوں نے قریباً پچاس آدمی کے روبرو یہ وعدہ کرلیا ہے، پہلے ہم الہامی پیش گوئیاں بقید تاریخ پیش کریں گے اور پھر اس کے مقابل پر ان کے ذمہ ہوگا کہ ایسی ہی الہامی پیش گوئیاں وہ بھی پیش کریں، پس جو صاحب اس جلسہ کو دیکھنا چاہتے ہوں انہیں اختیار ہے کہ دس بجے تک بروز پیر ہمارے

پھر اُن کرسیوں پر بے شمار بزرگ عربی لباس میں ملبوس رونق افروز ہوئے، تیرہ آدمی میرے قریب کھڑے کردیئے گئے اور ایک صدا آئی آج چناؤ ہونے والا ہے، وہ آدمی مجھ سے عمر میں کافی بڑے تھے، کسی نے صرف کپڑے کی دھوتی اور کسی نے درختوں کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانپا ہوا تھا، معلوم ہوتا تھا کہ عرصہ سے جنگلوں میں چلے اور وظیفے کررہے ہیں۔ میں اپنے آپ کو ان کے سامنے مکھی کی مانند سمجھ رہا تھا اور ان نورانی شکلوں میں کھڑا ہونے سے شرم بھی آرہی تھی، اتنے میں آسمان سے بجلی کی مانند ایک لمبی رو آئی اور میرے جسم پر آن گری، حاضرین حیران تھے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کل کا آیا ہوا پرانوں پر سبقت لے جائے، ان تیرہ آدمیوں کے منہ سے نکلا کہ شاید کچھ بھول ہوگئی اتنے میں دوبارہ برقی رو آئی اور میرے جسم پر آن گری، ان تیرہ آدمیوں نے کسی نے غصہ، کسی نے حیرت سے میری طرف دیکھا اور چلے گئے، اس واقعہ کے بعد میرا جسم سخت بھاری ہوگیا اور میں بغیر کوئی مشق کئے لیٹ گیا، بال بال سے اللہ ہو کی آواز سنائی دے رہی تھی، حتیٰ کہ دل سے ایسی سُریلی آواز آرہی تھی جیسے کوئی بچہ اللہ ہو پڑھ رہا ہے، میں جس سمت دیکھتا لفظ اللہ لکھا نظر آتا اور اب دل پر بھی خوشخط سنہری

مکان پر بٹالہ میں حاضر ہو جاویں پھر اگر میاں فتح مسیح برطبق اپنے وعدہ کے پیر کے دن آموجود ہوئے ہوں اور روح القدس کی الہامی طاقت جو اٹھارہ سو برس سے عیسائی جماعت سے بوجہ گمراہی ان کے گم ہو چکی ہے، تازہ طور پر دکھلائیں اور ان پیش گوئیوں کی سچائی اپنے وقت میں ظہور میں آجائے تو بلاشبہ عیسائیوں کو اپنے مذہب کی صداقت پر ایک حجت ہوگی کیونکہ ایسے عظیم الشان میدان مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے ان کی حمایت کی اور مسلمانوں کی نہ کی اور ان کو فتح دی اور مسلمانوں کو نہ دی لیکن اگر ہماری پیش گوئیاں سچی نکلیں اور اس میدان میں دشمن کو شکست اور ہم کو فتح ہوئی تو اس سے صاف ثابت ہو جائے گا کہ خدا مسلمانوں کے ساتھ ہے اور میاں فتح مسیح تاریخ مقررہ پر نہ آئے اور اس مقابلہ سے ڈر کر بھاگ گئے تو جو کاذبوں کی نسبت کہا جاتا ہے ان سب الفاظ کے وہ مستحق ٹھہریں گے اور تاریخ مقررہ پر حاضر ہونے والے عیسائی چلن سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے اور نیز یہ گریز ان کی حقیقت میں فتح اسلام متصور ہوگی۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ. المعلن خاکسار غلام احمد از بٹالہ طویلہ نبی بخش ذیلدار ۱۸ مئی ۱۸۸۸ء بروز جمعہ (۱۱)

لفظوں میں لفظ اللہ نظر آیا، بے اختیار زبان سے سبحان اللہ نکلا، آج کے دن کئی قسم کی مخلوق اور کئی بزرگوں کی ارواح مجھے دیکھنے کے لئے آئے۔" (۱۰)

(روحانی سفر ص ۱۴۔۱۵)

" ایک رات لیٹا ہوا تھا، ان چناؤ والے تیرہ آدمیوں میں سے ایک آدمی میرے سامنے آگیا، اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا۔ ایسا لگا کہ میرے اندر سے کوئی چیز کھینچ رہا ہے، میں نے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی لیکن اپنے آپ کو بے بس پایا، اتنے میں ایک تلوار اس کے ہاتھ کی طرف بڑھی، اور اس نے فوراً ہاتھ ہٹالیا اور کمرے سے نکل گیا، یہ تلوار دعائے سیفی کا عمل تھا جو میری مدد کو پہنچا۔ میں نے ان تینوں عملوں پر کئی بار مختلف طریقوں سے تجربہ کیا جو کامیاب ہوا اور پھر ان تینوں عملوں کی اجازت اپنے ذاکروں کو دی تاکہ وہ بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔" (روحانی سفر ص ۴۵۔۴۶)

" ایک صبح جب رفع حاجت کے لئے پہاڑی سے نیچے اترنے لگا، دیکھا بے شمار موٹے موٹے سیاہ رنگ کے چیونٹے میرے اردگرد دائرہ بنائے بیٹھے ہیں، میں حیران تھا کہ ان سے کس طرح گذر کے جاؤں، یہ پاؤں کو کاٹیں گے، اتنے میں ایک موٹا سا مکوڑا اپنی جگہ سے ہلا اور میری طرف مخاطب ہوا، آواز آئی

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۱۴۵ تا ص ۱۴۷)

"یا وَلِی اللّٰہ کُنتُ لا اَعرِفُکَ" اے خدا کے ولی! میں اس سے پہلے تجھے نہیں پہچانتی تھی، اس کی تفصیل یہ کہ کشفی طور پر زمین میرے سامنے کی گئی اور اس نے یہ کلام کیا کہ میں اب تک تجھے نہیں پہچانتی تھی کہ تو ولی الرحمٰن ہے۔"

(حاشیہ دافع البلاء ص ۱۹)

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "براہین احمدیہ" کے متعلق لکھتا ہے:

"وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت اور رسول برحق سے کسی شخص تابع کو بطور وراثت ملتے ہیں، جن کے اثبات میں اس بندہ درگاہ نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہ بدیہی ثبوت دکھلایا ہے کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبارِ غیبیہ و اسرارِ لدنیہ و کشوفِ صادقہ اور دعائیں قبول شدہ کو موجود اس خادم دین سے صادر ہوئی ہیں اور جن کی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (آریوں وغیرہ سے) بشہادت رویت گواہ ہیں، کتاب موصوف میں درج کئے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل نمبر ۱۱ ص ۲۴)

"اے میرے مخالف الرائے مولویو اور صوفیو اور سجادہ نشینو! جو مکفر اور مکذب ہو مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ لوگ مل جل کر یا ایک

ڈرو نہیں ہم تمہاری حفاظت کے لئے مامور کئے گئے ہیں۔ میں نے کہا تم ننھی ننھی جانیں میری کیا حفاظت کرو گے؟ اس نے کہا یہاں سانپ بچھو اور زہریلے کیڑے بہت زیادہ ہیں، ہم ان سے بخوبی نبٹ سکتے ہیں، اس کے بعد انہوں نے میرے گذرنے کا راستہ چھوڑ دیا۔ کسی کسی دن یہ مکوڑے بھی میرا احصار کرتے۔

(روحانی سفر ص ۱۴۔۱۵)

"بڑے بڑے قد کے کالے آدمی میرے اوپر جھپٹے خوب مارا، اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہو گیا، جب سورج کی روشنی منہ پر پڑی تو ہوش آیا، جسم سخت دُکھ رہا تھا ہر ہڈی درد ظاہر کر رہی تھی، سوچا اگر مرجاتا تو کیا ہوتا، وہ سائے جو ارد گرد منڈلاتے رہتے تھے آج وہ بھی کام نہ آئے، ان پر توقع بے کار ہے میں اپنے آپ کو ایک ولی سمجھنا شروع ہوا تھا لیکن آج پتہ چلا میں کچھ بھی نہیں خواہ مخواہ اتنا عرصہ ضائع کیا، پھر وہی خیالات شروع ہو گئے، دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا، اگر تیرا مرشد کامل ہوتا تو ضرور مدد کو پہنچتا اور اس بزرگ کی بات بھی یاد آئی کہ ہر شخص قلندر نہیں بن سکتا، اب ماں باپ اور بچے یاد آنا شروع ہو گئے، سوچا کسی سے کچھ رقم مانگ کر نواب شاہ چلا جاؤں گا، وہاں رشتہ دار ہیں ان سے کرایہ لے کر پنجاب چلا جاؤں گا، چلہ گاہ

ایک آپ میں سے آسمانی نشانوں میں میرا مقابلہ کرنا چاہیں جو اولیاء الرحمٰن کے لئے لازم ہوا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ تمہیں شرمندہ کرے گا اور تمہارے پردوں کو پھاڑ دے گا اور اس وقت تم دیکھو گے کہ وہ میرے ساتھ ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۱)

"ایک بزرگ غایت درجہ کے صالح جو مردان خدا میں سے تھے اور مکالمہ الٰہیہ کے...... شرف سے بھی مشرف تھے اور مرتبہ کمال اتباع سنت کرنے والے اور تقویٰ اور طہارت کے جمیع مراتب اور مدارج کو ملحوظ اور مرعی رکھنے والے تھے اور ان صادقوں اور راستبازوں میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف...... کھینچا ہوا ہوتا ہے اور پرلے درجہ کے معمور الاوقات اور یادِ الٰہی میں محو اور غریق اور اسی راہ میں کھو گئے تھے جن کا نام عبداللہ غزنوی تھا، ایک مرتبہ میں نے اس بزرگ باصفا کو خواب میں ان کی وفات کے بعد دیکھا کہ سپاہیوں...... کی صورت پر بڑی عظمت اور شان کے ساتھ بڑے پہلوانوں کی مانند مسلح ہونے کی حالت میں کھڑے ہیں، تب میں نے کچھ اپنے الہامات کا ذکر کر کے ان سے پوچھا کہ مجھے ایک خواب آیا اس کی تعبیر فرمایئے، میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں ہے جس کا...... قبضہ

میں ایک خادم بنام صالح محمد تھا وہ مجھ سے بہت عقیدت رکھتا اور ڈیوٹی والا فقیر سمجھتا، میری نظر اس پر تھی، آج وہ بھی چلہ گاہ میں نہ آیا، درد اور بدگمانیکی وجہ سے آج مجھ سے کوئی نماز ادا نہ ہوئی، سارا دن مستانی کی جھونپڑی میں پڑا رہا حتیٰ کہ مغرب کی نماز کا وقت بھی ختم ہو گیا اور پھر فاتحہ کا وقت بھی ختم ہونے لگا، آسمان پر اندھیرا چھا چکا تھا، اچانک میری نظر شمال کی طرف آسمان پر پڑی تو کچھ عربی الفاظ نظر آئے غور سے دیکھا تو اَلا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیہِم وَلَاھُم یَحزَنُونَ لکھا ہوا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا یہ جو آیت آسمان پر دکھائی گئی، اللہ کے حکم سے ہوگی یعنی اللہ کی رضا ہے، جب اللہ کی رضا ہے تو پھر ڈر کس کا، ہمت کری اور چلہ گاہ میں پہنچ گیا۔ (۱۲) (روحانی سفر ص ۲۳، ۲۴)

"اللہ کی طلب کے لئے ۳۴ سال کی عمر میں تین سال سیہون کے ریگستانوں میں گزارا کبھی پانچ سات دن بھوکے گذارے کبھی پتوں پر گزارہ کیا، میں سمجھتا ہوں کہ اتنا عذاب سہنے کی طاقت انسان کے بس میں نہیں، جب تک اللہ کی طرف سے مدد یا اس کی مرضی نہ ہو، تین سال کے بعد ایک دن اللہ تعالیٰ سے بات چیت ہوئی اور مجھے کچھ علم سکھائے گئے اور حکم ہوا کہ اس علم کو ساری دنیا میں پہنچا دو، ہم نے کہا کہ ہمارے پاس

میرے پنجہ میں اور نوک آسمان تک پہنچی ہوئی ہے، جب میں اس کو دائیں طرف چلاتا ہوں تو ہزاروں مخالف اس سے قتل ہوجاتے ہیں اور جب میں بائیں طرف چلاتا ہوں تو ہزار ہا دشمن اس سے مارے جاتے ہیں، تب حضرت عبداللہ صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میرے جواب کو سن کر بہت خوش...... ہوئے اور بشاشت اور انبساط اور انشراح صدر کے علامات امارات ان کے چہرہ میں نمودار ہوگئے اور فرمانے لگے کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ آپ سے بڑے بڑے کام لے گا اور یہ جو دیکھا کہ دائیں طرف تلوار چلا کر مخالفوں کو قتل کیا جاتا ہے اس سے مراد وہ اتمام حجت کا کام ہے کہ جو روحانی طور پر انوار و برکات کے ذریعہ انجام پذیر ہوگا اور یہ جو دیکھا کہ بائیں طرف تلوار چلا کر ہزار ہا دشمنوں کو مارا جاتا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ سے عقلی دنیا پر دونوں طرح سے اپنی حجت پوری کردے گا، پھر بعد اس کے انہوں نے فرمایا کہ جب میں دنیا میں تھا تو میں اُمیدوار تھا کہ خدائے تعالیٰ ضرور کوئی ایسا شخص پیدا کرے گا، پھر عبداللہ صاحب مرحوم مجھ کو ایک وسیع مکان کی...... طرف لے گئے جس میں ایک جماعت راستبازوں اور کامل لوگوں کی بیٹھی ہوئی تھی لیکن سب کے سب مسلح

تو ایک روپیہ بھی نہیں کہ بس کے ذریعے سے ادھر سے اُدھر جاسکیں، پوری دنیا میں گھومنے کے لئے لاکھوں روپے چاہئیں، جواب ملا کہ اس کے ہم ذمہ دار ہیں، آج ہم پوری دنیا میں یہ پیغام پہنچا رہے ہیں اور ہمارا یہ سارا خرچہ مختلف لوگ دل و جان سے کررہے ہیں، اب ہم اس علم کی طرف آتے ہیں جو ہم کو (سیہون کے جنگلوں میں خاص طور پر اللہ کی طرف سے) سکھایا گیا، اس علم کی سچائی پانے کے لئے ہم نے کئی کتابوں کو پڑھا، روحانیت کے ذریعے نبیوں سے تصدیق کروائی، پھر جب یہ یقین ہوگیا کہ یہ سچ ہے، پھر ہم نے اس کے تجربے کے لئے عام میں مشہور کردیا۔"

(دی گریٹ گاڈ اسلام آباد جولائی ۱۹۹۷ء ص ۵ تا ۷) "لطیف آباد میں رہتے ہوئے تین سال ہوگئے، ایک مرتبہ بیوی نے کچھ زیادہ ہی ستایا اور میں نے پھر جنگل کی راہ لی، لال باغ پہنچا تو دیکھا کہ باغ کے باہر بہت بڑی دیوار بن گئی ہے، سامنے بڑا گیٹ ہے جو مقفل ہے، میں کوشش کے باوجود باغ میں داخل نہ ہوسکا۔ واپس ہوا اور سڑک والے ہوٹل کے ملازمین سے پوچھا کہ یہ دیوار کب سے بنی ہے؟ انہوں نے کہا کوئی دیوار وغیرہ نہیں ہے۔ ایک نے کہا میں ابھی ابھی باغ سے ہوکر آیا ہوں، میں سمجھ گیا، داخلے کی اجازت نہیں ہے۔ ہوٹل والے

اور سپاہیانہ صورت میں ایسی چستی کی طرز سے بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے تھے کہ گویا کوئی جنگی خدمت بجالانے کے لئے کسی ایسے حکم کے منتظر بیٹھے ہیں جو بہت جلد آنے والا ہے، پھر اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ (۱۴)

(ازالہ اوہام حاشیہ ص ۳۴ تا ۳۵)

"میں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانیہ سے پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دُعا اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں، میرا لڑکا مبارک احمد قریباً دس برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا کہ حالت یاس ظاہر ہوگئی اور ابھی میں دُعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہوگیا ہے یعنی اب بس کرو دُعا کا وقت نہیں مگر میں نے دُعا کرنا بس نہ کیا اور جب میں نے اسی حالتِ توجہ الی اللہ میں لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا تو معاً مجھے اس کا دم آتا محسوس ہوا اور ابھی میں نے ہاتھ اس سے علیحدہ نہیں کیا تھا کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آکر بیٹھ گیا۔"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۸۳، ۸۴)

"اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس

واقف تھے انہوں نے ہوٹل میں ہی بستر لگادیا اور میں سو گیا۔ خواب میں دیکھا ہر قسم کے کھانے اور ہر قسم کے پھل ایک جگہ ڈھیر لگے ہوئے ہیں، کوئی صدا دے رہا ہے، تیرا جنگل کا شہر وادی میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور یہ نعمتیں تیرے نصیبے میں لکھی جا چکی ہیں، اب تیرا عروج عبادت سے نہیں بلکہ خدمتِ خلق سے ہے، اب دنیا میں رہ کر اسم ذات کو پھیلانا ہے۔" (روحانی سفر ص ۳۶)

"ایک دن باغ میں ایک لمبا تڑنگا عمر رسیدہ شخص آیا اور مجھے گھورنے لگا اور پھر چشموں کی طرف چلا گیا، تقریباً تین بجے شب وہ دوبارہ آیا، اندھیرے میں اس کی آنکھیں آگ کے انگاروں کی طرف چمک رہی تھیں، جوں جوں قریب آتا جسم میں سنسنی پھیل جاتی، حتیٰ کہ بالکل ہی دو تین فٹ کے فاصلہ پر آگیا، میں نے دیکھا کہ میرے سینے کے ذکر بہت ہی تیز ہوگئے اور سینے سے ایک سفید رنگ کا شعلہ نکلا جو اس کے جسم پر پڑا اور وہ اس شعلے کی تکلیف سے چند قدم پیچھے ہٹ گیا، اب اس نے پتھر اٹھا کر مجھے مارنے شروع کر دیئے اب میری شکل کا ایک اور آدمی اس کے سامنے آگیا اور میں اس کی نظروں سے اوجھل ہوگیا وہ میرا کوئی جُثہ تھا، وہ آدمی کچھ پڑھ کر جُثے پر پھونکتا تو آگ کے شعلے نکلتے اور جُثے کو تکلیف ہوتی، تقریباً

ت سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت ﷺ کی پیروی کرے، چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا، انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے، اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے، تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس انس و شوق میں صرف خدا تعالیٰ سے تعلق باقی رہ جاتا ہے، تب محبتِ الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے، تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آ جاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ تو کسب اور سلوک کی ہم نے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض شخص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مدراج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ ان کی شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خدا سے محبت کرتے ہیں اور اس کے رسول یعنی حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ایسا ان کو روحانی تعلق ہو جاتا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں اور پھر

آدھ گھنٹا ایسا ہوتا رہا اور پھر اس کے منہ سے لگا تار آگ نکلنا شروع ہو گئی اور جسہ فوراً کھجور کے درخت پر پرندہ کی طرح اُڑ کر بیٹھ گیا، اس کے منہ کی آگ وہاں تک نہ پہنچ سکتی تھی اس لئے اس نے درخت پر پتھر مارنا شروع کر دیئے اور کوئی بھی پتھر جسے کو نہ لگا، حتیٰ کہ غصہ میں آ کر اس نے درخت پر چڑھنا شروع کیا، اور جب وہ جسے کے قریب پہنچا تو جُسہ شاہین کی طرح آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور وہ دیکھتا ہی رہ گیا، وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ سارا کمال میرے ظاہری جسم کا ہے اور پھر وہ حیرانی و پریشانی کی حالت میں باغ سے باہر چلا گیا، اس واقعہ کے بعد میرا جُسہ کئی لوگوں کو ظاہری میں ملنا شروع ہو گیا، لوگ مجھے سیون دیکھتے جب لال باغ آتے تو یہاں بھی موجود پاتے اور میری شکل کے نو انسان ظاہر ہوئے جب ذکر کرتا حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور جب نماز پڑھتا تو مقتدی بن جاتے، جب میں سوتا میری حفاظت کرتے اور نماز کے لئے جگا دیتے اور بعد میں ان ہی جسوں نے خدمت خلق کا کام انجام دیا، یعنی جنات کے مریضوں کے جنات پکڑتے، کشف والوں کی رہبری کرتے اور میرے عقیدت مندوں کو خواب یا ظاہری میں میرا کوئی پیغام پہنچاتے، جن لوگوں کو اسم ذات کا ذکر دیا

جیسا جیسا ان پر زمانہ گذرتا ہے وہ اندرون آگ عشق اور محبت الٰہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبت رسول کی آگ ترقی پکڑتی ہے اور ان تمام امور میں خدا ان کا متولی اور متکفل ہوتا ہے اور جب وہ محبت اور عشق کی آگ انتہاء تک پہنچ جاتی ہے، تب وہ نہایت بے قراری اور دردمندی سے چاہتے ہیں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو اور اسی میں ان کی لذت اور یہی ان کا آخری مقصد ہوتا ہے تب ان کے لئے زمین پر خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور نشان ظاہر نہیں کرتا اور کسی کو آئندہ زمانہ کی عظیم الشان خبریں نہیں دیتا مگر انہیں کو جو اس کے عشق اور محبت میں محو ہوتے ہیں اور اس کی توحید اور اس کے جلال کے ظاہر ہونے کے ایسے خواہاں ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خود ہوتا ہے، یہ بات انہیں سے مخصوص ہے کہ حضرت الوہیت کے خاص اسرار ان پر ظاہر ہوتے ہیں اور غیب کی باتیں کمال صفائی سے ان پر منکشف کی جاتی ہیں اور یہ خاص عزت دوسرے کو نہیں دی جاتی۔ (حقیقۃ الوحی ص ۶۵،۶۶)

"جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے

جاتا، ان کے دل کی دھڑکن کے ساتھ ساتھ اللہ اللہ ملانے کی کوشش کرتے، اس طرح ہزاروں کے قلوب اسم ذات سے منور ہوئے۔

(روحانی سفر ص ۲۹، ۳۰)

"جس وقت میں اس لائن کی جستجو اور تحقیق میں تھا تو ایک دن اپنے گاؤں ڈھوک گوہر شاہ کے آبائی قبرستان میں گیا کہ چلو بابا گوہر شاہ کے مزار پر فاتحہ پڑھ لوں، جیسے ہی قبرستان پہنچا میرا ظاہر و باطن ایک ہو گیا، آنکھ کھولوں یا پا بند کروں وہی منظر نظر آئے، کیا دیکھا کہ جو بچے اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اپنی قبروں سے باہر کھیل رہے ہیں اور بڑے بوڑھے عبادت میں مشغول ہیں، گوہر شاہ بابا اور ان کی اہلیہ بھی اپنی قبروں سے باہر عبادت میں مشغول ہیں، اتنے میں ایک گھنٹی بجی اور اوپر سے کھانا اور پھل وغیرہ تشتریوں میں آیا، بابا گوہر شاہ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کھانا کھلانا چاہا، میں پہلے تو انکار کرتا رہا، پھر کچھ سوچ کر ان کے ساتھ کھانا شروع کر دیا، کھانا لذیذ تھا میں نے پیٹ بھر کر کھایا، اس طرح قرآن پاک کی آیت کی تصدیق مجھے کرائی گئی، میں روز بروز اس لائن میں بڑھتا رہا، یہ تمام دیکھ کر میں نے دنیا چھوڑ دی، ورنہ کوئی انسان اس طرح سب کچھ لٹانے پر تیار ہوتا ہے۔"

(پندرہ روزہ سرفروش یکم تا پندرہ دسمبر ۱۹۹۸ء)

...رے سے بھی بدتر سمجھتا ہے، تب خدا جو اس ... دل کو دیکھتا ہے، ایک بھاری تجلی کے ... اس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ...یک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل ...ہا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر ... ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ ... ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس ...ینہ میں بھی موجود ہے، ایسا ہی خدا ایسے دل پر ... ہے اور اس کے دل کو اپنا عرش بنالیتا ہے، ... وہ امر ہے۔ جس کے لئے انسان پیدا کیا ... ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۶۲، ۶۳ مصنف ... غلام احمد قادیانی)

... طبائع میں اختلاف ہوتا ہے بعض طبائع ... استعداد ہوتی ہے کہ وہ حق کے قبول ...نے میں جلدی کرتی ہیں اور بعض ایسی بھی ... ہیں کہ حق ان کی سمجھ میں تو آجاتا ہے مگر دیر ...ور بعض ایسی بھی ہیں کہ ان میں قبول حق کی استعداد دبتے دبتے ایک وقت بالکل زائل ہی ...تی ہے، خدا تعالیٰ جس کا وجود مخفی در مخفی اور ...نہاں ہے ہم نے اس کو ایسا نہیں مانا کہ ... ہیولیٰ ہے، ایسا ایک انسان جس کو سچا ... حقیقی جوش اور دلی تڑپ ہے کہ وہ خدا ... پہچانے، اس کے لئے تمام گذشتہ قصص ...ت پر نظر ڈال کر غور کرنا از بس مفید

"ایک شخص نے سوال کیا کہ "خدا کس طرح ملتا ہے؟" فرمایا "مرشد کے ذریعہ، مرشد ہمارے درمیان رہتا ہے جب کہ خدا اس کے اندر رہتا ہے، اس کے ذریعہ تمہیں خدا ملتا ہے۔ پھر یہ شعر سنایا۔

اگر ہاتھ آ گیا تو بت نہ ملا تو خدا ہے

(گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۳۴)

"ایک اور شخص نے سوال کیا کہ آپ کے پاس کوٹری (سندھ، پاکستان) آنے سے ہمارے لئے کیا فرق پڑے گا؟ سرکار نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جب ہم یہاں سے چلے جائیں گے تو تم یاد نہیں آؤ گے، وہاں آنے سے تم نظر میں رہو گے۔ یہاں ہماری کوئی ایک مخلوق تمہارے پاس آئے گی جب کہ وہاں کوٹری میں ہمارے اندر باطن کی ساری مخلوق میری نظر کے ذریعے تمہیں فیض پہنچائے گی اور نظر میں بڑی طاقت ہوتی ہے جو چیز کئی سالوں میں حاصل ہوتی ہے، وہ صرف مہینوں میں مل جاتی ہے دوسرے یہاں میں تمہارا کم خیال رکھتا ہوں، وہاں میں کہوں گا اتنی دور سے آیا ہے تو زیادہ خیال رکھوں گا اور مطمئن بھی ہو جاؤں گا کہ واقعی اُسے خدا کی تلاش ہے، جو اتنی دور سے آیا ہے۔ لہٰذا تم یورپ چھوڑ کر کوٹری میں میرے آستانے پر ضرور آؤ اور طرح طرح کے فائدے پاؤ۔"

ہوسکتا ہے، تاریخ ایسے انسان کے واسطے رہبری کرسکتی ہے تاریخ اور تمام واقعات سلف بجز اس کے اور کوئی راہ نہیں بتاتے کہ خدا کو خدا کے عجائبات قدرت اور تصرفات سے جو کہ وہ بذریعہ اپنے الہامات وحی اور مکالمات دنیا پر ظاہر کرتا ہے، پہچان سکتے ہیں، اس راہ سے بڑھ کر اور کوئی یقینی راہ خدا تعالیٰ کی شناخت کی ہرگز نہیں ہے، جن لوگوں کو وہ خاص کر لیتا ہے اور حصہ معرفت ان کو عطا کرتا ہے ان پر وہ مکالمہ، مخاطبہ کا فیضان جاری کرتا ہے، مشتاق کی تسلی اور تسکین کے لئے دیدار یا گفتار دو ہی چیزیں ہیں، جہاں دیدار نہیں ہوسکتا ہے وہاں گفتار دیدار کے جابجا اور قائم مقام ہوجاتی ہے، ایک مادر زاد نابینا گفتار ہی کے ذریعے شناسائی کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ غیر محدود ہے اور اس کی ذات ایسی نہیں کہ اس کی رؤیت اور دیدار جسمانی چیزوں کی طرح ہوسکے، اس واسطے اس نے اپنی گفتار جس کو بالفاظ دیگر الہام، وحی، مکالمات کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے، دیدار کے قائم مقام رکھ دی گئی ہے، کم ہیں جن کو دیدار ہوتا ہے اکثر گفتار ہی کے ذریعہ تسلی پاتے اور طمانیت حاصل کرتے ہیں۔ اور اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھلا یہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ گفتار جو انسان سنتا ہے واقعی خدا کا کلام ہے کسی

(گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۳۸)

گوہر شاہی کا ایک مرید اس کے متعلق لکھتا ہے:

''حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی نے ۱۹۸۰ء میں با قاعدہ تنظیم کے ذریعے پاکستان سے دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا، آپ کا پیغام ''اللہ کی محبت'' کو بہت پذیرائی حاصل ہوئی، ہر مذہب کے افراد آپ سے عقیدت اور محبت کرنے لگے اور اپنی عبادت گاہوں میں حضرت گوہر شاہی کو خطابت کی دعوت دینے لگے، اس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی کہ کسی شخصیت کو ہر مذہب والوں نے اپنی عبادت گاہوں کے اسٹیج اور منبر پر بٹھا کر عزت دی ہو، ہندو، مسلم، سکھ عیسائی اور ہر مذہب والوں کے دل گوہر شاہی کی صحبت سے ذکر اللہ سے جاری ہوئے یہ آپ کی ادنیٰ سی کرامت ہے یوں تو آپ کی بے شمار کرامتیں ہیں ہر ایک کا تذکرہ ناممکن ہے۔''

(دین الٰہی ص ۹)

گوہر شاہی کا ایک اور مرید لکھتا ہے:

''ولی ہر دور میں دنیا میں موجود رہتے ہیں اور ان لوگوں کی خاطر زمین فصلیں اُگاتی ہے اور آسمان پانی برساتا ہے، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان لوگوں کے دم بقدم سے ہی دنیا آباد ہے ولی کی پہچان کے لئے دل میں نور بہت ضروری ہے، ایسے ہی ایک ولی حضرت سیدنا ریاض احمد

ہر کا نہیں؟ سو اس کے لیئے یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کے ساتھ خدائی طاقت، جبروت اور عظمت ہوتی ہے، جس طرح تم لوگ ایک معمولی انسان اور بادشاہ کے کلام میں فرق کر سکتے ہو اسی طرح اس احکم الحاکمین کے کلام میں بھی شوکت و سطوت سلطانی ہوتی ہے جس سے شناخت ہو سکتی ہے کہ واقعی یہ کلام بجز خدائے عز و جل کے اور کسی کا نہیں۔ (۱۴)

دوسرا بڑا بھاری نشان اس تمیز کا یہ ہوتا ہے جس انسان سے خدا تعالیٰ کلام کرتا ہے وہ خالی نہیں بلکہ اس میں بھی خدائی شان جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ بھی ایک گونہ خدائی صفات کا مظہر اور جلوہ گاہ ہوتا ہے، اس میں وہ لوازم پائے جاتے ہیں، جس میں ایک خاص امتیاز ہوتا ہے علوم غیبی جو مخفی خیالات کے انسانوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے وہ ان کو عطا کیئے جاتے ہیں، اس کی دعائیں قبول کر کے اس کو اطلاع دی جاتی ہے، اور اس کے کاروبار میں خاص نصرت اور مدد کی جاتی ہے اور جس طرح خدا سب پر غالب ہے اور اس کو کوئی جیت نہیں سکتا، اسی طرح انجام کار وہ بھی غالب اور ہر طرح سے مظفر و منصور اور کامیاب و مراد ہو جاتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد دہم ص ۳۱۵ تا ۳۱۷)

"بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بہت نیکیاں

گوہر شاہی کی شان میں اس کا والد کہتا ہے:

"پاکستان کے بٹوارے کے بعد ہم اپنے گاؤں ڈھوک گوہر شاہ (گوجر خاں) آگئے میں نے شاہ صاحب کو گاؤں کے اسکول میں داخل کروا دیا، شاہ صاحب کے استاد امیر حسن یات ہیں اور ہمارے علاقے ہی میں رہتے تھے انہوں نے ایک دن مجھے بتایا کہ بچوں کی شرارتوں کی وجہ سے سبق یاد نہ کرنے پر یا لیٹ آنے کی وجہ سے میں ان کی پٹائی کرتا لیکن اگر کبھی شاہ صاحب کی طرف ہاتھ اٹھاتا تو کوئی غائبانہ طاقت میرا ہاتھ روک لیتی جب یہ بات میں اپنے سینئرز کے علم میں لایا تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں یہ بچہ اللہ کا ولی معلوم ہوتا ہے۔"

(صدائے فروش ۱۶ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۹ء)

ریاض احمد گوہر شاہی مرشد کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: "نانی، زبانی، قصہ خوانی اور گدیوں کے سجادہ نشین مرشد تو بے شمار ملتے ہیں لیکن کامل مرشد تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) کامل حیات (۲) کامل ممات (۳) کامل ذات

(۱) کامل حیات کا فیض اس کی حیات میں ہوتا ہے لیکن حیات کے بعد اس کا فیض بند ہو جاتا ہے۔ یہ طالب کو زیادہ سے زیادہ سات دن میں خدا رسیدہ کر دیتا ہے یعنی ذکر قلب جاری کر دیتا ہے، ہو سکتا ہے کہ کشفی طور پر کچھ

کرنے سے انسان ولی بنتا ہے، یہ نادانی ہے مومن کو تو اللہ تعالیٰ نے اوّل ہی ولی بنایا ہے۔ جیسے کہ فرمایا: اللّٰہ ولی الذین امنوا

(روحانی خزائن جلد ہفتم ص ۲۹۱)

"میں نے آریوں سے عیسائیوں سے پوچھا ہے کہ وہ خدا جو تم مانتے ہو اس کا کوئی ثبوت پیش کرو، نری لاف گزاف سے پڑھ کر وہ کچھ بھی نہیں دکھا سکتے، وہ سچا خدا جو قرآن شریف نے پیش کیا ہے، اس سے یہ لوگ ناواقف ہیں، اس پر اطلاع پانے کے لئے ہی ایک ذریعہ مکالمات کا تھا جس کے سبب اسلام دوسرے مذاہب سے ممتاز تھا۔ مگر افسوس ان مسلمانوں نے میری مخالفت کی وجہ سے اس سے بھی انکار کر دیا۔"

(روحانی خزائن جلد ہشتم ص ۲۵۳)

"یاد رہے کہ توحید کے تین درجے ہیں سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنے جیسی مخلوق کی پرستش نہ کریں، نہ پتھر کی، نہ آگ کی، نہ آدمی کی، نہ کسی ستارہ کی، دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسباب پر بھی ایسے نہ گریں کہ گویا ایک قسم کا ان کو ربوبیت کے کارخانہ میں مستقل دخیل قرار دیں بلکہ ہمیشہ مسبب پر نظر رہے نہ اسباب پر۔ تیسرا درجہ توحید کا یہ ہے کہ تجلیات الٰہیہ کا کامل مشاہدہ کر کے ہر ایک غیر کے وجود کو کالعدم قرار دیں اور ایسا ہی اپنے وجود کو بھی، غرض ہر ایک چیز نظر

گوہر شاہی اس وقت دنیا میں موجود ہیں۔"

(ماہنامہ دی گریٹ گاڈ جون ۹۷ء ص ۴۸)

مقامات بھی دکھاوے۔

(۲) کامل ممات: جو اس دنیا میں روپوش رہے اور مرنے کے بعد اپنی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے آئے یہ اس کام کے لئے تین دن لیتے ہیں۔

(۳) کامل ذات: جن کا فیض حیات و ممات میں ایک ہی جیسا رہتا ہے یہ طالب کو ایک ہی نظر میں خدا رسیدہ بنا دیتے ہیں اس لئے طالب حق کو چاہیے کہ مرشد کو سات دن تک آزمائے ورنہ اس سے جدا ہو جائے اپنی قیمتی زندگی برباد نہ کرے یا پھر مرشد ناقص ہے یا اس کا نصیبہ کہیں اور ہے یا اس کی زمین بیج کے قابل نہیں ہے اگر کہیں سے بھی باطنی فیض حاصل نہ ہو تو پھر کسی کامل ذات کی قبر سے امداد حاصل کرے۔"

(مینارہ نور ص ۱۵، ۱۶)

اسی کتاب میں کچھ آگے یوں رقمطراز ہے:

"جب کوئی بارہ سال نفس سے جہاد کر کے حقیقت کو پہچانتا ہے تو وہ فارغ دنیا کہلاتے ہیں۔ یعنی دنیا کے ہر جائز و ناجائز کام سے منہ موڑ لیتے ہیں ان کی زکوٰۃ سو فیصد ہے، ان کا دنیا والوں سے میل جول بحکم خدا اور رسولؐ صرف دین کے لئے ہوتا ہے، اس کے بعد معرفت کی

میں فانی دکھائی دے بجز اللہ تعالیٰ کی ذات کامل الصفات کے یہی روحانی زندگی کے یہ مراتب ثلاثہ توحید کے حاصل ہو جائیں اب غور کر کے دیکھ لو کہ روحانی زندگی کے تمام جاودانی چشمے محض حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طفیل دنیا میں آئے ہیں، یہی اُمت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہو جاتی ہے اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور روحانی زندگی کے دریا اس میں بہتے ہیں اور کوئی نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔"

(روحانی خزائن جلد پنجم مشتمل بر آئینہ کمالات اسلام ص ۲۲۳۔۲۲۴)

"ہر ایک نئی صدی جو آتی ہے تو گویا ایک نئی دنیا شروع ہے اس لئے اسلام کا خدا جو سچا خدا ہے ہر ایک نئی دنیا کے لئے نشان دکھلاتا ہے اور ہر ایک نئی صدی کے سر پر اور خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دُور پڑ گئی ہے اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے۔ (۱۶) اور وہ قائم مقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے ... کے توسط سے لوگوں کو دکھلاتا ہے اور تمام ... نوں کو سچائی اور حقیقت نمائی اور پردہ دری

منزل ہے جس میں علم لدنی باطنی ظاہری تصرف کی چابیاں عطا ہوتی ہے۔ سنگ پارس اور زمین کے دفینے اس کی نظر میں ہوتے ہیں اس وقت وہ لا یحتاج ہوتا ہے اس کے آگے فنا و بقا کی منزلیں ہیں جس میں دیدارِ الٰہی خواب، مراقبے یا کشف میں ہوتا ہے۔ بعض فرقے دیدار کے منکر ہیں لیکن قرآن مجید دیدار کا گواہ ہے۔ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا۔ تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ کے دیدار کی آرزو ہو پس وہ عمل صالح اختیار کرے۔ (۱۷)

(سورہ کہف آیت ۱۱۰)

دیدار الٰہی والوں کی پہچان یہ ہے کہ اگر وہ اینٹ پر نظر ڈالیں تو سونا بن جائے پھر بھی شک ہے کیونکہ یہ طاقت ابلیس کو بھی حاصل ہے کسی کی آنکھوں کا نور یا طاقت سلب کر لے یا آسیب زدہ مریض اچھا ہو جائے لیکن اس میں بھی شک ہے کیونکہ یہ کام بھی ابلیس کر سکتا ہے۔ اس کی اصل اور آخری پہچان یہ ہے کہ ایک ہی نظر سے مردہ قلب کو خواہ کافر ہو یا مسلمان ذکر اللہ سے زندہ کر کے خدا رسیدہ بنا دے۔ باطن میں حق و باطل کی پہچان کا ذریعہ نور اسم اللہ ذات اور کشف ہے اور یہ دونوں چیزیں کسی کامل سے ہی عطا ہوتی ہیں البتہ کشف کسی اور ذریعہ سے بھی ہو سکتا ہے لیکن اسم اللہ کے بغیر جو بھی

کے رُو سے ملزم کرتا ہے۔ سچائی کی روح سے اس طرح کہ وہ سچے نبی پر ایمان نہ لائے۔ پس وہ دکھلاتا ہے کہ وہ سچا تھا اور اس کی سچائی پر آسمانی نشان یہ ہیں اور حقیقت نمائی کی رو سے اس طرح کہ اس نبی متبوع کے تمام...... دین کا حل کر کے دکھلاتا ہے اور تمام شبہات اور اعتراضات کا استیصال کر دیتا ہے، اور پردہ دری کی رُو سے اس طرح کہ وہ مخالفوں کے تمام پردے پھاڑ دیتا ہے اور دنیا کو دکھلا دیتا ہے کہ وہ کیسے بے وقوف اور معارف دین کو نہ سمجھنے والے اور غفلت اور جہالت الٰہی سے دور و مہجور ہیں۔ اس کمال کا آدمی ہمیشہ مکالمات الٰہیہ کا خلعت پا کر آتا ہے اور زکی اور مبارک اور مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔" (روحانی خزائن جلد پنجم مشتمل بر آئینہ کمالات اسلام ص ۲۴۷۔۲۴۸)

"شریعت اور الہام اور کشفی اُمور الگ الگ ہیں۔ اس لئے ان کو شریعت کے ظاہری الفاظ کے تابع نہ کرنا چاہئے وحی الٰہی کا معاملہ اور ہوتا ہے اس کی ایک دو نظریں نہیں بلکہ ہزار ہا نظائر ہیں۔ بعض وقت ایک ملہم کو الہام کی رُو سے ایسے احکام بتلائے جاتے ہیں کہ شریعت کی رُو سے اُن کی بجا آوری درست نہیں ہوتی مگر جسے بتلائے جاتے ہیں اُسے ان کا بجالانا فرض ہوتا ہے اور عدم بجا آوری میں اُسے موت نظر آتی

کشف ہے غیر یقینی ہے، کشف جوگیوں کو بھی ہو جاتا ہے ٹیلی پیتھی کے ذریعہ بھی کچھ نہ کچھ حال دل معلوم ہو جاتا ہے۔ عمل ہمزاد، جنات موکلات علوی و سفلی کے ذریعہ بھی کشف ہو جاتا ہے لیکن یہ سب ناسوتی اور غیر تسلی بخش ہیں۔ ناسوت یہی عالم ہے جس میں انسان اور جن اکٹھے رہتے ہیں۔ ذکر اللہ کے ذریعہ ناسوت کو عبور کر کے کشف ملکوتی و جبروتی ولاہوتی میں پہنچتا ہے، جہاں شیاطین کا عمل دخل نہیں لیکن جب تک ناسوت میں ہے اس کا کشف بھی بے اعتبار ہے۔ ملکوت ملکوتی تب ہوتا ہے جب اس کے ہفت اندام پاک ہو جاتے ہیں اور اس کا جُسہ قلب ملائکہ کی صفوں میں شامل ہو کر کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے اُسے کہتے ہیں۔" اقرار بالسان وتصدیق بالقلب۔" (مینارہ نور ص ۱۸۔۱۹)

ریاض احمد گوہر شاہی ذاکر کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"انسان کے اندر چودہ ذکر استقرار پکڑتے ہیں سات ذکر اور سات ان کے فکر زبانی ذکر کرنے والوں کو ذاکر لسانی کہا جاتا ہے، جس کی ان میں کوئی اہمیت نہیں۔ اور قلبی ذکر کی بھی خاص اہمیت نہیں پھر ذاکر روحی بن جاتا ہے یہ بھی فقر سے دور ہے حتیٰ کہ اس کے سب لطائف ذکر میں لگ جاتے ہیں تب اس کو ذاکر سلطانی

ہے؟ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ بات کر کے بتلاتا ہے، سائل نے کہا کہ خدا کیسے بات کرتا ہے؟ فرمایا کہ خدا کے فرشتے کلام کرتے ہیں۔ اکثر دفعہ خدا کے فرشتوں نے ہمارے ساتھ کلام کی ہے۔ مکالمات الٰہیہ میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی زبان پر کلام جاری کر رہا ہے اور وہ ایسی طاقت اور شدت سے ہوتا ہے جیسے ایک فولادی میخ دھنستی جاتی ہے، ایسی لطافت ہوتی ہے کہ گویا خدا کلام کر رہا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم ص ۳۴۰)

"سید عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ماں کی شکل پر دیکھا۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے تمثلات ہوتے ہیں ورنہ وہ تو تجسم سے پاک ہے۔ پیغمبر خدا ﷺ نے ایک دفعہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ اپنے شانہ پر دیکھا۔

حاشیہ پر لکھا ہے: سلسلہ خواب میں ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کا تمثل بصورت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) دیکھنا بیان کیا۔ اس پر حضرت حجۃ اللہ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے تمثلات ہوتے ہیں۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۱ ص ۳ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء) ملفوظات جلد ۴ ص ۳۳۷۔ ۳۳۸ ملفوظات مرزا غلام احمد قادیانی ناشر

جبرائیل امین لے کر آئے آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر اترا جو بعد میں سینہ در سینہ سلسلہ در سلسلہ مستحق لوگوں کو ملتا رہا اور ان لوگوں کی کرامتیں اور فیض اس باطنی قرآن مجید سے ہیں یہ ظاہری قرآن اس کا عکس ہے جو بذریعہ کاغذ محفوظ ہوا۔ جو کہ علماء و حفاظ کرام کے حصہ میں آیا پھر علماء نے ظاہر سے ظاہر کو آراستہ کیا اور اولیاء نے باطن سے باطن کو پاک کیا۔ ابدال تک بے اذن ارشاد ہے۔ قطب آدھا پیر اور غوث کامل پیر ہوتا ہے جو شریعت والوں کی ظاہری و باطنی اصلاح کرتا ہے۔ اس کے بعد معارف ہے جو مکمل ہے وہ طریقت کے منازل طے کراتا ہے اس کے بعد اکمل ہے جو حقیقت والوں کی تلقین کے لئے ہے اور پھر نورالہدیٰ ہے جو معرفت کی تعلیم سکھاتا ہے پھر نور علیٰ نور کا مرتبہ ہے جو بقاء ولقا میں پہنچاتے ہیں یہ مقام معراج ہے۔ فقراء کے لئے روحانی اور حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسمانی معراج کی منزل ہے۔"

(مینارہ نور ص ۳۵، ۳۶)

گوہر شاہی اسم اللہ کے اثر کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے "جب طالب کے وجود میں اسم اللہ کا نور سرایت ہونا شروع ہو جاتا ہے تو پہلے پہل طالب کو نیند نہیں آتی بائیں پہلو میں درد شروع ہو جاتا ہے بھوک نہیں لگتی، بدن میں حرارت سی

شرکتہ الاسلامیہ ربوہ چنیوٹ)

محسوس ہوتی ہے۔ طالب کو ان علامات سے نہیں گھبرانا چاہئے کیونکہ اس کے جسم سے پاک نام کی برکت سے غلاظتیں نکلتی ہیں اور آخر میں صحت کل کے آثار ہویدا ہوتے ہیں۔ جب قلب ذکر سے عروج میں آتا ہے۔

تو سوتے میں بھی ذکر قلب جاری رہتا ہے۔

حدیث شریف: ینام عینی ولا ینام قلبی یعنی میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا قلب نہیں سوتا۔" (مینارہ نور ص ۳۸)

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کی مندرجہ بالا عبارات سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن وحدیث سے بغاوت کرتے ہوئے عصمتِ نبوت پر نقب زنی کے لئے ولایت کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ ولی کے لئے ضروری ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو یا اللہ تعالیٰ اس سے ہم کلام ہو، اسی طرح اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ریاض احمد گوہر شاہی نے بھی قرآن وحدیث سے بغاوت کرتے ہوئے ولایت کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ ولی کے لئے ضروری ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو یا اس سے تعالیٰ ہم کلام ہو کر الہام اور وحی بھیجے۔

(۲) جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ ولایت بھی ایک قسم کی نبوت ہے تو اس کے روحانی فرزند ریاض احمد گوہر شاہی نے بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے کہا کہ ولی نبی کا نعم البدل ہے حتیٰ کہ ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا پہلے نبی تو اللہ تعالیٰ کے دیدار کو ترستے تھے لیکن اس اُمت کے ولی اللہ تعالیٰ کے دیدار میں رہتے ہیں اور غضب یہ کہ ولی کے لئے اس بات کو ضروری قرار دیا کہ وہ سات دن کے اندر اگر اپنے مرید کو ذاکر قلبی بنا دے یعنی اس کے دل کی دھڑکن اللہ اللہ کرنے لگے تو اس کے پاس رہے ورنہ اپنی عمر برباد نہ کرے۔

(۳) جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے شروع میں ولایت کا دعویٰ کیا تھا اسی طرح ریاض

احمد گوہر شاہی نے بھی شروع میں ولایت کا دعویٰ کیا تھا۔

(۴) جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کہا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہوں، اسی طرح گوہر شاہی نے بھی کہا کہ میں بھی اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہوں حتیٰ کہ کہا پندرہ دن تک میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا رہا۔

(۵) اگر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتابوں میں اپنی رطب ویابس کرامات کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے تو ریاض احمد گوہر شاہی بھی اپنی کتابوں میں اپنی کرامات کو بیان کرنے میں اس سے کچھ کم نہیں۔

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی نے جو تصورِ ولایت پیش کیا ہے وہ اسلام کی تصریحات کے خلاف ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ولی کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے۔

الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون ، الذین اٰمنو وکانو یتقون. (سورہ یونس آیت: ۶۲)

ترجمہ: ''خبردار اللہ کے اولیاء کو نہ خوف لاحق ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور یہ (اولیاء) وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور تقویٰ اختیار کیے ہوئے ہیں۔''

تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ تعریف ولی کی بیان فرمائی ہے کہ ولی وہ شخص ہے جو مومن ہو اور پرہیز گار ہو۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفرلکم ذنوبکم واللّٰہ غفور الرحیم.

ترجمہ'' آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنالے گا اور تمہاری بخشش فرمادے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے ولی بننا چاہتے ہو تو آپ ﷺ کی پیروی کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا دوست اور ولی بنالے گا۔

نبی کریم ﷺ نے "ولی" کی پہچان اور علامت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

الذين اذا رؤا ذكر الله

"یعنی ولی وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔" (ابن ماجہ)

شرح العقائد النسفیہ میں علامہ سعدالدین التفتازانیؒ لکھتے ہیں:

"الولی هو العارف بالله تعالىٰ وصفاته حسب مايمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماك فی اللذات والشهوات "(شرح العقائد النسفية ص ۱۴۵،۱۴۶ مطبوعه مكتبه امداديه ملتان)

ترجمہ: "ولی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی اور اس کی صفات کی جس قدر ممکن ہو معرفت حاصل ہو، جو عبادات کا پابند ہو، معاصی سے اجتناب کرنے والا، لذات اور شہوات میں انہماک سے کنارہ کش ہو۔"

حجۃ الاسلام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "العقیدہ الطحاویۃ میں لکھتے ہیں۔:

الايمان واحد، وأهله فی أصله سواء و التفاضل بينهم بالخشية والتقى ومخالفة الهوى وملازمة الاولىٰ

ترجمہ: "ایمان ایک وحدت ہے اور اہل ایمان اس کی بنیاد میں برابر ہیں لیکن ایک دوسرے پر فضیلت خشیت الٰہی تقویٰ، خواہشات نفسانی کی مخالفت اور افضل حکم پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے کی بنیاد پر نصیب ہوتی ہے۔"

معلوم ہوا کہ اسلام میں ولایت کا معیار ایمان، تقویٰ اور شریعت کی پابندی ہے جو شخص ایمان لانے کے بعد جتنا متقی اور شریعت کا پابند ہوگا وہ ولایت کے اتنے ہی اعلیٰ مقام پر فائز ہوگا۔

تو مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کا ولی ہونے کے لئے دیدار الٰہی یا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کو شرط قرار دینا قرآن وسنت کی تصریحات کے بالکل خلاف ہے۔ اور کھلی گمراہی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی نے ولی ہونے کے لئے دیدارِ الٰہی یا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کی شرط اس لئے لگائی تھی تا کہ ولایت کے دعویٰ کے بعد عصمتِ نبوت پر ڈاکہ زنی کر کے نبوت اور اپنے پر وحی کے نازل ہونے کا دعویٰ کیا جا سکے۔

یہی وجہ ہے کہ ان دونوں نے ولایت کے دعویٰ کے بعد مہدویت، مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ جس کی تفصیل آئندہ بیان کی جائے گی۔ ولی کی کرامات کے بارے میں عرض ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا حقیقی ولی ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ پر جو کرامت ظاہر ہوتی ہے وہ اس پر فخر نہیں کرتا اور نہ لوگوں کو بتاتا پھرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا ولی ہوں۔ میرے ہاتھ پر فلاں کرامت ظاہر ہوئی ہے، ایسا کام عام طور پر وہی کرتا ہے جس کے دل میں خناس ہو اور وہ لوگوں کو اپنے پیچھے لگانا چاہتا ہو۔ کیونکہ ولی کے ہاتھ پر کرامات کا ظاہر ہونا ضروری نہیں ہے، بعض اولیاء ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے ہاتھ پر پوری زندگی بظاہر کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی کرامت کا ظاہر ہونا اس شخص کے ولی ہونے کی علامت ہے، اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ جو خوارق عادت کام اس شخص کے ہاتھ پر ظاہر ہوا ہے وہ کرامت نہ ہو بلکہ استدراج ہو جو کہ فاسق آدمی کے لیے بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جو شخص متقی اور پرہیز گار ہو اور شریعت کے احکام کی پابندی کرتا ہو وہ اللہ کا ولی ہے خواہ اس کے ہاتھ پر کرامت ظاہر ہو یا نہ ہو۔

چنانچہ علامہ سعد الدین التفتازانیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''شرح العقائد النسفیة'' میں اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولن یکون ولیا الا وان یکون محققافی دیانته و دیانته الاقرار بالقلب واللسان برسالة رسوله مع الطاعة لهٗ فی اوامره ونواهیه حتیٰ لو ادعی هذا الولی الاستقلال بنفسه وعدم المتابعة لم یکن ولیا۔ (شرح العقائد النسفیة ص ۱۴۸ مطبوعه مکتبه امدادیه ملتان)

ترجمہ: ''اور کوئی شخص ولی نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ وہ اپنی دیانت میں حق پر ہو اور اس کی دیانت دل اور زبان سے اپنے رسول کی رسالت کا اقرار کرنا ہے اس کے اوامر اور واہی میں اس کی اطاعت کرنے کے ساتھ۔ یہاں تک کہ اگر یہ ولی مستقل بالذات

ہونے اور اور نبی کی پیروی نہ کرنے کا دعویٰ کرے تو وہ ولی نہ ہوگا۔"

پھر اس سے کچھ آگے ولی اور نبی میں فرق بیان کرتے ہوئے علامہ سعدالدین التفتازانیؒ فرماتے ہیں:

فالنبی لابد من علمہٖ بکونہٖ نبیاً ومن قصدہ اظہار خوارق العادات ومن حکمہ قطعا بموجب المعجزات بخلاف الولی

(شرح العقائد النسفیة ص ۱۴۹ مطبوعہ امدادیہ ملتان)

یہاں پر علامہ تفتازانیؒ نے نبی اور ولی کے درمیان تین فرق بیان کیے ہیں۔

(۱) پہلا فرق یہ ہے کہ نبی کے لئے اپنے نبی ہونے کا علم ضروری ہے۔ برخلاف ولی کے کہ اس کے لئے اپنے ولی ہونے کا علم ضروری نہیں۔

(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ نبی کا اظہار خوارق کا ارادہ کرنا ضروری ہے یعنی معجزہ کا ظہور اس کے ارادہ کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ برخلاف ولی کے کہ اس کے لئے اظہار خوارق یعنی کرامت کا ارادہ ضروری نہیں بلکہ چھپانا ضروری ہے۔

(۳) تیسرا فرق یہ ہے کہ نبی کا قطعی طور پر معجزات کے مقتضیٰ یعنی اپنی سچائی کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ برخلاف ولی کے کہ اس کے لئے اپنی کرامت کے مقتضیٰ یعنی اپنی ولایت کا قطعیت کے ساتھ فیصلہ ضروری نہیں۔

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ولی وہ شخص ہے جو کہ متقی پرہیزگار ہو اور شریعت کے احکام پر بے چوں وچرا عمل کرنے والا ہو۔ خواہ اس سے کوئی کرامت ظاہر ہوئی یا نہ ہوئی ہو۔ اگر کرامت ظاہر ہوجائے تو بہت اچھا ہے اور اگر نہ ہو تو پھر بھی کوئی حرج نہیں۔

اگر مرزا غلام احمد قادیانی نے شریعت اور طریقت میں روحانیت کی آڑ میں من مانی تحریف کی ہے تو ریاض احمد گوہر شاہی نے روحانیت کی آڑ میں نہ صرف شریعت اور طریقت میں من مانی تحریف کی ہے بلکہ روحانیت کی آڑ میں مختلف مذاہب کے لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے کے لئے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے یہاں تک ہرزہ سرائی کی ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے مذہب ضروری نہیں ہے بلکہ بغیر کلمہ اسلام کے غیر مسلم رہ کر بھی انسان اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور

اللہ تعالیٰ کا محبوب بن سکتا ہے۔

ان دونوں کا شریعت اور طریقت میں فرق بیان کرنا قرآن وسنت اور سلف وصالحین کی تصریحات کے بالکل خلاف ہے کیونکہ شریعت اور طریقت حقیقت کے اعتبار سے ایک ہیں او شریعت اور طریقت آپس میں لازم ملزوم ہیں اس لئے کہ طریقت سے مراد وہ طریقہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے انسان کامل طور پر شریعت پر عمل پیرا ہو سکے۔ البتہ کبھی کبھی طریقت شریعت کے ایک حصہ کو بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ شریعت عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات کے مجموعہ کا نام ہے اور طریقت شریعت کے پانچویں شعبہ "اخلاقیات" کے اپنانے کا نام ہے۔ تو معلوم ہوا کہ طریقت شریعت کا ہی ایک لازمی جزو ہے۔

چنانچہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ ان صوفیوں کے بارے میں جو کہ شریعت اور طریقت کو الگ الگ سمجھتے ہیں اپنی مشہور تصنیف "کیمیائے سعادت" میں لکھتے ہیں:

اس قوم میں سب سے بُرا وہ شخص ہے جو صوفیہ کی چند باتیں یاد کر کے بے ہودہ بکا کرے اور سمجھے کہ علم اوّلین و آخرین اُسے حاصل ہو گیا ہے جب تو ایسی باتیں کر سکتا ہے کبھی ان باتوں کی شامت اُسے اس حد کو پہنچا دیتی ہے کہ علماء اور ان کے علم کو چشم حقارت سے دیکھنے لگے اور شاید شریعت بھی اس کی نگاہ میں حقیر اور ناچیز معلوم ہو اور کہے کہ شریعت ضعیفوں کے واسطے ہے۔ جو لوگ طریقت میں قوی ہو گئے ہیں شریعت انہیں کچھ نقصان نہیں کر سکتی اس واسطے کہ ان کا دین وہ دہ دردہ حوض کی حد پر پہنچ گیا ہے، اور وہ کسی چیز سے ناپاک ہوتا ہی نہیں۔ جب یہ گدڑی پوش اس درجہ کو پہنچے تو ان میں سے ایک کو قتل کرنا روم اور ہند میں ہزار کافر مارنے سے افضل ہے۔ اس واسطے کہ لوگ اپنے تئیں کافر سے بچاتے ہیں اور یہ ملعون مسلمان کہلاتا ہے اور اسلام کو باطل کرتا ہے۔ اس زمانہ میں شیطان نے اس پھندے سے زیادہ کوئی مضبوط پھندا نہیں پھیلایا ہے ہزاروں آدمی اس پھندے میں پھنس کر ہلاک ہوتے ہیں۔

(کیمیائے سعادت اُردو ص ۲۲۷۔۲۲۸ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

حضرت امام غزالیؒ کی مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جو صوفی شریعت اور طریقت میں فرق کرتا ہے وہ ملعون ہے اور شریعت کا طریقت کی آڑ میں انکار کر کے اسلام کو باطل کرتا ہے اور امام

غزالیؒ کے نزدیک ایسے شخص کو قتل کرنا ہزار کافر مارنے سے افضل ہے۔

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ "فتاویٰ رشیدیہ" میں اس سوال کے جواب میں کہ "شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟ لکھتے ہیں:

"خلاصہ جواب یہ ہے کہ علم شریعت و علم طریقت ایک ہی ہے۔ جب آدمی کو حکم شریعت معلوم ہوا علم شریعت حاصل ہوا اور جب کنہ اس حکم کی معلوم ہوئی وہ علم اس کے بعد کچھ الفاظ رہ گئے وہ یہ ہیں طریقت ہوا اور عمل بقدر ادائے فرض و واجب کے بتکلف نفس سے کرانا عمل بشریعت کہلاتا ہے اور جب اخلاص و حب حق تعالیٰ دل میں ساری ہوگئی، اس کو عمل بطریقت کہتے ہیں۔ جب تک کشاکش علم و عمل کی ہے شریعت ہے جب طمانیت ہوگئی وہ طریقت ہے ابتداء اور انتہاء کا فرق ہے جس نے اصل شئے کے واحد ہونے کو خیال کیا ایک کہا اور یہ بھی درست ہے جس نے اوّل آخر کا تفرقہ کیا دو کہہ دیا یہ بھی صحیح ہے مطلب دونوں کا واحد ہے اور ائمہ مجتہدین بھی صاحب طریقت تھے مگر اس فن کی تحقیق میں مصروف نہ ہوئے کہ ظاہر شریعت فرض تھا اس کا شرح کرنا زیادہ ضروری جانا اگرچہ طریقت سے خوب ماہر تھے کہ طریقت احادیث سے ہی ثابت و مستنبط ہے اور اکثر آئمہ طریقت عالم تھے مگر وہ ظاہر شرع کی تحقیق میں مصروف نہ ہوئے کہ ایک جماعت علماء کی اس میں تھی وہ کافی تھی انہوں نے باطنی شرع کی تحقیقات لکھی۔ ہر ہر فن کو ایک ایک جماعت نے لیا اور بعض اولیاء جو قدر ضرورت علم رکھتے تھے وہ ماہر و عالم دقائق طریقت کے تھے مگر دونوں امر کو تحریر نہیں کیا۔ بہر حال بعض علماء دونوں علم کے محقق و متبحر تھے اور بعض ایک کے اور بعض دونوں میں دوسرے سے کم تھے اس کے تفاوت سے سمجھ لینا چاہیے مگر ضروری علم شرع سے سب واقف تھے کہ بجز امتثال حکم شرع کے عمل مقبول نہیں ہوتا اور بدون قبول عمل کے ولایت نہیں ملتی۔ واللہ اعلم

پھر ایک اور استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال: شریعت اور طریقت دو ہیں یا ایک۔ اگر دو ہیں تو کس صورت سے اور اگر دونوں ایک ہیں

تو کیسے اور طریقت کا موجد کون ہے؟

جواب: یہ دونوں ایک ہیں ظاہر سے عمل کرنا شرع ہے اور جب قلب میں حکم شرع کا داخل ہو کر طبعاً عمل شرع پر ہونے لگے وہ طریقت ہے۔ دونوں کا حکم قرآن وحدیث سے ہے ادنیٰ درجہ شرع ہے اس کا ہی اعلیٰ درجہ طریقت کہلاتی ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۸ تا ص ۵۰ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ طریقت اور شریعت ایک ہیں۔

محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندیؒ "مکتوبات ربانی" میں اسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

شریعت کے تین جزو ہیں۔ (علم) (عمل) (اخلاص) جب تک یہ تینوں جزو نہ پائے جائیں شریعت متحقق نہیں پاتی اور جب شریعت متحقق ہوگئی۔ تو حق تعالیٰ کی رضا جو تمام دنیوی واخروی سعادتوں سے فائق واعلیٰ ہے بھی متحقق ہوگئی۔

ورضوان من اللہ اکبر اللہ تعالیٰ کی تھوڑی رضامندی بھی بہت ہے۔ اس لئے شریعت تمام دنیوی واخروی سعادتوں کی ضامن وکفیل ہے۔ اور کوئی ایسا مطلب ومقصود نہیں جو شریعت سے الگ ہو اور انسان کو اس کی محتاجی ہو۔ طریقت وحقیقت جس کے ساتھ صوفیہ کرام ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خادم ہیں۔ ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے۔ لہٰذا ان دونوں سے مقصود بھی شریعت کی تکمیل ہے، نہ کوئی اور امر جو شریعت کے علاوہ ہو۔

احوال، مواجید اور علوم ومعارف جو صوفیہ کو راستے میں ہاتھ آتے ہیں وہ مقاصد نہیں ہیں بلکہ اوہام وخیالات ہیں جن سے اطفال طریقت کی تربیت مطلوب ہوتی ہے۔ ان تمام سے گذر کر مقام رضا میں پہنچنا چاہیے جو جذبہ اور سلوک کے مقامات کی انتہاء ہے کیونکہ طریقت وحقیقت کے منازل طے کرنے سے اخلاص کا حاصل کرنا مقصود ہے جو رضا کو مستلزم ہے۔ تینوں قسم کی تجلیات اور عارفانہ مشاہدات سے گزر کر ہزاروں میں سے کسی ایک کو اخلاص کی دولت اور رضا

کے مقام تک پہنچاتے ہیں۔ کوتاہ اندیش لوگ احوال و مواجید کو مقاصد مشاہدات و تجلیات کو مطالب شمار کرتے ہیں۔ اس لئے وہم وخیال کے زندان خانہ میں گرفتار رہتے ہیں اور شریعت کے کمالات سے محروم رہتے ہیں۔"

(مکتوبات دفتر اوّل، حصہ اوّل اُردو ص ۱۲۶ جلد نمبر ۱ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی مکتوب نمبر ۳۶)

حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب نمبر ۴۰ میں مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

نحمده ونصلى علىٰ نبيه ونسلم

مخدوم گرامی! منازل سلوک اور مقامات جذبہ کے طے کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس سیر و سلوک سے مقصود مقام اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو بیرونی اور اندرونی خداؤں کے فنا ہونے سے وابستہ ہے اور یہ اخلاص شریعت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ کیونکہ شریعت حقہ کے تین جزو ہیں۔ (علم) (عمل) (اخلاص) تو طریقت اور حقیقت دونوں اس جزو اخلاص کو کمال تک پہنچانے میں شریعت کی خادم ہیں۔

اصل بات یہی ہے لیکن ہر شخص کا فہم وادراک یہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اکثر مخلوق خواب و خیال میں آرام کر رہے ہیں اور اخروٹ و ناریل (معمولی چیزوں) پر کفایت کر چکی ہے۔ شریعت کے کمالات کو کیا جانے؟ طریقت و حقیقت کی ماہیت کو کیا پائے؟ اکثر لوگ شریعت کو پوست اور حقیقت کو مغز خیال کرتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ صوفیوں کی سکر و مستی میں نکلی ہوئی باتوں کے دھوکے میں آچکے ہیں اور احوال و مقامات سے فتنہ میں پڑ چکے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ انہیں راہ راست پر چلنے کی ہدایت دے۔ ہم پر اور تمام صالحین پر سلامتی کا نزول ہو۔"

(مکتوبات دفتر اوّل، حصہ اوّل اُردو جلد نمبر ۱ ص ۱۳۳)

مکتوب نمبر ۴۳ میں لکھتے ہیں:

"ہمارے زمانہ میں اس گروہ کے بہت سے لوگ جو صوفیاء کے لباس میں اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں توحید وجودی کو عام کرنے میں مصروف ہیں اور اس عام کرنے کو ہی کمال تصور کرتے ہیں۔ عین الیقین کی بجائے علم میں ہی رُکے ہوئے ہیں اور مشائخ کے ان اقوال مذکورہ کو اپنے خیالی

معانی پر چسپاں کرر ہے ہیں اور اپنے آپ کو مقتداء زمانہ بنائے بیٹھے ہیں اور اپنے بے رونق بازار کو ان تخلیات کے ذریعہ سے چمکار ہے ہیں...... اس وقت کے بہت سے لوگ بعض تقلیداً، بعض علم کے باعث اور بعض علم اور کچھ قدرے ذوق کی بناء پر اور بعض الحاد اور زندقہ کے باعث اس توحید وجودی کے دامن سے چمٹے ہوئے ہیں اور سب کو حق کی طرف سے جانتے ہیں بلکہ حق جانتے ہیں اور اپنی گردنوں کو تکلیف شرعی کی رسی سے اس بہانے کے ساتھ باہر نکال رہے ہیں اور احکام شرعیہ میں سستیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اس حالت پر خوش وقت اور مسرور ہیں اور شرعی احکام کی بجا آوری کا اگر اعتراف بھی کرتے ہیں تو اسے طفیلی جانتے ہیں مقصود اصلی شریعت کے علاوہ کسی اور شے کو خیال کرتے ہیں۔

حاشا و کلا ثم حاشا و کلا نعوذ باللّٰہ سبحانہٗ من ھذا الاعتقاد السوء خدا کی پناہ پھر خدا کی پناہ ہم اللہ سبحانہٗ کے پاس پناہ لیتے ہیں اس بُرے اعتقاد سے طریقت اور شریعت ایک دوسرے کا عین ہیں ان کے درمیان بال برابر بھی مخالفت نہیں، فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال اور کشف کا ہے۔ جو چیز بھی شریعت کے خلاف ہے مردود ہے۔

کل حقیقة ردته الشریعة فھو زندقة

ہر حقیقت جسے شریعت رد کر دے مردود اور باطل ہے۔ شریعت کو قائم رکھتے ہوئے حقیقت کو طلب کرنا مردوں کا کام ہے اللہ سبحانہٗ ہمیں اور تمہیں **سیدالبشر علیه وعلیٰ آله الصلوات والتسلیمات والتحیا** کی ظاہر و باطن میں متابعت پر استقامت نصیب فرمائے۔" (مکتوبات دفتر اوّل حصہ دوم جلد اوّل ص ۳۲۔۳۳)

مکتوب نمبر ۲۶۱ میں لکھتے ہیں:

"آپ نے دیکھا ہوگا کہ فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں اور نبوت ولایت سے افضل ہے اگرچہ اس نبی کی ولایت ہو اور یہ بھی لکھا ہے کہ کمالات ولایت کو کمالات نبوت کے ساتھ کچھ نسبت نہیں ہے کاش کے ان کے درمیان قطرہ اور دریا کی سی نسبت ہوتی۔"

(مکتوبات حصہ چہارم، دفتر اوّل جلد دوم ص ۱۳۷)

مکتوب نمبر ۲۸۹ میں لکھتے ہیں:

"بعض حضرات کو احکام شرعیہ کی ادائیگی میں آسانی کا محسوس نہ ہونا ان کی نفسانی ...کمیوں اور طبعی میل کچیل کی وجہ سے ہے۔ نیز نفس امارہ کی خواہش کی وجہ سے جو خدا تعالیٰ سبحانہٗ کی ...وت میں ہر وقت کھڑا رہتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے:

کبر علی المشرکین ماتدعوھم الیہ

"مشرکین کے لئے وہ بات سخت ناگوار ہے جس کی طرف آپ ان کو بلاتے ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین

"اور بے شک نماز عجز اختیار کرنے والوں کے سوا باقی سب پر بھاری ہے۔"

تو جس طرح ظاہری مرض کام کاج کرنے میں مشکل پیدا کرتی ہے بالکل اسی طرح ...مرض بھی مشکلات پیدا کرتا ہے اور شرع شریف نفس امارہ اور اس کی برائیوں کے نشانات کو ...نے کے لئے وارد ہوئی ہے تو خواہش نفس اور متابعت شریعت ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ لہٰذا ...شرعیہ کے بجالانے میں مشکل اور تنگی محسوس کرنا خواہش نفس کے موجود ہونے کی دلیل ہے۔ تو ...قدر شرع پر عمل مشکل محسوس ہوگا اتنی ہی مقدار میں خواہش بھی موجود ہوگی تو جس قدر خواہش ...بالکلیہ مٹ جائے گی اشکال اور تنگی بھی بالکل ختم ہو جائے گی۔

لیکن بعض صوفیہ کا نفی اختیار یا ضعف اختیار میں گذشتہ کلام کا جواب ہے کہ ان کا کلام اگر ...شرعیہ کے مطابق نہ ہو تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس لئے وہ دلیل یا تقلید کی صلاحیت کیسے رکھتا ...ہے۔ دلیل اور تقلید کے لائق تو علمائے اہل سنت کے اقوال ہیں تو صوفیہ کا جو کلام علمائے اہل سنت ...قول کے موافق ہوگا وہ مقبول ہوگا اور غیر موافق غیر مقبول ہوگا۔"

(مکتوبات دفتر اوّل حصہ پنجم جلد دوم ص ۱۲۷)

"مختصر یہ کہ شریعت کے خلاف ہونا بے دینی اور الحاد کی دلیل ہے۔" (ایضاً)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی محبت کا دم بھرنے والے اور طریقت کی آڑ میں شریعت کا انکار

کرنے والے حضرتؒ کی مندرجہ بالا عبارات کا بغور مطالعہ فرمائیں اور اپنے بارے میں خود ہی فیصلہ فرمالیں کہ وہ کس راستہ پر چل رہے ہیں آخر میں صوفیاء کرام کا شریعت کی اہمیت کے متعلق بیان کردہ اصول ملاحظہ ہو:

الشریعة کالسفینة الطریقة کالبحر والحقیقة کالصدف والمعرفة کالدر من اراد الدر رکب علی السفینة

''شریعت مطہرہ کشتی کی مانند ہے، طریقت سمندر کی مانند ہے اور حقیقت سیپوں کی مانند ہے، معرفة موتی کی مانند ہے جو کوئی موتی کو حاصل کرنے کا ارادہ کرے وہ کشتی پر سوار ہو۔''

باقی گوہر شاہی کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے کلمہ اسلام ضروری نہیں ہے بلکہ کافر اپنے کفر پر قائم رہ کر بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب بن سکتا ہے۔ یہ بھی قرآن کریم، احادیث طیبہ اور اجماع اُمت کی رُو سے کھلی گمراہی ہے۔ کیونکہ قبولیت اعمال صالحہ کے لئے ایمان شرط اوّل ہے، اور ایمان بھی شریعت کی رُو سے اس وقت تک معتبر نہیں ہوگا جب تک اسلام کو قبول کرنے کے ساتھ ساتھ تمام مذاہب باطلہ سے برأت کا اظہار نہ ہو۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ان الدین عنداللّٰہ الاسلام (سورة آل عمران: ١٩)

''بلاشبہ دین اللہ تعالیٰ کے ہاں تو صرف اسلام ہی ہے۔''

اسی سورت میں ایک اور ارشاد ہے:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ (آل عمران: ٨٥)

''جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دین اختیار کرے گا تو وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔''

اسی سورت میں کافروں کے اعمال کے بارے میں ارشاد ہے:

اولئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرة (آل عمران: ٢٢)

''یہی وہ (کافر) لوگ ہیں کہ جن کے دنیا اور آخرت میں (نیک) اعمال ضائع ہوگئے۔''

مزید ارشاد ہے:

وحبطت اعمالهم فلا نقیم لهم یوم القیامة وزنا (سورة کهف: ۱۰۵)

"ان (کفار) کے سب (نیک) اعمال ضائع ہو گئے تو قیامت کے روز ہم ان (کے نیک اعمال) کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے۔"

تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے:

قال علی رضی اللّٰہ عنه فی آخر خطبة لهٗ ایهاالناس دینکم فان السیئة فیه خیر من الحسنة فی غیرہٖ، ان السیئة فیه تغفرو ان الحسنة فی غیرہ لاتقبل. (ج ۳ ص ۱۰۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری خطبوں میں سے کسی خطبہ میں فرمایا:

"اے لوگو! دین کو پکڑو اس لئے کہ اس میں گناہ غیر دین میں نیکی سے بہتر ہے، اس لئے کہ دین میں گناہ معاف ہو جاتا ہے، اور غیر دین میں نیکی بھی قبول نہیں ہوتی۔"

اسی سلسلہ میں چند احادیث بھی ملاحظہ ہوں۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ فی عمهٖ ابی طالب وهو کان لحوطهٗ وینصره ولکن لم یومن بهٖ ومات علی دین عبدالمطلب اهون اهل النار عذاباً ابوطالب وهو منتعل بنعلین یغلی منهما دماغه.

(مسلم شریف کتاب الایمان)

"......ابوطالب کو سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا اور وہ یہ کہ وہ دو جوتے پہنے ہوئے گا جن کی وجہ سے اس کا دماغ اُبل رہا ہوگا۔"

والذی نفس محمد بیده لایسمع بی احد من هٰذه الامّة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یومن بالذی ارسلت به الا کان من اصحاب النار (رواه مسلم، مشکوٰة شریف کتاب الایمان)

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ اس اُمت میں سے کوئی بھی یہودی یا عیسائی میرے بارے میں سنے اور پھر میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ جہنمی ہوگا۔"

مندرجہ بالا قرآن وحدیث کی تصریحات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مذہب صرف اسلام ہے، دوسرے مذہب میں رہ کر انسان خواہ کتنی نیکیاں کرے وہ عنداللہ تب مقبول ہوں گی جب وہ سچے دل سے اسلام قبول کرے، جیسا حضور ﷺ کے چچا ابو طالب آپ ﷺ کے ساتھ انتہائی شفقت اور ہمدردی کا معاملہ کرتے تھے، لیکن حضور ﷺ نے فرمایا وہ دو جوتے پہنے ہوئے ہوں گے جن سے ان کا دماغ اُبل رہا ہوگا۔ جب حضور ﷺ کے اپنی نیکیوں کی وجہ سے عذاب سے نہیں بچ سکے تو عام انسان اپنے کفر پر باقی رہتے ہوئے اللہ تع کے عذاب سے کیسے بچ سکتا ہے؟ تو جب کفر کے ساتھ نیکی قبول ہی نہیں تو اس نیکی سے دل کیسے روشن ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت اور اس تک حقیقی رسائی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ ریاض احمد گوہر شاہی کا یہ کہنا کہ میرے بتائے ہوئے ذکر سے دل روشن ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تک رسائی ہو جاتی ہے، سراسر دجل وفریب ہے اور مختلف مذاہب کے لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے کی ناپاک کوشش ہے۔ اور اپنی رطب ویابس کرامات کو سادہ لوح لوگوں کے سامنے بیان کرنا استدراج میں داخل ہے اور دعویٰ نبوت کی تمہید ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح ولایت کے دعویٰ کے بعد مہدویت پھر مسیحیت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ میں اپنی بات کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ایک انمول تحریر پر ختم کرتا ہوں۔

"اور احوال مواجید جو غیر شرع اسباب پر مرتب ہوں فقیر کے نزدیک استدراج کی قسم سے ہے کیونکہ استدراج (ڈھیل) والوں کو بھی احوال واذواق حاصل ہوتے ہیں اور جہان کی صورتوں کے آئینوں میں کشف وتوحید اور مکاشفہ ومعائنہ ان کو ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس اَمر میں حکمائے یونان اور ہند کے جوگی اور برہمن سب برابر ہیں۔ احوال کے سچا اور صادق ہونے کی علامت علوم شرعیہ کے ساتھ ان کا موافق ہونا اور محرمہ اور مشتبہ امور کے ارتکاب سے بچنا ہے۔

(مکتوبات دفتر اوّل، حصہ چہارم جلد دوم ص ۱۸۴،۱۵

☆☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆☆

حواشی باب نمبر 〈۱〉

(۱) یہ جھوٹ ہے۔ آپ ﷺ کے بعد مذکورہ بزرگوں میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی کہ حضور ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے، بلکہ تمام متقدمین اور متاخرین علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی بند ہے۔

(۲) ایسے ولی سے روحانی فیض تو نہیں ہو سکتا البتہ گالیوں اور ڈنڈوں کے ذریعہ ہسپتال ضرور آباد ہوں گے۔

(۳) ملاحظہ فرمائیں! کتنی دیدہ دلیری سے لوگوں کو شریعت پر عمل کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ جو شخص متبع شریعت نہیں اس سے خوارق عادات کا اظہار استدراج (ڈھیل) ہے۔ کرامت نہیں۔

(۴) ملاحظہ فرمائیں! کہ روحانیت کی آڑ میں ذکر کو نماز کی قبولیت کے لئے شرط قرار دیا جا رہا ہے اور اولیاء کے مراتب کے لئے مخصوص مقدار میں ذکر فرض کیا جا رہا ہے حالانکہ قرآن وحدیث میں ذکر اللہ کی فضیلت کا تو ذکر ہے لیکن نماز کی طرح اس کو فرض قرار نہیں دیا گیا بلکہ ثواب کی زیادتی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ ذکر اللہ کو نماز کی طرح فرض ٹھہرانے کا نظریہ گوہر شاہی نے ذکریت سے مستعار لیا ہے۔

(۵) گوہر شاہی کا "مینارہ نور" کے ص ۱۵، ۱۶ پر مرشد کی تین اقسام "کامل حیات، کامل ممات اور کامل ذات بیان کرنا اور یہاں پر پیر و مرشد کے لئے سات دن کے اندر اندر قلب جاری کرنے کی شرط لگانا اور سات دن میں قلب جاری نہ ہونے کی صورت میں اسکی صحبت کو عمر برباد کرنے کا فتویٰ لگانا، حقیقت میں اہل طریقت سے لوگوں کو متنفر کرنے کی ناپاک سازش ہے۔ کیونکہ اہل طریقت نے تو پیر و مرشد کا تعارف مذکورہ طریقہ سے نہیں کروایا۔ گوہر شاہی کی اس ناپاک کوشش کے رد کے لئے صرف ایک حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ صاحب پیر و مرشد کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جاننا چاہیئے کہ پیر وہ ہے جو مرید کو حق سبحانہٗ کی طرف رہنمائی کرے۔ یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے۔ کیونکہ پیر تعلیم شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا رہنما بھی ہے۔ برخلاف پیر خرقہ کے پس پیر کو تعلیم کے آداب کی زیادہ تر رعایت کرنی چاہیے، اور پیر بننے اور کہلانے کا زیادہ مستحق یہی ہے۔ اور اس طریق میں ریاضتیں اور مجاہدے نفس اَمارہ کے ساتھ احکامِ شرعی کے بجالانے اور سنت سنیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کولازم پکڑنے سے ہیں۔ کیونکہ پیغمبروں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے سے نفس امارہ کی خواہشوں کو دُور کرنا مقصود ہے جو اپنے مولائے جل شانہٗ کی دشمنی میں قائم ہے۔ پس نفسانی خواہشوں کا دور ہونا احکامِ شرعی کے بجالانے پر وابستہ ہے۔ جس قدر شریعت میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا اسی قدر خواہش نفس سے دور تر ہوگا کیونکہ نفس پر شریعت کے اوامر و نواہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں ہے۔ اور صاحب شریعت کی پیروی کے سوا کسی چیز میں اس کی خرابی متصور نہیں ہے۔ وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ معتبر نہیں ہیں۔ کیونکہ جوگی اور ہندو اور برہمن اور یونان کے فلسفی اس امر میں شریک ہیں اور وہ ریاضتیں ان کے حق میں گمراہی کے سوا کچھ زیادہ نہیں کرتیں اور سوائے خسارہ کے کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔"

(مکتوبات دفتر اوّل، حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۲۱ ص ۲۸۔۲۹ جلد دوم)

(۶) کیا مرزا غلام احمد کے علاوہ آج تک کسی ولی نے اپنے لئے مجاز اور استعارہ کے طور نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا ہے؟ کیا دنیا کی کسی لغت میں ولی کے لئے نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے؟ اگر نہیں تو مرزا کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟

(۷) اگر گوہر شاہی کے بقول نماز، روزہ وغیرہ میں روحانیت نہیں تو انسان کے اندر کی مزعومہ مخلوقات نماز، روزہ کیوں ادا کرتی ہیں؟ ان مخلوقات کو بھی روحانیت کے حصول کے لئے اللہ اللہ کرنا چاہیے، وہ نماز، روزہ پر عمل کیوں کرتی ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ گوہر شاہی صراحتاً نماز روزے کا انکار تو نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے دیو مالائی افسانے گھڑ کر لوگوں کو نماز، روزہ سے متنفر کرنے کے لئے

ہے اور سخت گناہ ہوتا ہے۔ حالانکہ شریعت اُسے گناہ قرار ہی نہیں دیتی ہے یہ تمام باتیں من لدنا علم کے ماتحت ہوتی ہیں۔ ایک جاہل تو ان کو شریعت کے مخالف قرار دے گا اور اعتراض کرے گا مگر وہ اس کی بیوقوفی ہوگی وہ اصل میں ایک شریعت ہی ہے۔" حاشیہ میں لکھا ہے:

"اصل اہل باطن کے لئے وہ بھی ایک شریعت ہی ہوتی ہے جس کی بجا آوری ان پر فرض ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد ششم ص ۱۱ حاشیہ ص ۱۱-۱۲)

"لوگ کہتے ہیں کہ دُعا کرو، دُعا کرنا مرنا ہوتا ہے، اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنی ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دُعا کرتا ہے، دُعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح سے مرجاتا ہے مثلاً ایک انسان ایک قطرہ پانی کا پی کر اگر دعویٰ کرے کہ میری پیاس بجھ گئی ہے یا یہ کہ اسے بڑی پیاس تھی تو وہ جھوٹا ہے ہاں اگر پیالہ بھر کر پیوے تو اس بات کی تصدیق ہوگئی، پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دُعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہوکر آستانہ الٰہی پر گرجاتی ہے اسی کا نام دُعا ہے۔ اور الٰہی سنت یہی ہے کہ جب ایسی دُعا ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اُسے جواب دیتا ہے، اس مقام پر سائل نے کہا کہ جواب کیسے دیتا بولتے ہیں لیکن جب توجہ سے ایک ہی وقت میں ساتوں لطائف حرکت میں آجائیں تو ذاکر ربانی کہلاتا ہے اور جب ذکر سے بند بند جدا ہوجائیں تو وہ ذاکر قربانی کہلاتا ہے اسی تعلیم کے لئے حضور پاک صاحب لولاک کا ارشاد گرامی ہے کہ تعلیم حاصل کرو خواہ چین تک کیوں نہ جانا پڑے۔ (مینارہ نور ص ۲۰-۲۱)

ایک اور جگہ پر رقمطراز ہے: جب کوئی سالک راہ فقر میں چلتا ہے تو ابتداء میں اسے معیوب سمجھا جاتا ہے، جب تک عبادت، مجاہدے، ریاضتیں کرتا رہتا ہے محبوب کہلاتا ہے اور جب اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر یعنی تجلی پڑتی ہے، اگر اس کا شیشہ عقل ٹوٹ گیا تو مجذوب ہوا اگر ثابت قدم رہا تو محبوب ہوا اس وقت خلق کے قلوب کے تصفیہ کے قابل ہے، مجذوبوں سے تلقین لینا ایک بڑا نقصان ہے کیونکہ وہ شریعت سے ہٹ جاتے ہیں بے شک یہ سلسلے سے ہوتے ہیں لیکن ان سے کوئی سلسلہ نہیں چلتا یہ اللہ کے عشق کی خاطر نکلے اور دیوانے ہوگئے ان کا مرتبہ بھی بہت بلند ہے۔ خواہ ننگے ہی کیوں نہ گھوم رہے ہوں۔ (مینارہ نور ص ۲۲)

روحانیت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ریاض احمد گوہر شاہی لکھتا ہے:

"اصل قرآن مجید جو نوری الفاظ میں حضرت

ضمناً نماز روزہ کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ نماز روزہ میں روحانیت نہیں ہے۔

(۸) یہ بات بھی گوہر شاہی کی گمراہیت پر واضح دلیل ہے، اس لئے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے ایمان ہے پھر اس کے بعد اعمال ہیں ایمان کے بغیر نہ تو نجات ہو سکتی ہے اور نہ ہی کوئی عمل قابل قبول ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اِلَّا الَّذِین اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰت فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ .

(سورة التین آیت۶ پاره نمبر ۳۰)

اِلَّا الَّذِین اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰت وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

(سورة العصر آیت ۳ پاره نمبر ۳۰) .

(۹) یہ بھی دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اس لئے کہ حجۃ الاسلام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی اپنی مشہور تصنیف ''العقیدہ الطحاویۃ'' میں لکھتے ہیں:

وَدِيْنُ اللّٰهِ فِي السماءِ والارض وَاحد وهو دين الاسلام كما قَالَ اللّٰه تَعالىٰ : " اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰه الاسلام ". وَقَالَ تعالىٰ : " وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الاسلامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلُ منهُ " وَقَالَ تعالىٰ : " وَرَضِيْتُ لَكُمُ السلامَ دِيْنًا. " وهو بين الغلو والتقصير والتشبيه والتعطيل، وَالجبر وَالْقَدر ، وَالْأَمن وَالْيأس (العقيدة الطحاوية ص ۱۵ مطبوعه نور محمد كتب خانه كراچى)

ترجمہ ''اللہ کا دین ارض وسماء میں صرف ایک ہی ہے اور وہ دین اسلام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔'' اور فرمایا: ''اور جس نے اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کیا تو وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور فرمایا: ''اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے بطور دین کے پسند کیا۔'' یہ دین افراط وتفریط، تشبیہ وتعطیل، جبر وقدر اور بے خوفی اور نا امیدی کے مابین ہے۔''

(۱۰) یہ واقعہ اس وقت کا ہے جس وقت گوہر شاہی سیہون کے جنگل چلہ میں مصروف تھا۔ یہ واقعہ کئی وجہ سے جھوٹ معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ جو بزرگ کرسیوں پر بیٹھے تھے انہوں

نے تو عربی لباس پہنا ہوا تھا اور جن تیرہ بزرگوں میں سے گوہر شاہی کو منتخب کیا گیا ان میں سے بعض نے تو صرف دھوتی سے اور بعض نے درختوں کے پتوں سے اپنا جسم چھپا رکھا تھا، حالانکہ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ان تیرہ بزرگوں کو بھی کرسیوں پر تشریف فرما بزرگوں کی طرح عربی لباس زیب تن کروایا جاتا، ان کو کوئی مرتبہ تو کیا ملنا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو لباس سے بھی محروم رکھا۔ اس واقعہ کے غلط ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے ان تیرہ بزرگوں میں سے جب گوہر شاہی پر بجلی کی رو پڑی اور ان میں سے گوہر شاہی کو چن لیا گیا تو انہوں نے یہ بات کہی کہ شاید اللہ تعالیٰ سے بھول ہوگئی ہے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی نہیں تھے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو وہ بزرگ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس فیصلہ پر راضی نہ ہونے کی بڑی دلیل اس مذکورہ حوالہ سے آگے والا حوالہ ہے جس میں ان چناؤں والے بزرگوں میں ایک گوہر شاہی کے پاس آ کر اس کے اندر سے کوئی چیز کھینچ رہا تھا۔ یہ حسد و بغض کی واضح علامت ہے اور حاسد آدمی بزرگ کیسے ہوسکتا ہے؟ اس واقعہ کے جھوٹے ہونے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ مراتب میں سے سب سے بڑا مرتبہ مخلوق کے لئے نبوت ہے اور وہ قرآن وحدیث کے مطابق اب قیامت تک کے لئے بند ہے، اور نبوت کے لئے بھی کبھی کسی نبی کا چناؤ اس طرح نہیں ہوا جس طرح کے چناؤ کا گوہر شاہی مدعی ہے تو نبوت سے کمتر کسی مرتبے کا چناؤ مذکورہ طریقہ سے کس طرح ہوسکتا ہے؟ یہ اس کی ایک کرامت کا حال ہے، بقیہ کو بھی اس پر قیاس کرلیا جائے۔

(۱۱) مرزا غلام احمد کو انگریز نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے مناظر مشہور کروایا، اور اس نے شروع شروع میں جاہل عیسائیوں سے مباحثے شروع کیے، اس کے بعد امرتسر میں عیسائیوں کے پادری "عبداللہ آتھم" سے الوہیت مسیح پر تحریری مباحثہ کیا جو ۲۲ مئی ۱۸۹۳ سے ۵ جون ۱۸۹۳ء تک رہا۔ ۵ جون کو مرزا غلام احمد نے دلائل اپنے پاس نہ ہونے کی وجہ سے مباحثہ سے عاجز آ کر اپنے آخری پرچہ میں تحریر کیا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ پادری عبداللہ آتھم ۵ جون ۱۸۹۳ء سے لے کر ۱۵ ماہ کے اندر اندر مر جائے گا، جس کی آخری تاریخ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء بنتی ہے اگر وہ نہ مرے تو مجھے جھوٹا سمجھا جائے اور مجھے جو سزا چاہے دی جائے۔ آخر کار ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کا سورج غروب ہوگیا اور وہ نہ مرا تو عیسائیوں نے امرتسر میں بہت بڑا جلوس نکالا جس کی وجہ سے مرزا غلام احمد کی ہر طرف سے ذلت و رسوائی ہوئی۔ اس مباحثہ کا اُلٹا اثر یہ ہوا کہ منشی محمد اسماعیل جس نے مباحثہ کرایا تھا اور محمد

...سف مرزائی جو مباحثہ کا سیکٹری تھا اور مرزا غلام احمد کی بیوی کا خالہ زاد بھائی میر محمد سعید عیسائی ...گئے۔ جس کے نتیجے میں مرزا غلام احمد کا جھوٹا ہونا سب پر واضح ہو گیا۔

(۳) گوہر شاہی نے لکھا ہے کہ آسمان پر لکھا ہوا تھا۔

الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولاھو یحزنون

''(اللہ کے ولیوں پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غم زدہ ہوتے ہیں) اس بات کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ گوہر شاہی نے دن بھر کوئی نماز تو پڑھی نہیں بلکہ سارا دن غیر محرم عورت کے پاس پڑا رہا تو ولایت کیسی؟ حالانکہ حدیث میں ارشاد ہے کہ اسلام اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ اور غیر محرم عورت کے پاس جانا دوسرا گناہ ہے؟''

(۳) مرزا غلام احمد کا یہ لکھنا کہ خواب میں مَیں دائیں اور بائیں طرف تلوار چلا کر ہزاروں ...میوں کو قتل کر رہا ہوں، بالکل جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ مرزا غلام احمد مرغی ذبح نہیں کر سکتا تھا بلکہ ...ی کی گردن پر چھری چلانے کی بجائے اپنی ہی انگلی کاٹ لیتا تھا تو وہ ہزاروں آدمیوں پر تلوار کیسے ...سکتا ہے؟ غور فرمائیں کہ مرزا غلام کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

''خاکسار (مرزا بشیر احمد) کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لئے حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ دوم، ص ۴ روایت ۳۰۷، مصنف صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

(۳) جب اللہ تعالیٰ کی معرفت کا اصل ذریعہ ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کلام کرتا ...ور ان پر وحی بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو انبیاء کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے؟ جو وحی اللہ کے بندوں پر

نازل ہوتی ہے وہ اس پر اکتفاء کیوں نہیں کرتے؟ اور وہ انبیاء کی لائی ہوئی وحی پر کیوں عمل کرتے ہیں؟ اگر وحی اللہ کے ہر بندے پر نازل ہوتی ہے تو پھر انبیاء کو دوسرے لوگوں پر فضیلت کیوں حاصل ہے۔ حالانکہ وحی کے نزول میں دونوں برابر ہیں؟ صحیح بات یہی ہے کہ غلام احمد نے یہ سارا افسانہ اس لئے گھڑا تاکہ اپنے اوپر وحی کے نزول کو ثابت کر سکے۔

(۱۵) رؤیت باری تعالیٰ کے مسئلہ کی وضاحت یہ ہے کہ جنت میں مومنین اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب ہوں گے اور جنت میں مومنین کے لئے سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کا دیدار ہی ہے، چنانچہ فخر الاسلام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاویؒ لکھتے ہیں:

والرؤية حق لاهل الجنة بغير احاطة ولا كيفية كما نطق به كتاب ربنا حيث قال: " وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة " وتفسيره على ماأراده الله تعالىٰ وعلمه، وكل ماجاء فى ذالك من الحديث الصحيح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن أصحابه رضوان الله عليهم أجمعين فهو كما قال، ومعناه وتفسيره على ماأراد، لاندخل فى ذالك متأولين بآرائنا ولامتوهمين بأهوائنا، فانهٔ ماسلم فى دينه الاّ من سلم لله تعالىٰ ولرسوله صلى الله عليه وسلم وردّ علم ما اشتبه عليه الىٰ عالمه

(العقيدة الطحاوية ص ۷ مطبوعه نور محمد كتب خانه كراچى)

ترجمہ" اہل جنت کا اپنے پرودگار کو دیکھنا برحق ہے لیکن یہ رؤیت بغیر کسی احاطہ اور کیفیت کے ہوگی جیسا کہ ہمارے پردگار کی کتاب نے ذکر کیا: "اس روز بہت سے چہرے پر رونق ہوں گے اور اپنے پرودگار کے محو دیدار ہوں گے۔" اس کی تفسیر وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارادے اور علم کے مطابق ہے اور اس سلسلہ میں جتنی بھی رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث وارد ہیں وہ سب معتبر متصور ہوں گی اور ان کا مفہوم وہی ہے جس کا انہوں نے ارادہ کیا، ہم اپنی آراء کے ذریعہ تاویل کر کے اور اپنی خواہشات کا تو ہم کر کے اس میں دخل اندازی نہیں کریں گے۔ اسلئے کہ انسان کا

دین اسی صورت میں محفوظ رہتا ہے جب وہ اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد کردے اور مشتبہات کے علم کو اس کے عالم کے لئے چھوڑ دے۔"

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جنت میں مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیدار قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس کا انکار کرنا قرآن وحدیث کا انکار ہے۔

گوہر شاہی کا یہ کہنا کہ اکثر فرقے دیدارِ الٰہی کے منکر ہیں، بالکل غلط ہے، جنت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا انکار معتزلہ کے سوا کسی نے نہیں کیا، جو کہ گمراہیت پر مبنی ہے۔

باقی رہا گوہر شاہی کا یہ کہنا کہ دنیا میں ولایت کا مدار دیدارِ الٰہی پر ہے، دیدارِ الٰہی کے سوا ولایت کا دعویٰ جھوٹا ہے، سراسر گمراہیت پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن تو ہے لیکن دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کوئی شخص تاب نہیں لاسکتا، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے دیدار کی خواہش کی تھی، پھر اس کی تاب نہ لاکر بے ہوش ہو گئے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار مشکل ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اولیاء کو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتا ہے تو اس سے اولیاء کا انبیاء سے افضل ہونا لازم آتا ہے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد نے مذکورہ عبارات میں اور گوہر شاہی نے مذکورہ عبارات میں کہا ہے کہ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں ہوتا ہے، گوہر شاہی نے تو اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دیتے ہوئے "مینارہ نور" ص ۳۰ پر یہاں تک کہہ دیا ہے کہ "انبیاء تو اللہ تعالیٰ کے دیدار کو ترستے تھے لیکن اس اُمت کے اولیاء اللہ تعالیٰ کے دیدار میں رہتے ہیں۔" حالانکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اولیاء سے افضل ہیں۔ چنانچہ امام جعفر احمد بن محمد الطحاویؒ لکھتے ہیں:

ولا نفضل أحداً من اولياء على أحدٍ من الا نبياء ونقول نبيٌّ واحدٌ افضل من جميع الاولياء (العقيدة الطحاوية ص ١٤ مطبوعه نور محمد كتب خانه كراچی)

تو گوہر شاہی کا اولیاء اللہ کے لئے دیدارِ الٰہی کو ثابت کرنا سراسر گمراہی ہے اس لئے کہ علماء اہل سنت نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ دنیا میں انسان اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ چنانچہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ حضرت موسیٰ علیہ السلام

کے واقعہ میں **قال رب ارنی انظر الیک. قال لن ترانی الخ** کی تفسیر کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''حسن نے کہا موسیٰ علیہ السلام کا شوق دیدار اتنا جوش میں آیا کہ انہوں نے رویت آخرت پر قیاس کرتے ہوئے اس دنیا میں بھی دیدار ہونے کا گمان کرلیا۔ (یعنی جذبہ شوق سے مجبور ہو کر حضرت موسیٰ نے **انظر الیک** کہا تھا)

قال لن ترانی، اللہ نے فرمایا تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ پائے گا نہ کوئی انسان دنیا میں میری طرف نگاہ کرسکتا ہے، جو شخص میری طرف دیکھے گا، مر جائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا الٰہی میں تیرا کلام سن کر تیرے دیدار کا مشتاق ہوا۔ اگر میں تیری طرف دیکھ لوں اور مرجاؤں تو بغیر دیدار زندہ رہنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ **لن ترانی** (تو مجھے نہیں دیکھ پائے گا) فرمایا لا اُریٰ (میں نہیں دیکھا جاسکتا) نہیں فرمایا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا دیدار فی نفسہ محال نہیں (اگرچہ اس عالم میں اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا)......

اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ دنیا میں اللہ کا دیدار (**فی نفسہ**) ممکن ہے انبیاء ناممکن چیز کی طلب نہیں کرسکتے، خصوصاً ایسی ناممکن چیز کی طلب جس سے معرفت خداوندی میں جہالت لازم آتی ہو۔ ہاں **لن ترانی** کا لفظ یہ ضرور بتا رہا ہے کہ موسیٰ کو اس دنیا میں دیدار نہیں ملا، لیکن کبھی نہیں ملے گا، اس کا کوئی ذکر آیت میں نہیں ہے۔ دوامی عدم وقوع ہی آیت سے ثابت نہیں عدم امکان کا تو ذکر ہی کیا ہے.......... (معتزلہ کے نزدیک) دیدارِ الٰہی ناممکن ہے (نہ دنیا میں ممکن ہے نہ آخرت میں) دلیل یہ ہے **لن ترانی** فرمادیا اور لن کا لفظ تابید کے لئے نہیں بلکہ دنیا میں رویت کی نفی کی تاکید کے لئے ہے (تو ہرگز مجھے نہیں دیکھے گا۔ ہرگز سے تاکیدِ نفی ہوتی ہے اور کبھی سے نفیِ رویت کا دوام) دیکھو یہودیوں کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے۔

ولن یتمنونہ ابدا

(یہ ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے کیونکہ) آخرت میں کافروں کو موت کی تمنا ہوگی اللہ نے خود فرمایا ہے۔

ونادوا یا مالک لیقض علینا ربک

(وہ پکاریں گے اے مالک کاش تیرا رب ہم کو تمام ہی کر دیتا۔ ہماری موت کا حکم ہی دے دیتا) اور فرمایا:

یا لیتھا کانت القاضیۃ

(کاش پہلی موت ہی تمام کر دینے والی ہوتی)

(تفسیر مظہری جلد ۴ص ۲۵۹۔۲۶۰ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ سورۃ النجم کی آیت " ما کذب الفؤاد ما رای " کی تفسیر کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"کیا تصدیق قلبی رویت قلبی سے کوئی الگ چیز ہے؟ بے شک دونوں الگ الگ چیزیں ... مسئلہ اس طرح کی جا سکتی ہے کہ جب اللہ کو مومن بندے سے بے کیف ذاتی محبت ہو جاتی ... ن کو اللہ کی بے کیف ذاتی معیت حاصل ہو جاتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بندہ کو اللہ ... ت وصفات کا ادراک میسر ہو جاتا ہے۔ لیکن رویت حاصل نہیں ہوتی۔ رویت کا تعلق صرف ... ت سے ہے۔ یعنی رویت ظلال کی ہوتی ہے ذات وصفات کی نہیں ہوتی بلکہ اس کی صورت ... میں ہوتی ہے۔ ہاں نفس شئی اور ذات شئی کی رویت قوت باصرہ کی وساطت سے حاصل ... اس لئے ذاتِ خداوندی کی رویت تو دنیا میں ممکن نہیں (معراج میں رسول اللہ ﷺ نے ... دیکھا یا نہیں دیکھا اس اختلاف کا ذکر سطور بالا میں کر دیا گیا ہے) کیونکہ دنیا میں حاسہ ... کی طاقت نہیں رکھتا۔ البتہ آخرت میں (قوت باصرہ میں) اس کی صلاحیت واستعداد پیدا ... اس لئے عام مومنین کو دیدارِ الٰہی ہو سکے گا اور ادراک کا تعلق چونکہ صرف دل سے ہے ... سے نہیں ہے۔ اس لئے نہ دنیا میں ادراکِ ذات باری کا ہو سکتا ہے نہ آخرت میں ممکن

(تفسیر مظہری اُردو، جلد ۱۱ص ۹۴ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی کے اس نظریہ کے رد میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کلام فیصلہ ... مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بھی آخر میں درج کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ... ہیں:

''صوفیہ کی کشفیہ باتوں سے حسن ظن کے ساتھ سلوک کرنا چاہئے۔اور لا و نعم جرأت نہ کرنی چاہئے۔

ھذا ھو الحق المتوسط بین الا فراط و التفریط و اللّٰہ سبحانه الملھم للصواب

''یہی وہ حق ہے جو افراط وتفریط کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ بہتری کی طرف الہام کرنے والا ہے۔''

عجیب معاملہ ہے کہ ان لوگوں میں سے بہت سے مدعی اسی شہود ومشاہدہ پر بھی قناعت نہیں کرتے بلکہ اس شہود کو تنزل خیال کر کے اس اثناء میں رویت بصری کے بھی قائل ہیں۔اور کہتے ہیں کہ ہم واجب الوجود جل سلطانہٗ کی ذات کو دیکھتے ہیں اور نیز کہتے ہیں کہ وہ دولت جو ہمارے پیغمبر ﷺ کو شب معراج میں حاصل ہوئی تھی۔ہم کو ہر روز میسر ہے۔اور وہ نور جوان کے دیکھنے میں آتا ہے۔اس کو صبح کی سفیدی سے تشبیہ دیتے ہیں۔اور اس نور کو یہ مرتبہ بے کیفی خیال کرتے ہیں۔اور مراتب عروج کی نہایت اس نور کے ظہور تک تصور کرتے ہیں۔

تعالیٰ سبحانهٗ عما یقول الظالمون علوا کبیراً

''اللہ تعالیٰ اس بات سے جو ظالم کہتے ہیں بہت بلند ہے۔''

اور نیز حضرت حق جل شانہٗ کے ساتھ مکالمہ وکلام ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں حق تعالیٰ نے ایسا فرمایا ہے۔کبھی دشمنوں کے حق میں حضرت حق سبحانہٗ کی طرف سے کئی قسم کی باتیں نقل کرتے ہیں اور کبھی اپنے دوستوں کو بشارت دیتے ہیں۔اور ان میں سے بعض اس طرح کہتے ہیں کہ رات کی تہائی یا چوتھائی حصہ تک میں حق تعالیٰ کے ساتھ کلام کرتا رہا اور ہر طرح کی باتیں پوچھتا رہا اور جواب لیتا رہا۔

لقد استکبر وا فی انفسھم وعتوا عتوا کبیراً

''ان لوگوں نے اپنے آپ میں تکبیر کیا اور بڑی سرکشی کی۔''

ان لوگوں کی باتوں سے یہ سمجھ آتا ہے کہ یہ لوگ اس نور مرئی کو عین حق تعالیٰ سمجھتے ہیں۔اور اس نور کو حق تعالیٰ کی ذات تصور کرتے ہیں۔نہ یہ کہ اس کے ظہورات میں سے کوئی ظہور یا اس

...خیال میں سے کوئی ظل جانتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نور کو حق تعالیٰ کی ذات کہنا ...افترا اور صرف الحاد اور خالص زندقہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی حلم وتحمل ہے کہ اس قسم کے ...ریوں کے لئے طرح طرح کے عذابوں میں جلدی نہیں کرتا۔ اور ان کی بیخ کنی نہیں فرماتا:

سبحانک علی حلمک بعد علمک وعفوک بعد قدرتک

''یا اللہ تو پاک ہے ہماری برائیوں کو جان کر حلم فرماتا ہے اور قدرت کے باوجود معاف کرتا ہے۔''

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم صرف رویت یعنی دیدار کی طلب ہی کے ...ت ہلاک ہوگئی۔ اور حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلب رویت کے بعد لن ترانی ...کھایا اور بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد ﷺ جو رب ...مین کے محبوب اور تمام اوّلین وآخرین موجودات میں سے بہترین ہیں۔ باوجود اس کے معراج ...کی دولت سے مشرف ہوئے اور عرش وکرسی سے گزر مکان وزمان سے بھی اوپر چلے گئے۔ ...قرآنی اشارتوں کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رویت میں علماء کا اختلاف ہے اکثر علماء حضور ...صلوٰۃ والسلام کی عدم رویت کے قائل ہیں۔ حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

والاصح انه صلی اللّٰه علیه وسلم ماارای ربه سبحانه لیلة المعراج

''صحیح یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے معراج کی رات اپنے رب کو نہیں دیکھا ہے۔''

یہ بے سروسامان اپنے خیال باطن میں ہر روز خدا کو دیکھتے ہیں۔ حالانکہ حضرت محمد رسول ...ﷺ کے ایک دیدار میں بھی علماء کی قیل وقال ہے۔

...قبحهم اللّٰه سبحانهٗ

''اللہ تعالیٰ ان کو خوار کرے۔''

(مکتوبات اُردو دفتر اوّل، حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۷۲ ص ۳۹ تا ۴۱)

...مرزا غلام احمد سے پہلے تیرہ صدیوں میں اور اس کے بعد والی صدی میں کون کون سے لوگ ...کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوئی ہے؟

یہ دعویٰ بھی جھوٹ پر مبنی ہے اور گمراہیت کی واضح دلیل ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق

کے مشابہ ٹھہرانا اور اس کا ذکر انسانی اوصاف کے ساتھ کفر ہے۔ چنانچہ امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی
لکھتے ہیں:

ومن وصف اللّٰہ تعالیٰ بمعنی من معانی البشر فقد کفر فمن ابصر ھذا اعتبر وعن مثل قول الکفار انزجر وعلم ان اللّٰہ تعالیٰ بصفاتہ لیس کالبشر. (العقیدۃ الطحاویۃ ص ۷)

"جس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر انسانی اوصاف میں سے کسی وصف کے ساتھ کیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا جس نے اس میں بنظر بصیرت غور کیا اس نے نصیحت حاصل کی اور کفار کے اقوال ونظریات سے بچ نکلا اور وہ اس حقیقت کو جان گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ انسان کی طرح نہیں ہے۔"

(۱۸) ذکر اللہ تو تسکین کا ذریعہ ہے۔ گوہر شاہی کا کیسا ذکر ہے جس سے سر میں درد ہو
قرآن کریم میں ارشاد ہے:

الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب

"سن لو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔"

☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆

باب دوم:

دعویٰ مہدویت

ولایت اور الہام کا دعویٰ کرنے کے بعد گوہر شاہی نے اپنے مریدوں کے ذریعہ مشہور کروادیا کہ احادیث میں جس مہدی علیہ الرضوان کی خبر دی گئی ہے کہ وہ آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے، وہ میں ہوں۔ گوہر شاہی نے دعویٰ مہدویت بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی میں کیا ہے۔ اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ولایت اور ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد مہدویت کا دعویٰ کر دیا تھا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"پس میں کُھل کر کہتا ہوں کہ میری تکذیب آسان امر نہیں، مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہوگا۔ مجھے گمراہ کہنے میں دیر ہوگی مگر پہلے اپنی گمراہی اور رُوسیاہی کو مان لینا پڑے گا۔ مجھے قرآن وحدیث کو چھوڑنے والا کہنے کے لئے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا اور پھر بھی وہی چھوڑے گا۔ میں قرآن وحدیث کا مصدق ومصداق ہوں، میں گمراہ نہیں ہوں بلکہ مہدی ہوں۔"

(روحانی خزائن ملفوظات، مرزا غلام احمد جلد ۴ ص ۱۶)

"میں مہدی ہوں۔"

(معیار الاخیار ص ۱۱، مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۲۷۸)

"میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا، وہ بعض انبیاء سے بہتر ہے۔؟" (معیار الاخیار ص ۱۱ مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۲۷۸)

"جس مہدی کو لوگ مانتے ہیں وہ شکی ہے اور اس کی نسبت میں بہت تعارض ہے، لیکن ہمارا دعویٰ اس مہدی کا ہے جس کی نسبت کوئی شک نہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ششم ص ۴۲۳)

پھر مرزا غلام احمد کی پیروی کرتے ہوئے ریاض احمد گوہر شاہی اپنے آپ کو مہدی قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

یہ راز چھپا کر کریں گے کیا اب تو دنیا فانی ہے
انتظار تھا جس قیامت کا عنقریب آنی ہے
دجال ور جال پیدا ہو چکے ہیں یہ بھی اِک نشانی ہے
ظاہر ہونے والا مہدی یہ بھی اِک راز سلطانی ہے

(تریاق قلب ص ۲۷ مطبوعہ ۱۹۹۰ء طبع دوم)

''لوگ اگر ہمیں امام مہدی کہتے ہیں تو یہ ان کا اپنا عقیدہ ہے، اصل میں جس کو جتنا فیض ملتا ہے وہ ہمیں اتنا ہی سمجھتا ہے، کچھ لوگ تو ہمیں اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں، ہم انہیں اس لئے کچھ نہیں کہتے کہ ان کا عقیدہ جتنا ہماری طرف زیادہ ہوگا ان کے لئے بہتر ہوگا۔'' (سالانہ گوہر ۹۷/۱۹۹۶ ص ۸)

''آپ (گوہر شاہی) نے فرمایا اگر کسی میں امام مہدی کی نو نشانیاں پائی جاتی ہیں اور ایک نہیں پائی جاتی تو آپ ان نو نشانیوں کو رد نہیں کر سکتے ...... اسی طرح امام مہدی اعلان کرے یا نہ کرے، رہے گا تو امام مہدی، کیونکہ پاکستان کے ۱۹۷۴ء کے قانون میں لکھا ہے کہ: جو شخص امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرے اس کو سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے۔ اسی لئے امام مہدی (گوہر شاہی) مصلحتاً خاموش ہیں کہ خوامخواہ پابند سلاسل ہونے سے کیا فائدہ؟''

(حق کی آواز، مجموعہ ملفوظات گوہر شاہی ص ۳۳۔۱۶۳۴ تا ۳۰ جون ۱۹۹۹ء)

انجمن سرفروشان اسلام کے تحت شائع ہونے والے ''سرفروش اخبار میں ریاض احمد گوہر شاہی ایک نجومی سے جو اپنے آپ کو ماہر فلکیات وعلوم نجوم کہتا ہے انٹرویو لیتے ہوئے پوچھتا ہے:

سرکار (گوہر شاہی) آپ نے کچھ کتابیں بھی لکھی ہیں؟

منجم: جی میں نے تقریباً ۲۰ سے ۲۵ کتابیں لکھی ہیں، جناب نے میری کون سی کتاب پڑھی؟

سرکار: جس میں امام مہدی علیہ السلام کے متعلق تحریر ہے کہ وہ پنجاب کے شمالی علاقے میں موجود ہیں۔

منجم: مہدی مسیح کی صدی اس میں پنجاب کا لکھا ہے، پنجاب کی کسی سمت کا نہیں لکھا، ممکن ہے آپ نے کوئی اور کتاب بھی پڑھی ہو؟

سرکار: آپ پوری نشان دہی کریں تا کہ ہم بھی تلاش کر سکیں امام مہدی کو؟

منجم: جناب یہ تو حکومت کا کام ہے، ان کے پاس ذرائع ہیں اور انٹیلی جنس بھی، امام مہدی کو تلاش کرنا پڑے گا، اس طرح وہ سامنے نہیں آئیں گے۔ اور نہ ہی خود وہ اپنے منہ سے کہیں گے کہ میں امام مہدی ہوں۔

سرکار: جو مہدی ہوگا آخر وہی مہدی ہے وہ بولے یا نہ بولے، جس کو اللہ نے مہدی بنا کر بھیجا ہے وہی ہوگا، لوگ تو ان کے پیچھے لگ جائیں گے اور انہیں پہچان لیں گے۔

منجم: پاکستان ادھورا بنا ہوا ہے، کب مکمل ہوگا؟ (یعنی کشمیر اور بعض ریاستوں کا الحاق پاکستان کے ساتھ نہیں ہو سکا، اس لئے پاکستان نامکمل ہے)

سرکار: جس کے لئے بنا ہے، وہ آئیں گے تو مکمل ہو جائے گا (کشمیر کا مسئلہ بھی امام کے آنے پر ہی حل ہوگا)

منجم: یعنی جناب کا مطلب ہے، حضرت امام مہدی علیہ السلام وہ کب آئیں گے؟

سرکار: آئے ہوئے ہیں۔ (گوہر شاہی کی صورت میں)

منجم: اگر وہ آئے ہوئے ہیں تو (پاکستان) مکمل ہو جانا چاہئے تھا؟

سرکار: ان کے ہاتھ میں آئے گا تو مکمل ہو جائے گا، باطنی امور ان کے ہاتھ میں ہیں، ظاہری امور آئیں گے تو پاکستان مکمل ہو جائے گا۔" (پندرہ روزہ سرفروش یکم تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

اسی پندرہ روزہ اخبار میں گوہر شاہی نے اپنی مہدویت کا اعلان اس شعر میں کروایا:

کھلے جاتے ہیں اسرار نہانی گیا دور حدیث لن ترانی
ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار وہی مہدی وہی آخر زمانی

(سرفروش یکم تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء دین الٰہی ص ۱۷)

روزنامہ "نوائے وقت" میں گوہر شاہی کا دعویٰ مہدویت ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

''میں نے تو (امام مہدی ہونے کا) دعویٰ نہیں کیا، البتہ اگر میرے مرید کہتے ہیں تو لوگوں کو ماننا ہوگا اور اسے (مجھے) امام (مہدی) تسلیم کرنا ہوگا۔''

(نوائے وقت ۲۰ نومبر ۱۹۹۷ء)

''مہدی کو تلاش کرو، اگر کوئی ساری عمر عبادت کرتا رہے لیکن امام مہدی کی مخالفت کرے تو وہ بلعم باعور جو دعائے مستجاب بھی تھا۔ موسیٰ کی مخالفت کی وجہ سے اصحاب کہف کے کتے کی شکل میں دوزخ میں جائے گا۔ اگر کوئی ساری عمر کتوں کی طرح زندگی بسر کرتا رہا، لیکن پھر مہدی کا ساتھ دے دیا تو وہ اصحاب کہف کے کتے سے قطمیر بن کر بلعم باعود کی شکل میں جنت (۱) میں جائے گا۔ اکثر کہتے ہیں کہ اگر امام مہدی پاکستان میں موجود ہے تو جیلوں سے کیوں ڈرتا ہے؟ اعلان کیوں نہیں کرتا؟ ...... جس طرح اس وقت حضور پاک علیہ السلام گھڑے میں اذان دیتے رہے، جب تک حضرت عمر نہیں ملے، مصلحتاً اپنے بستر پر حضرت علی کو سلا کر مدینہ کی طرف ہجرت بھی کی، اسی طرح امام مہدی بھی مصلحتاً خاموش کسی عمر کے انتظار میں ہے۔ وہ اعلان کرے یا نہ کرے جیل میں رہے، شہر میں رہے یا گوشہ نشیں وہی امام مہدی ہے، جو رب کی طرف سے ہے۔ پھر اسے خوامخواہ جیل کی سختی برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟۔'' (تقریر بیسیویں گیارہویں شریف، کوٹری ۱۳ر اگست 1999ء۔ دین الٰہی ص ۷۷ وص ۷۸)

گوہر شاہی نے دعویٰ مہدویت سے پہلے اپنے مریدوں کے ذریعہ مشہور کروادیا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی پشت پر مہر مہدویت ہوگی، اور ان کی پشت پر نسوں سے اُبھرا ہوا کلمہ طیبہ ہوگا۔ پھر بیرون ملک سے اپنی پشت پر پلاسٹک سرجری کے ذریعے کلمہ طیبہ کندہ کروا کر آ گیا، اور کہا کہ میری پشت پر نسوں سے اُبھرا کلمہ طیبہ اور مہر مدویت موجود ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل عبارت میں اس بات کی تصریح موجود ہے:

سوال: آپ (گوہر شاہی) کے اخبار صدائے سرفروش کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ آہستہ آہستہ گراؤنڈ بنایا جارہا ہے اور ایک دن اعلانیہ آپ کو امام مہدی علیہ السلام بنادیا جائے گا؟

جواب : ہم (گوہر شاہی) نے اپنی کسی تقریر یا تحریر میں اپنے آپ کو کبھی امام مہدی نہیں ظاہر کیا۔ ہمارے تمام عقیدت مند ہمیں امام مہدی ہی سمجھتے ہیں۔ (گوہر شاہی نے ان کو کیوں نہیں کہا کہ میں مہدی نہیں ہوں؟ گوہر شاہی کا ان کو نہ روکنا اس کی رضامندی کی دلیل ہے) لیکن اللہ کی جانب سے مجھے کوئی اس طرح کا الہام نہیں ہوا۔ اگر ہم امام مہدی علیہ السلام ہوئے بھی تب بھی اپنی زبان سے نہیں کہیں گے البتہ ہم ان کو امام مہدی علیہ السلام کی نشانی ضرور بتاتے ہیں کہ ان کی پشت پر مہر مہدیت کلمہ کے ساتھ ہوگی جو کہ نسوں سے اُبھری ہوئی ہوگی۔

(حق کی آواز مجموعہ ملفوظات گوہر شاہی ص ۳۳ یکم تا ۱۵ جنوری)

گوہر شاہی نے کہا ہے " کہ ہم نے اپنی کسی تقریر یا تحریر میں اپنے آپ کو کبھی امام مہدی ظاہر نہیں کیا" اس کی یہ بات انتہائی دجل تلبیس پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو واضح الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ میں امام مہدی ہوں لیکن گوہر شاہی نے قادیانی کی طرح ظاہری طور پر دعویٰ مہدویت تو نہیں کیا، البتہ ۱۹۷۴ء کے آئین کے تحت سزا ملنے کے خوف سے اپنے مریدوں کے ذریعہ مشہور کروادیا کہ امام مہدی میں ہی ہوں، ویسے بھی گوہر شاہی کے الفاظ "امام مہدی ظاہر ہو چکے ہیں، امام مصلحتاً خاموش ہیں، وہ ایک دینی تنظیم کے سربراہ ہیں، البتہ اگر میرے مرید مجھے امام مہدی کہتے ہیں تو لوگوں کو مجھے امام مہدی ماننا ہوگا، ہمارے مرید ہمیں امام مہدی کہتے ہیں، تو جس کو ہم سے جتنا فیض ملتا ہے تو وہ ہمیں اتنا ہی سمجھتا ہے۔" یہ دعویٰ مہدویت نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر گوہر شاہی اس کا مدعی نہیں تھا تو اس نے اپنے مریدوں کی تردید کیوں نہ کی؟ گوہر شاہی کی یہ چال مرزا غلام احمد قادیانی کی چال سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

گوہر شاہی کو اگر ۱۹۷۴ء کے آئین کے تحت سزا کا خوف نہ ہوتا تو وہ مرزا غلام احمد سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں دعویٰ مہدویت کرنے میں عار محسوس نہ کرتا۔ ریاض احمد گوہر شاہی اور مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مہدویت چونکہ اسلام کی تصریحات کے بالکل خلاف ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامات احادیث کی روشنی میں بیان کردی جائیں۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامات احادیث کی روشنی میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ اللہ تعالیٰ میری اولاد سے

ایک آدمی بھیجے گا جس کا نام وہی ہوگا جو میرا ہے (محمد) اس کے باپ کا نام وہی ہوگا جو میرے باپ کا ہے (عبداللہ) وہ زمین کو عدل وانصاف سے بالکل اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ نہ آسمان اپنی بوندیں ذرّہ برابر بھی روکے گا اور نہ زمین اپنی نباتات ذرہ برابر روکے گی۔ وہ تمہارے درمیان سات یا آٹھ یا زیادہ سے زیادہ نو برس تک ٹھہرے گا۔" (اس حدیث کو طبرانی بزار اور بونعیم نے روایت کیا ہے)

(۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہدی میری اولاد یعنی اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوگا۔" (یہ حدیث سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں مروی ہے)

(۳) "ابواسحاق السبیعی روایت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسنؓ کو دیکھتے ہوئے کہا: "میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے سید سے نامزد کیا۔ اس کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ اس کا نام وہی ہوگا جو تمہارے نبی ﷺ کا اسم گرامی ہے۔ سیرت واخلاق میں (میرے بیٹے) حسنؓ کے مشابہ ہوگا اور شکل وصورت میں اس کے مشابہ نہ ہوگا۔ اس کے بعد پھر نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا کہ یہ شخص زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔"

(سنن ابوداؤد ج دوم ص ۵۸۹)

مذکورہ احادیث سے تین اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد اور آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ یہ احادیث مرزا غلام احمد اور ریاض احمد گوہر شاہی پر صادق نہیں آتیں، اس لئے کہ ان دونوں کا نام محمد نہیں، اور مرزا غلام احمد کے والد کا نام غلام مرتضیٰؒ اور ریاض احمد گوہر شاہی کے والد کا نام افضل حسین ہے۔"

(۲) حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے، اور سید بھی حسنی ہوں گے۔ یہ علامت بھی مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی میں نہیں پائی جاتی، اس لئے کہ یہ دونوں مغل برادری سے تعلق رکھتے تھے نہ کہ یہ سید تھے۔

(۳) حضرت مہدی علیہ الرضوان دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ یہ علامت بھی مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی میں نہیں پائی جاتی۔ اس لئے کہ ان کے دعویٰ مہدویت کرنے کے بعد نہ صرف ظلم باقی ہے بلکہ دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے۔ افغانستان، چیچنیا، بوسنیا، فلسطین اور عراق کے

مسلمانوں پر ظلم کے واقعات کسی سے مخفی نہیں ہیں۔

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہدی مجھ سے ہوگا (میری اولاد سے ہوگا) اس کی ناک درمیان سے بلند ہوگی، پیشانی کشادہ ہوگی، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا اسی طرح جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ وہ سات برس تک حکمرانی کرے گا۔'' (سنن ابوداؤد ج دوم ص ۵۸۸)

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اُمت کے آخری وقت میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال بکھیرتا پھیرے گا مگر اس کو گنے گا نہیں۔'' (مسند احمد۔ مسلم شریف)

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے اہل بیت سے ایک شخص خلیفہ (مہدی) ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اگر دنیا ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز کر دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ شخص (مہدی) خلیفہ ہو جائے۔'' (ترمذی شریف ج دوم ص ۴۷)

(۷) ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی بچے گا تو اسی دن کو اللہ تعالیٰ دراز فرمائیں گے تاکہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو پیدا فرمائیں جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم و زیادتی سے بھری ہوگی۔''

(ابوداؤد شریف ج دوم ص ۵۸۸)

آخری دونوں حدیثوں سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور کس قدر ضروری ہے؟ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی بچ جائے اور اس وقت تک حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو دراز فرمائیں گے تاکہ اس دن میں اللہ تعالیٰ حضرت مہدی کا ظہور فرما دیں۔

(۸) ''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ایک خلیفہ کی موت کے وقت قوم اختلاف کا شکار ہو جائے گی ایک آدمی بھاگ کر مدینہ سے مکہ چلا جائے گا۔ اس کے پاس مکہ کے کچھ لوگ آئیں گے، اسے زبردستی باہر نکال کر رُکن اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔''

(ابوداؤد شریف، مسند احمد، ابن شیبہ، طبرانی)

(۹) حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرمائے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا۔ (اس کی جگہ دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر اختلاف کی صورت حال دیکھ کر) خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہیں لوگ میرے اوپر بار خلافت نہ ڈال دیں) مدینہ سے مکہ چلا جائے گا (کچھ لوگ اسے پہچان کر کہ یہی مہدی ہیں) انہیں گھر سے نکال کر باہر لائیں گے اور حجر اسود و مقام ابراہیمؑ کے درمیان زبردستی اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لیں گے (اس کی بیعت خلافت کی خبر سن کر ایک لشکر مقابلہ کے لئے) شام سے اس کی سمت روانہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جب مقام بیداء (مکہ و مدینہ کے درمیانی میدان) میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہوں گے اور ایک شخص شام سے (سفیانی) نکلے گا جس کی ننہال قبیلہ کلب میں ہوگی اور اپنا لشکر خلیفہ مہدی کے مقابلہ کے لئے روانہ کرے گا اللہ تعالیٰ سفیانی کے لشکر کو شکست دے دے گا، یہی کلب کی جنگ ہے، وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا، پھر خلیفہ مہدی خزانوں کو کھول دیں گے اور خوب داد و دہش کریں گے اور اسلام پورے طور پر دنیا میں تمام ہو جائے گا۔ لوگ اسی (عیش و راحت کے ساتھ) سات یا نو سال رہیں گے (جب تک مہدی حیات رہیں گے لوگوں میں فارغ البالی اور چین و سکون رہے گا۔) (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۵)

(۱۰) حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد بن حنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے ان سے مہدی کے بارے میں پوچھا تو حضرت علیؓ نے بر بنائے لطف فرمایا دور ہو، پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مہدی کا ظہور آخر زمانہ میں ہوگا (اور بے دینی کا اس قدر غلبہ ہوگا کہ) اللہ تعالیٰ کے نام لینے والے کو قتل کر دیا جائے گا (ظہور مہدی کے وقت) اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو ان کے پاس اکٹھا کرے گا جس طرح بادل کے متفرق ٹکڑوں کو مجتمع کر دیتا ہے اور ان میں یگانگت اور اُلفت پیدا کر دے گا، یہ نہ تو کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے (مطلب یہ ہے کہ ان کا باہمی ربط و ضبط سب کے ساتھ یکساں ہوگا) خلیفہ مہدی کے پاس ان اکٹھے ہونے والوں کی تعداد اصحاب بدر (غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرامؓ) کی تعداد کے مطابق (۳۱۳) ہوگی۔ اس

...اعت کو ایسی (خاص جزوی) فضیلت حاصل ہوگی جو ان سے نہ تو پہلے والوں کو حاصل ہوئی ہے نہ ...بعد والوں کو حاصل ہوگی، نیز اس جماعت کی تعداد اصحاب طالوت کی تعداد کے برابر ہوگی، جنہوں نے طالوت کے ہمراہ نہر (اردن) کو عبور کیا۔

حضرت ابوالطفیل کہتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے مجمع سے پوچھا کیا تم اس جماعت میں شریک ہونے کا ارادہ اور خواہش رکھتے ہو، میں نے کہا ہاں، تو انہوں نے (کعبہ شریف) کے دو ستونوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا خلیفہ مہدی کا ظہور انہیں کے درمیان ہوگا۔ اس پر حضرت ...طفیل نے فرمایا بخدا میں ان سے تاحیات جدا نہ ہوں گا (راوی حدیث کہتے ہیں) چنانچہ حضرت ...طفیل کی وفات مکہ معظمہ ہی میں ہوئی۔" (مستدرک ج ۴ ص ۵۵۴)

(...) "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی میرے اہل بیت سے ہوگا اللہ تعالیٰ اسے ایک ہی رات میں صالح بنادیں گے (اپنی توفیق و ہدایت سے ایک ہی شب میں ولایت کے اس بلند مقام پر پہنچادیں گے جہاں وہ پہلے نہیں تھے۔)

(ابن ماجہ، مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ)

(...) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ...نہ کے لئے تین شخص جنگ کریں گے۔ یہ تینوں خلیفہ کے لڑکے ہوں گے پھر بھی یہ خزانہ ان میں سے کسی کی طرف منتقل نہیں ہوگا۔ اس کے بعد مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے اور تم سے اس شدت کے ساتھ جنگ کریں گے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے اس قدر شدید جنگ نہ کی ...راوی حدیث کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے کوئی بات بیان فرمائی جس کو میں نہ سمجھ سکا ...ماجہ کی روایت میں اس جملے کی تصریح ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے۔ "ثم یجئ خلیفة اللہ المہدی یعنی پھر اللہ کے خلیفہ مہدی کا ظہور ہوگا) پھر فرمایا کہ جب تم لوگ انہیں دیکھنا تو ان سے بیعت کر لینا۔ اگرچہ اس بیعت کے لئے برف پر گھسٹ کر آنا پڑے بلاشبہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ...گے۔" (مستدرک ج ۴ ص ۴۶۳)

(...) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دمشق کے اطراف سے سفیانی نامی ایک شخص کا خروج ہوگا جس کے عام پیرو کار قبیلہ کلب کے لوگ ہوں

گے، یہ جنگ کرے گا یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا اور بچوں تک کو قتل کرے گا۔ اس کے مقابلہ کے لیے قبیلہ قیس کے لوگ مجتمع ہوں گے۔ سفیانی ان سے بھی جنگ کرے گا اور اس کثرت سے لوگوں کو قتل کرے گا کہ مقتولین سے کوئی وادی خالی نہ ہوگی (اسی دوران) میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور حرم میں ہوگا۔ (مراد خلیفہ مہدی ہیں) سفیانی کو اس کی اطلاع پہنچے گی۔ تو اپنا ایک لشکر ان سے جنگ کے لئے بھیجے گا۔ اس کا لشکر شکست کھا جائے گا تو خود سفیانی اپنے ہمراہیوں کو لے کر چلے گا۔ یہاں تک کہ جب مقام بیدا (مکہ اور مدینہ کے درمیان چٹیل میدان میں پہنچے گا تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور بجز ایک کے کوئی نہ بچے گا۔"

(مستدرک ج ۴ ص ۵۲۰)

(۱۴) "عبیداللہ بن القبطیہ بیان کرتے ہیں کہ حارث بن ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئے، میں بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے حضرت اُم المومنین سے اس لشکر کے بارے میں پوچھا جو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب عبدالملک بن مروان بن الحکم نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چڑھائی کی تھی۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کے جواب میں فرمایا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ایک پناہ لینے والا حرم میں پناہ لے گا۔ (مراد خلیفہ مہدی) تو اس پر ایک لشکر حملہ کے لئے چلے گا اور جب مقام بیدا میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا بعض وہ لوگ جو مجبوراً ان کے ہمراہ ہو گئے ہوں گے (آخر وہ کس جرم میں) دھنسائے جائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ بھی ان کے ساتھ ہی دھنسا دیے جائیں گے۔ البتہ قیامت کے دن ان کی نیت و ارادہ کے مطابق ان کا حشر ہوگا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے بطور تاکید کے دوبارہ فرمایا پناہ لینے والا پناہ لے گا۔" (مستدرک ج ۴ ص ۴۳۹)

(۱۵) حضرت اُم المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لشکر اس گھر (بیت اللہ) پر چڑھائی کا قصد کرے گا، یہاں تک کہ جب وہ جگہ میں (بیدا) پہنچے گا، اس کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔ پہلا حصہ آخری حصے کو بلائے گا پھر وہ بھی دھنس جائے گا، ان کی خبر بتانے کے لئے سوائے ایک بھگوڑے کے کوئی بھی باقی نہ بچے گا۔"

(مسلم شریف، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

(۱۶) اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس گھر (بیت اللہ) کی پناہ میں کچھ لوگ آئیں گے، وہ محفوظ نہیں ہوں گے، نہ ان کے پاس لڑنے کے لئے نفری ہوگی نہ سامان جنگ، ان کی طرف ایک فوج بھیجی جائے گی، جب وہ کھلی جگہ میں ہوگی تو زمین میں دھنس جائے گی۔" (مسلم شریف کتاب الفتن واشراط الساعۃ)

ان احادیث سے چند اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت مہدی علیہ الرضوان کی پیدائش مدینہ میں ہوگی۔ (۲) حضرت مہدی علیہ الرضوان مدینہ کے خلیفہ کی موت تک مدینہ منورہ میں ہی رہیں گے۔ خلیفہ کی موت کے بعد جب اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو خلیفہ بنانے کا مرحلہ درپیش ہوگا تو لوگ خلافت کے مستحق شخص میں اختلاف کا شکار ہوں گے۔ (۳) حضرت مہدی علیہ الرضوان اس اختلاف کو دیکھ کر اس خوف سے کہ لوگ مجھے خلیفہ نہ بنادیں مدینہ منورہ سے مکہ کی طرف کوچ کریں گے۔ (۴) سفیانی کا لشکر حضرت مہدی علیہ الرضوان کے تعاقب کے لئے نکلے گا، لیکن مقام بیدا میں جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا، صرف ایک آدمی باقی بچے گا جو اس واقعہ کی لوگوں کو اطلاع دے سکے۔ (۵) یہ خبر سن کر لوگ سمجھ جائیں گے کہ حضرت مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سفیانی لشکر کو زمین میں دھنسایا ہے وہی امام مہدی ہیں۔ (۶) پھر لوگ گروہوں اور جماعتوں کی شکل میں حضرت مہدی کے ہاتھ پر بیعت کے لئے آئیں گے۔ (۷) حضرت مہدی کے ہاتھ پر بیعت حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگی۔ (۸) لوگ زبردستی حضرت مہدی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، حضرت مہدی اس کے لئے پہلے تیار نہ ہوں گے۔ (۹) حضرت مہدی خود یہ دعویٰ نہیں کریں گے کہ میں مہدی ہوں۔ (۱۰) حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ساتھیوں کے پاس نہ تو نفری ہوگی اور نہ سامان جنگ......

ان علامات کے علاوہ احادیث میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے پہلے ایک عالمی ہر مجدون والی اتحادی جنگ کی تفاصیل بھی ملتی ہیں۔ جن کی تفصیل کو طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کیا جارہا۔ اس عالمی جنگ میں غالباً تمام اسلحہ ختم ہو جائے گا۔ یہ تمام علامات مرزا غلام احمد اور

گوہر شاہی میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے کہ یہ دونوں نہ تو مدینہ میں پیدا ہوئے اور نہ ان کے ہاتھ پر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی گئی اور نہ ہی ان کے دشمنوں کو مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیدا میں دھنسایا گیا ہے۔ اور ان دونوں نے مہدیت کا خود دعویٰ کیا ہے، جو کہ ان کے جھوٹے ہونے کی واضح نشانی ہے۔

حضرت مہدی کے زمانے میں ہونے والی جنگیں

حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانے میں ہونے والی جنگیں یہ ہیں:

(۱) جزیرۃ العرب کی جنگ (۲) فارس کی جنگ (مراد ایران) (۳) اہل روم (امریکہ ویورپ) کی جنگ (۴) قسطنطنیہ (جو ترکی میں واقع ہے) کی جنگ (۵) یہودیوں سے جنگ (۶) خوزستان اور کرمان میں کیمونسٹوں سے جنگ ان جنگوں کی تفصیل سے پہلے ان کے بارے میں جو احادیث ہیں ان میں سے چند ایک کو یہاں ذکر کرنا مناسب ہوگا۔

(۱) ''حضرت نافع بن عتبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے تم جزیرۃ العرب پر چڑھائی کرو گے۔ اللہ تمہیں فتح دے گا، پھر فارس (ایران) پر، پھر روم پر حملہ کرو گے، اللہ تمہیں فتح دے گا۔ پھر تم دجال سے جہاد کرو گے۔ اللہ تمہیں فتح دے گا۔'' (مسلم شریف، ابن ماجہ، مسند احمد)

(۲) ''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی کے بعد یثرب کی بربادی ہوگی۔ یثرب کی بربادی کے بعد خونریز معرکہ کا آغاز ہوگا۔ اس کے بعد قسطنطنیہ فتح ہوگا اور اس کے بعد دجال کا ظہور ہوگا۔'' (ابوداؤد، مسند احمد)

(۳) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے لڑ نہ لیں۔ مسلمان ان کو قتل کریں گے یہاں تک کہ ایک یہودی کسی درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپ جائے گا تو وہ درخت یا پتھر پکار اٹھے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے یہودی ہے، آؤ اسے قتل کرو۔ صرف غرقد (کانٹے دار جھاڑی جو بیت المقدس کے قرب و جوار میں ہوتی ہے۔ جو چھونے والے کو تکلیف دیتی ہے) کا درخت یہ بات نہیں کہے گا، کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔'' (مسلم شریف)

(۴) ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا

...سطنطنیہ یا روم میں سے کون سا شہر پہلے فتح ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا۔ ...طنطنیہ روم سے پہلے فتح ہوگا) (مسند احمد)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ...ت تک قیامت برپا نہیں ہوگی جب تک تم خوزستان اور کرمان (روس، چین، منگولیا، جاپان ...ع) کے عجمیوں سے جنگ نہ کرلو گے جن کے چہرے سرخ، ناک چپٹے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی ...حوم ہوگا جیسے ان کے چہرے ہتھوڑوں سے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں۔ (بخاری شریف، مسند احمد)

...رۃ العرب کی جنگ

حضرت مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کرنے کے بعد سفیان نامی قریش کا ایک آدمی جس ...ا لشکر پہلے زمین میں دھنس چکا ہوگا دوسرا لشکر تیار کرے گا اور اپنے ننھیال بنو کلب سے مدد لے ...مہدی سے جنگ کے لئے نکلیں گے۔ حضرت مہدی ان کو بدترین شکست دے گا۔ حضرت ...ی فوج کو بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ...رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محروم ہے وہ شخص جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔ اگرچہ ایک عقال ...س نہ ہو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بلاشبہ کلب کی ...(بحیثیت لونڈیوں کے) دمشق کے راستے پر فروخت کی جائیں گی۔ یہاں تک کہ ان میں ...یک عورت پنڈلی ٹوٹی ہونے کی بناء پر واپس کردی جائے گی۔" (مستدرک ج ۴ ص ۱۴۴۱ و ص ۴۳۲)

اور بعض روایات میں آتا ہے کہ نامراد ہے وہ شخص جو بنو کلب کی غنیمت میں موجود نہ ...س جنگ کے بعد جزیرۃ العرب مہدی کے لئے اپنے دروازے کھول دے گا اور وہ اس پر قبضہ ...ے گا، اس وقت نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوجائیگی۔ "تم جزیرۃ العرب پر چڑھائی ...ے اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا۔"

...ں کی جنگ

فارس (ایران) سے امامی یا اثنا عشری شیعوں کا لشکر نکلے گا، اور وہ مہدی علیہ ...ن سے جنگ کرے گا۔ شیعوں کی حضرت مہدی علیہ الرضوان سے جنگ کی وجہ یہ ہے اثنا

عشری شیعہ اپنے عقیدے کے مطابق اس مہدی کے منتظر ہیں جو کہ بچپن میں سامراء کی غار
رائی میں چھپا ہوا ہے۔شیعہ حضرت مہدی علیہ الرضوان سے جنگ آپ کو جھوٹا سمجھتے ہوئے
گے، حضرت مہدی ان کو بدترین شکست سے دوچار کریں گے، اس وقت شیعہ حضرات کو یقین
کہ سچے مہدی یہی ہیں۔غار میں کوئی مہدی نہیں ہیں۔

اہل روم (امریکہ و یورپ) کی جنگ

اس جنگ کو نبی کریم ﷺ نے الملحمۃ الکبریٰ (بڑا خون ریز معرکہ) کا نام دیا ہے، احا
میں اس کی تفصیل کچھ یوں بیان کی گئی ہے یہ جنگ ہرمجدون کی عالمی جنگ سے جو کہ مہدی
الرضوان کی بیعت سے پہلے ہوئی تھی، نو ماہ بعد ہوگی۔رومی بادشاہ ہرمجدون کی جنگ کے بعد
چھپ کر اکٹھے ہوں گے، اور ایک بڑا لشکر لے کر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی فوج کی طرف
گے جس میں تقریباً ایک ملین سپاہی ہوں گے جیسا کہ بخاری شریف کی ایک روایت میں نبی کر
نے فرمایا: "وہ تمہاری طرف اسی ۸۰ جھنڈوں تلے آئیں گے ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار سپاہی
گے۔" اہل روم مسلمانوں سے یہ بات کہیں گے کہ ہمیں ان لوگوں سے لڑنے دو جو ہم میں سے
بنائے گئے ہیں۔ ہرمجدون کے معرکہ کے بعد بہت سے عیسائی مسلمان ہو جائیں گے
مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہو کر حضرت مہدی کی طرف سے لڑیں گے۔اہل روم سمجھیں گے
ان کے آدمی ہیں جنہیں قید کر لیا گیا ہے اور جنہوں نے غداری کی۔چنانچہ وہ انہیں سے انتقام
آغاز کرنا چاہیں گے۔ یہ معرکہ سوریا میں دمشق سے قریب اعماق یا دابق نامی مقامات پر
حضرت مہدی علیہ الرضوان کا لشکر دمشق سے قریب غوطہ نامی جگہ پر ہوگا جب لڑائی شروع
ایک تہائی مسلمان شکست کھا جائیں گے یعنی معرکہ سے بھاگ جائیں گے اور اس وقت مسلمان
ساتھ چھوڑ دیں گے جب ان کو سخت ضرورت ہوگی۔اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کبھی قبول نہ کرے گا
ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین شہید شمار ہوں گے۔ چ
تک مسلسل جاری رہنے والی جنگ میں خوب قتل و غارت ہوگی اور اس میں حائل ہونے وال
کے سوا تلواریں کبھی بھی نیام میں نہیں جائیں گی۔چوتھے دن بقیہ تہائی مسلمان رمیوں کو ایسی بد
شکست دیں گے جو انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہوگی اور مسلمان ان کو اس طرح قتل کریں گے

... وقت تک کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک پرندہ جب ان مقتولین کے پاس سے ... تو آخر تک پہنچنے سے پہلے گر کر مر جائے گا۔

...طنطنیہ کی جنگ

جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ مہدی علیہ الرضوان کے زمانہ میں جو جنگیں ہوں گی ... بارے میں غالب گمان یہی کہ وہ تلواروں اور نیزوں سے ہوں گی۔ اس لئے کہ جو احادیث ... کی تفاصیل کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ان میں تلوار اور نیزوں اور گھوڑوں کے الفاظ ... تے ہیں۔ ایٹمی ہتھیار تمام کے تمام حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے پہلے ہونے ... والی جنگ میں ضائع ہو جائیں گے۔ لیکن قسطنطنیہ جو کہ ترکی کا شہر ہے جس کا موجودہ ... ہے تلواروں اور نیزوں سے فتح نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کی فتح کی تکمیل تہلیل و تکبیر سے ... مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ... نے اس شہر کے متعلق کچھ سنا ہے جس کا ایک حصہ خشکی پر اور دوسرا حصہ سمندر میں ہے؟ ... رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جواب دیا۔ ہاں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت ... مت نہیں آئے گی جب تک اسحاق کی اولاد میں سے ۷۰ ہزار سپاہی اس پر چڑھائی نہ کر دیں ... جب وہ اس شہر میں آ کر پڑاؤ ڈالیں گے تو وہ نہ تو ہتھیاروں سے لڑیں گے اور نہ ہی تیر اندازی ... گے۔ وہ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا ورد کریں گے تو ایک حصہ کو شکست ہو جائے گی۔ (حدیث کا ... کہتا ہے میرے علم کے مطابق آپؐ نے فرمایا کہ سمندر والا حصہ شکست کھا جائے گا) پھر وہ ... مرتبہ لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہیں گے تو دوسرا حصہ مغلوب ہو جائے گا۔ پھر تیسری مرتبہ لا الہ الا ... اللہ اکبر کا ورد کریں گے تو شہر کو ان کے لئے کھول دیا جائے گا اور وہ اس میں داخل ہو جائیں ... اس دوران جب کہ وہ مال غنیمت بانٹ رہے ہوں گے ان کو ایک چیخ سنائی دے گی کہ دجال کا ... ہو گیا ہے۔ وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس کی طرف لوٹ جائیں گے۔"

اس حدیث میں جس اولاد اسحاق کا ذکر ہے اس سے مراد وہ اہل روم ہیں جو عیص بن ... بن ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے ہیں اور وہ بنی اسرائیل یعنی یعقوب بن اسحاق کے چچا کی ... ہیں۔ یہ لوگ حافظ ابن کثیرؒ کی رائے کے مطابق آخری زمانہ میں مسلمان ہو جائیں گے اور غالباً

ان ہی کی ایک جماعت کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہوگا۔

یہودیوں سے جنگ

دو تہائی یہودی تو ہر مجدون کے عالمی معرکہ میں اس قدر بری طرح ہلاک ہوں گے کہ باقی ماندہ یہودیوں کو اس معرکہ میں مرنے والے یہودیوں کے دفن کے لئے سات ماہ درکار ہوں گے۔ باقی ماندہ تہائی یہودی اپنے مخلص مسیحا کی آس لگائے بیٹھے ہوں گے جو ان کو بقول ان کے فاسد اقوام سے نجات دلائے گا۔ جب دجال کا ظہور ہوگا تو یہودی اس کو اپنا مسیحا اور بادشاہ سمجھ کر اس کے ساتھ ہو جائیں گے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہوگا۔ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ساتھ مل کر یہودیوں کا کام تمام کریں گے۔ جس وقت دجال کا ظہور ہوگا تو وہ چالیس روز تک پوری زمین کا چکر لگا لے گا۔ اس وقت ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام لُد پر جہاں پر آج کل اسرائیل کا ائربیس ہے اپنی تلوار سے قتل کریں گے۔ مسلمان یہودیوں کو چن چن کر قتل کریں گے۔ یہودی بھاگ کر مسلمانوں کے ڈر سے درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپ جائیں گے۔ شجر اور حجر بھی پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مسلمان اے اللہ کے بندے! یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، آؤ اسے قتل کرو۔ اس طرح تمام یہودی ایک ایک کر کے اپنے انجام تک پہنچا دیئے جائیں گے۔

خوزستان اور کرمان سے جنگ

خوزستان اور کرمان سے مراد چین، روس، جاپان اور منگولیا وغیرہ کے علاقے ہیں۔ آج کل ان میں کیمونسٹ ہیں۔ مذکورہ جنگوں کے بعد اسلام اور تلوار میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس وقت عیسائی حضرت عیسیٰ کے نزول کے بعد مسلمان ہو چکے ہوں گے اور یہودی قتل کر دیئے جائیں گے۔ اس وقت خوزستان اور کرمان کے علاقوں کے لوگوں میں سے جو اسلام قبول کریں گے وہ تو عام مسلمانوں کی طرح زندہ رہیں گے اور اسلام سے انکار کرنے والوں کو قتل کر دیا جائے گا۔

یہ تھی حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانے میں ہونے والی جنگوں کی مختصر روئیداد دگر تفاصیل اور بھی ہیں۔ اس وقت اسلام دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل جائے گا۔ ایسے وقت کے

...ے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری اُمت میں ...ک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو مال لپ بھر بھر تقسیم کرے گا، شمار نہیں کرے گا (سخاوت اور دریادلی کی بناء پر ...نیر گنے کثرت سے لوگوں میں عطایا تقسیم کرے گا) اور قسم ہے اس ذات کی جس کی قدرت میں ...یری جان ہے البتہ ضرور لوٹے گا امر اسلام مضمحل ہو جانے کے بعد ان کے زمانہ میں پھر سے فروغ ...س کرے گا۔'' (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۷)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری ...ت میں ایک مہدی ہوگا (اس کی مدت خلافت) اگر کم ہوئی تو سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ میری ...ت اس کے زمانے میں اس قدر خوش حال ہوگی کہ اتنی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے ...سب ضرورت) موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اُگا دے گی۔ ایک شخص کھڑا ...ال کا سوال کرے گا تو مہدی کہیں گے۔ (اپنی حسب خواہش خزانہ میں جا کر) خود لے لو۔''

(مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۷)

(۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...ے فرمایا میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو میری اُمت میں اختلاف واضطراب کے زمانہ ...میں بھیجا جائے گا تو وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم وجور ...سے بھری ہوگی۔ زمین اور آسمان والے اس سے خوش ہوں گے۔ وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا ...نے داد و دہش میں وہ کسی کا امتیاز نہیں برتے گا) اللہ تعالیٰ اس کے دور خلاف میں میری اُمت کے ...ں کو استغناء و بے نیازی سے بھر دے گا (اور بغیر امتیاز کے) اس کا انصاف سب کو عام ہوگا۔ وہ ...ے منادی کو حکم دے گا کہ عام اعلان کر دے کہ جسے مال کی حاجت ہو (وہ مہدی کے پاس ...ئے۔ اس اعلان پر) مسلمانوں کی جماعت میں سے بجز ایک شخص کے کوئی بھی نہیں کھڑا ہوگا۔ ...س سے کہے گا کہ خازن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مہدی نے مجھے مال دینے کا تمہیں حکم ...ے (جب وہ شخص خازن کے پاس پہنچے گا) تو خازن اس سے کہے گا۔ اپنے دامن میں بھر لے۔ ...چہ (حسب خواہش) دامن میں بھر لے گا اور خزانہ سے باہر لائے گا تو اسے (اپنے اس عمل پر)

ندامت ہوگی اور (اپنے دل میں کہے گا کیا) اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سب سے بڑھ کر لالچی اور حریص میں ہی ہوں یا یوں کہے گا، میرے لئے ہی وہ چیز نا کافی ہے جو دوسروں کے واسطے کافی ووافی ہے (اس ندامت پر) وہ مال واپس کرنا چاہے گا۔ مگر اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ہم دے دینے کے بعد واپس نہیں لیتے، مہدی عدل وانصاف اور داد ودہش کے ساتھ آٹھ یا نو سال زندہ رہے گا۔ اس کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی خوبی نہ ہوگی۔

(مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۴)

یہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے کارناموں کی مختصر روئیداد ہے۔ اور یہاں پر چند احادیث نقل کی گئی ہیں ورنہ حضرت مہدی کے بارے میں اس کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ معنوی اعتبار سے وہ حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ شیخ محمد برزنجی اپنی کتاب ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' میں اسی بات کو درج ذیل الفاظ میں لکھتے ہیں:

''وہ بڑی بڑی علامات جن کے فوراً بعد قیامت آجائے گی۔ کثرت سے ہیں، ان میں سے سب سے پہلی نشانی ظہورِ مہدی ہے۔ اس سلسلہ میں حدیث کی مختلف روایات اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مہدی کا وجود، آخر زمانہ میں ان کا ظہور، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کی وجہ سے آلِ رسول سے ان کی نسبت اس قدر تواتر سے حدیثوں میں ملتی ہے کہ ان سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔'' (باب سوم ص ۸۷ وص ۱۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی دونوں چونکہ اپنے مقام کو پہنچ چکے ہیں، اس لئے اب مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی کے ماننے والوں کو مندرجہ بالا احادیث کا اپنے مقتداؤں کے ساتھ موازنہ کرنا چاہئے کہ مذکورہ احادیث میں سے کون سی علامت ان کے مقتداؤں میں پائی جاتی ہے؟ یقیناً بصدقِ دل سے موازنہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ان دونوں میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامات میں سے کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔

☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆

حواشی باب دوم:

(۱) گوہر شاہی کا یہ کہنا کہ اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائے گا، یہ بھی محض توہم پرستی ہے۔ اس لئے کہ اوّل تو اصحاب کہف کے کتے کا جنت میں جانا صحیح اور معتبر روایات سے ثابت نہیں۔ دوسرے یہ کہ اصحاب کہف کے کتے پر انسان کی نجات کو قیاس کرنا درست نہیں ہے، صاحب روح المعانی نے اس قیاس کو اہل تشیع کا قیاس قرار دیا ہے۔ کہ شیعہ کے ہاں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اصحاب کہف کے کتے کی نجات ہو سکتی ہے تو جس شخص کا نام "کلب علی" (علی کا کتا) رکھا جائے تو اس کی نجات بطریقہ اولیٰ ہوگی۔ چنانچہ اہل تشیع اپنے بچوں کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔ صاحب روح المعانی علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں: "وجاء فی شان کلبهم انه یدخل الجنة یوم القیامة فعن خالد بن معدان: لیس فی الجنة من الدواب الاّ کلب اصحاب الکهف وحمار بلعم ۔۔۔ اه ولیس فیما ذکر خبر یعول علیه فیما اعلم...... وقد اشتهر القول بدخول هذا الکلب الجنة حتیٰ ان بعض الشیعة یسمون ابنائهم "بکلب علی" ویومل من سمی بذالک النجاة بالقیاس الاولوی علی ماذکر وینشد: فتیة الکلب نجا کلبهم کیف لاینجو کلب علی." (۱۵ : ۲۲۶)

ترجمہ: "اصحاب کہف کے کتے کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ قیامت کے دن جنت میں جائے گا چنانچہ خالد بن معدان سے روایت ہے کہ جنت میں جانوروں میں سے صرف اصحاب کہف کا کتا اور بلعم کا گدھا جائے گا۔ لیکن میرے علم کے مطابق ان روایات میں کوئی بھی روایت قابل اعتماد نہیں۔ یہ بات مشہور ہوئی ہے کہ یہ کتا بھی جنت میں جائے گا یہاں تک کہ بعض روافض اپنے بچوں کے نام ہی "کلب علی" (علی کا کتا) رکھتے اور اس میں یہ اُمید رکھتے ہیں کہ اس نام کے ساتھ موسوم شخص کی نجات ہوگی۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے کہ:

اصحاب کہف کا کتا نجات پا گیا
تو کل (بروز قیامت) کلب علی کس طرح نجات نہیں پائے گا

باب سوم

دعویٰ مسیحیت

دعویٰ مہدویت کے بعد گوہر شاہی نے کچھ عرصہ بعد مسیحیت کا دعویٰ کیا ہے شروع شروع میں گوہر شاہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا دعویٰ کرتا رہا پھر خود عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ یہ دعویٰ بھی گوہر شاہی نے مرزا غلام احمد کی پیروی میں کیا ہے۔ اس لئے کہ وہ بھی دعویٰ مہدویت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کے دعویٰ اور مسیحیت کے دعویٰ پر کمر بستہ ہو گیا تھا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد کہتا ہے:

''افسوس آتا ہے اگر عیسیٰ اب آجاویں تو یہ لوگ تو اس قوم کو پہچان بھی نہ سکیں، ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور آپ محبت نہیں رکھتے ہوں گے کیونکہ آپ کو ان کی خبر نہیں۔ ہم نے تو ان کو بارہا دیکھا ہے۔'' (خزائن ملفوظات مرزا غلام احمد جلد ۱۰ ص ۲۲۴)

سوال: مسیح علیہ السلام کو آپ (مرزا غلام احمد) نے کس طور سے دیکھا ہے؟ آیا جسمانی رنگ میں دیکھا ہے؟

جواب: (مرزا غلام احمد نے) فرمایا: کہ ہاں جسمانی رنگ میں اور عین حالت بیداری میں دیکھا ہے۔

سوال: ہم نے بھی مسیح کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں مگر وہ روحانی رنگ میں ہے۔ کیا آپ نے بھی اسی طرح دیکھا ہے؟

جواب: نہیں ہم نے ان کو جسمانی رنگ میں دیکھا ہے اور بیداری میں دیکھا ہے۔

(خزائن، ملفوظات مرزا غلام احمد جلد ۱۰ ص ۲۲۴)

اس کے بعد مرزا غلام احمد خود اپنے آپ کو مسیح قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث صحیحہ میں خبر دی ہے جو صحیح بخاری اور مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں۔ وکفی باللہ

شھیدا۔" (حقیقی اسلام ص ۲۹۔۳۰)

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

"میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔"
(نزول المسیح ص ۴۸ خزائن جلد ۱۸ ص ۴۲۷)

"میں وہ مسیح ہوں جس کا ذکر اور وعدہ اجمالاً قرآن میں اور تفصیلاً آحادیث میں پایا جاتا ہے اور جو لوگ اسے نہیں مانتے، قرآن شریف کی رُو سے ان کا نام فاسق ہے اور آحادیث سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اس مسیح کو نہیں مانتا وہ گویا مجھے نہیں مانتا اور جو اس کی معصیت کرتا ہے گویا میری معصیت کرتا ہے۔" (خزائن جلد ۷ ص ۱۳۸)

"مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ ہے۔ جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔"
(کشتی نوح ص ۴۸، روحانی خزائن ص ۵۲ ج ۱۹)

اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا ہے ہم اس کو نشان بنادیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے۔"
(کشتی نوح ص ۴۸، روحانی خزائن جلد ۱۹ ص ۵۲)

"ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ اس تیرہ سو برس میں کبھی انسان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۸۳، روحانی خزائن جلد ۳ ص ۴۴۸۔۴۴۹)

''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔''

(اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' ص ۶، خزائن جلد ۱۸ ص ۲۱۰)

''میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۹۵، خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۵)

اسی کی تقلید کرتے ہوئے گوہر شاہی نے بھی دعویٰ مسیحیت کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے مریدوں اور اپنی اخبار ''سرفروش'' کے ذریعہ یہ مشہور کروادیا تھا کہ میری تصویر چاند اور حجر اسود میں نظر آئی ہے۔ یہ بات گوہر شاہی نے اس لئے مشہور کروائی تھی کہ اس نے پہلے یہ دعویٰ کیا تھا کہ مہدی کی شبیہ چاند اور حجر اسود میں نظر آئے گی۔

گوہر شاہی کے معتقدین نے ایک خوبصورت رنگین اور باتصویر اشتہار شائع کیا جس میں گوہر شاہی کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ ذیل میں اس کو درج کیا جارہا ہے:

''حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ کے حالیہ دورہ امریکہ کے دوران مورخہ ۲۹ رمئی ۱۹۹۷ء نیو میکسیکو کے شہر طاؤس (Taos) کے ایک مقامی ہوٹل (Eimonti Lodge) میں حضرت سیدنا گوہر شاہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ظاہری ملاقات فرمائی۔ یہ ملاقات آج ۲۸ رجولائی ۱۹۹۷ء تک ایک راز رہی۔ لیکن اب جب کہ مرشد پاک نے اس راز سے پردہ اٹھانا مناسب جانا تو کرم فرماتے ہوئے کچھ تفصیلات ارشاد فرمائیں ...... آپ فرماتے ہیں نیو میکسیکو کے ہوٹل میں پہلی رات قیام کے دوران رات کے آخری پہر میں میں نے ایک شخص کو اپنے کمرے میں موجود پایا، ہلکی روشنی تھی میں سمجھا ہمارا کوئی ساتھی ہے۔ پوچھا کیوں آئے ہو؟ جواب دیا: آپ سے ملاقات کے لئے، میں نے لائٹ آن کی تو

یہ کوئی اور چہرہ تھا (ایک خوبصورت نوجوان) جسے دیکھ کر میرے سارے لطائف ذکر الٰہی سے جوش میں آگئے اور مجھے ایک انجانی سی خوشی محسوس ہوئی، جیسی فرحت میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلوں میں کئی بار محسوس کی تھی۔ لگتا تھا انہیں ہر زبان پر عبور حاصل ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں عیسیٰ بن مریم ہوں، ابھی امریکہ میں ہی رہ رہا ہوں۔ پوچھا رہائش کہاں ہے؟ جواب دیا کہ نہ پہلے میرا کوئی ٹھکانہ تھا نہ اب کوئی ٹھکانہ ہے۔ پھر مزید جو کچھ گفتگو ہوئی وہ ہم (گوہر شاہی) ابھی بتانا مناسب نہیں سمجھتے۔ حضرت گوہر شاہی فرماتے ہیں کہ پھر کچھ دنوں کے بعد جب ایری زونا ٹوسن میں ایک روحانی سینٹر Tucson.3335East G Rd.Az rat پر گیا، وہاں کتابوں کے اسٹال پر میزبان خاتون مس میری (Miss.Marry) کے ہاتھ میں اسی نوجوان (حضرت عیسٰی علیہ السلام) کی تصویر دیکھی۔ میں پہچان گیا اور اس خاتون سے پوچھا یہ تصویر کس کی ہے؟ کہنے لگی عیسیٰ بن مریم کی ہے۔ پوچھا کیسے ملی؟ تو بتایا کہ اس کی جان پہچان کے کچھ لوگ کسی مقدس روحانی مقام پر عبادت وزیارت کے لئے گئے تھے اور اس مقام کی تصاویر کھینچ کر جب پرنٹ کروائی گئیں تو کچھ تصاویر میں یہ چہرہ بھی آگیا جب کہ وہاں نہ کسی نے دیکھا اور نہ ہی تصویر اتاری۔ وہ تصویر اس خاتون سے حاصل کرنے کے بعد چاند پر موجود ایک شبیہ (گوہر شاہی کی شبیہ) سے اس تصویر کو جب ملا کر دیکھا تو ہو بہو وہی تصویر نظر آئی۔ اب یہاں لندن آکر گارڈین اخبار والوں کو اشتہار کے لئے جب یہ تصویر دی تو انہوں نے بھی اپنے کمپیوٹر کے ذریعے چاند والی تصویر سے ملا کر اس تصویر کی تصدیق کی۔ اب ان حوالوں کی روشنی میں اس راز سے پردہ اٹھانا مناسب سمجھتے ہیں کہ واقعی یہ تصویر حضرت عیسیٰ علیہ السلام (گوہر شاہی) کی ہی ہے جو اللہ کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔" (اشتہار شائع کردہ سرفروش پبلشر)

اسی سلسلہ میں روزنامہ پاکستان کو دیئے گئے اپنے ایک انٹرویو میں گوہر شاہی نے اپنی شبیہ چاند میں نظر آنے کا اور خود عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا، چنانچہ ریاض احمد

گوہر شاہی اپنے انٹرویو میں کہتا ہے:

(حکومت پاکستان چاند میں میری تصویر آنے سے) باخبر ہے لیکن ابھی ردعمل نہیں کرسکتی جب تک امریکہ وغیرہ سے تصدیق نہ آجائے، امریکہ میں جو سنا گیا ہے اور جو لوگ دیکھ رہے ہیں، وہ یہی کہتے ہیں کہ (چاند میں نظر والے) عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر کوئی اور ہوسکتا ہی نہیں۔ گورنمنٹ کی ریسرچ لیبارٹریاں ہیں...... ان کو بتاؤ فلاں بندہ ہے جا کر دیکھو پھر کام ذرا جلدی ہوجائے گا ورنہ ہوتا تو یہ ہے جس نے اوپر ظاہر کیا وہ دنیا میں ظاہر کرہی دے گا۔ (حکومت اگر تصدیق کرے گی تو) اس میں پاکستان کی شہرت کافی ہوجائے گی۔" (روزنامہ پاکستان ۲ ستمبر ۱۹۹۶ء اسلام آباد)

گوہر شاہی صراحتاً مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتا ہے

"خبردار! دنیا کے تمام مذاہب اب اللہ کے مذہب کے ساتھ بدل چکے ہیں جو کہ خداداد محبت ہے۔ اللہ کے مذہب میں کسی شخص کو یہ خداداد محبت (عشق) ضرور حاصل کرنی چاہیے اور یہ حاصل کرنے کے لئے ایک شخص کو تلاش کرنا چاہئے اور اس مسیح کی محفل میں حاضری دینی چاہئے۔ اس مسیح کے جو نسل انسانی کے لئے اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ وہ مسیح اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ عطا کرے گا اور اس کو طالب کے قلب پر کندہ (نقش) کرے گا۔"

(مینارہ نور انگلش ایڈیشن آخری صفحہ)

ریاض احمد گوہر شاہی کی تنظیم "انجمن سرفروشانِ اسلام" نے ریاض احمد گوہر شاہی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مصنوعی تصویر ایک اشتہار میں دی تھی، جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور گوہر شاہی دونوں کی تصویر چاند میں نظر آرہی ہے جو کہ ایک ہی شخصیت یعنی گوہر شاہی کے دو رُوپ ہیں۔ اور درج ذیل عبارت بھی اس میں لکھی ہوئی تھی۔

"ہندوستان سے لے کر بیت المقدس تک مسلمانوں کی نگاہیں کسی مردِ خدا کا انتظار کررہی ہیں جو اپنے جذبہ ایمانی سے پورے عالم اسلام میں روح حیات پھونک دے سکتی ہوئی صف اسلام کو ضرب حیدری میں تبدیل کردے اور بے شک ایسا

زور آور پاک باطن اوصاف وکمال کا حامل دور حاضر کا مسیحا ہی ہوگا اور وہ بھی صرف اور صرف سرفروش۔ جس کی صدا پر سارا عالم لبیک لبیک سے گونج اٹھے گا۔

نکل کر صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا
سنا ہے قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

(اقبالؒ)

گوہرشاہی نے پندرہ روزہ سرفروش میں یہ دعویٰ کیا:

"ہم نے خود دیکھا ہے عیسیٰ کو بھی مہدی کو بھی دجال کو بھی۔ اللہ کی قسم وہ تینوں موجود ہیں یعنی عیسیٰ مہدی اور دجال۔"

(پندرہ روزہ سرفروش یکم تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

گوہرشاہی کا مرید "محمد یونس الگوہر" گوہرشاہی کے متعلق لکھتا ہے:

"چاند، سورج، حجر اسود، شومندر اور کئی دوسرے مقامات پر بھی تصویر گوہرشاہی نمایاں ہونے کے بعد اکثر مسلم اور غیر مسلم کا خیال اور یقین ہے کہ یہی شخص مہدی، کالکی اوتار اور مسیحا ہے جس کا مختلف مذہبی کتابوں میں ذکر آیا ہے۔"

(دین الٰہی ص ۱۶ مصنف گوہرشاہی)

گوہرشاہی کا دوسرا مرید "مظہر فیروز" لکھتا ہے:

"۱۹۹۴ میں مانچسٹر (انگلینڈ) میں کچھ لوگوں نے چاند پر گوہرشاہی کی تصویر کی نشاندہی کی پھر پاکستان اور دوسرے ممالک سے بھی شہادتیں موصول ہوئیں، کیمرے کے ذریعہ چاند کی تصویریں اتاری گئیں پھر بیرون ملک اور ناسا سے چاند کی تصویریں منگوائی گئیں، شروع شروع میں تصویریں مدہم تھیں لیکن گذشتہ دو سال سے اتنی واضح ہوگئیں کہ دوربین یا کمپیوٹر کے بغیر بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ 1997ء میں ہمارے نمائندے ظفر حسین نے ناسا (NASA) والوں کو نشاندہی کرائی۔ انہوں نے کہا ہمیں پتہ ہے کہ چاند پر چہرہ ہے۔ یہ چہرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔"

(دین الٰہی ص ۱۷)

مزید لکھتا ھے:

”اب سورج پر بھی گوہر شاہی کی تصویر نمایاں ہو گئی ہے۔“ (دین الٰہی ص ۱۹)

گوہر شاہی خود کہتا ہے:

”یہ تصویریں حجر اسود، چاند سورج کے متعلق حقیقت میں باثبوت ہیں جو کہ کتاب دین الٰہی کے علاوہ انٹرنیٹ پر بھی موجود ہیں۔“ (دین الٰہی ص ۱۱۹)

عقیدہ نزول مسیح اسلام کی نظر میں:

ریاض احمد گوہر شاہی اور مرزا غلام احمد کا دعویٰ مسیحیت بھی سراسر گمراہیت پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے ان دونوں نے مہدویت کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ تو گوہر شاہی اور مرزا غلام احمد کے گمان کے مطابق مہدی بھی وہی ہیں اور مسیح بھی وہی ہیں۔ حالانکہ آحادیث کی تشریحات کے مطابق مہدی اور ذات ہیں اور حضرت مسیح اور ذات ہیں۔ پہلے حضرت مہدی کا ظہور ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان مدینہ میں پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ یہود نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کے لئے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو یہود کے ناپاک ہاتھوں سے محفوظ رکھا۔ اور آپ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ دجال کے ظہور کے وقت آپؑ فجر کی نماز کے وقت، دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی منارہ پر نازل ہوں گے اور آپؑ دو سبز چادریں پہنیں ہوئے ہوں گے اور دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔ آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غسل کیا تھا تو جب جامع مسجد دمشق پر آسمان سے نازل ہوں گے تو آپ کے بال چمک رہے ہوں گے معلوم ہوگا کہ گویا پانی ٹپک رہا ہے۔ مسلمان حضرت مہدی کے ہمراہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استقبال کریں گے اور سیڑھی لگا کر نیچے اتاریں گے۔ فجر کی نماز کا وقت ہو جائے گا۔ حضرت مہدی امامت کے لئے حضرت عیسیٰؑ کو آگے کریں گے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود امامت کروانے کی بجائے حضرت مہدی کو جماعت کروانے کے لئے کہیں گے اور فرمائیں گے کہ تمہارے بعض بعض پر امام ہیں۔ چنانچہ حضرت مہدی مسلمانوں کی جماعت کروائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہ اس لئے ہوگا تاکہ یہ معلوم

...ئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی شریعت پر عمل کروانے کے لئے نہیں آئے بلکہ خود شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ نماز پڑھنے کے ... مسلمان دجال کا گھیرا تنگ کردیں گے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کی قیادت کریں گے۔ ...ل جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو نمک کی مانند پگھلنا شروع ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ ...ل کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے۔ اور اس کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال زندہ رہیں گے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے آپؑ نے شادی نہیں کی تھی۔ ... لئے آپؑ شادی بھی کریں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی۔ آپؑ حج وعمرہ بھی کریں گے اور جب ...پ وفات پائیں گے تو مسلمان آپؑ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخینؓ کے پہلو میں دفن ...یں گے۔ جہاں اب بھی چوتھی قبر کی جگہ باقی ہے۔ ان تمام تفاصیل کے بارے میں احادیث اتنی ...ت سے وارد ہوئی کہ ان کو تواتر کا درجہ حاصل ہے اور ان کو جمع کیا جائے تو ایک اچھا خاصہ دفتر ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے نزول مسیحؑ کے بارے میں احادیث کو جمع کر کے ایک ضخیم کتاب مرتب کی ہے۔ جس کا نام انہوں نے "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" رکھا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قربِ قیامت آسمان سے نازل ...یک عجیب وغریب بات ہوگی؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ قربِ قیامت عجوبات کے اس زمانہ ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوگی کیونکہ اس زمانہ میں دجال ...وج، یاجوج ماجوج کا ظہور، ایٹمی ہتھیاروں کی تباہی، سورج کا مغرب سے نکلنا، پہاڑوں ...ئی کے گالوں کی طرح اُڑنا، دابۃ الارض کا خروج ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ...رت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول عجیب معلوم نہیں ہوگا۔

رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے میں اور آپؑ ... قربِ قیامت آسمان سے نازل ہونے میں کیا حکمتیں ہیں؟ اور اس میں کیا راز ہیں؟ تو اس کا ... جواب تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کے کام میں حکمتیں تلاش نہیں کی جاتیں بلکہ اس کے حکم پر سر جھکا کر ...نا چاہئے، اسی میں انسان کی خیر ہے۔ اس لئے کہ اس کا کوئی کام بغیر حکمت کے نہیں ہوتا۔ ... جواب یہ ہے کہ اگر کسی کو اس میں حکمتیں تلاش کرنے کا زیادہ ہی شوق ہو تو وہ مناظر ختم نبوت،

سرمایہ اہل سنت، استاذ المکرّم حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہٗ العالی کی تصنیف لطیف ”قادیانی شبہات کے جوابات“ ج دوم کا مطالعہ کرے۔ اس کتاب میں حضرت مدظلہٗ العالی نے ان تمام تفاصیل کو بیان کیا ہے۔ اور اس مسئلہ پر وارد ہونے والے تمام اشکالات کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں۔ اللھم زد فزد

عقیدہ نزول مسیح علیہ السلام کے متعلق احادیث

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں یہاں صرف چند احادیث کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت ابو حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپس میں مذاکرہ کررہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا باتیں کررہے ہو؟ حاضرین نے کہا۔ قیامت کی باتیں کررہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تم دس علامات نہ دیکھ لو قیامت نہیں آئے گی۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (دس علامات) بیان فرمائیں۔ دخان (دھواں) دجال دابہ (دابۃ الارض جو نہایت عجیب وغریب جانور ہوگا) آفتاب کا مغرب سے طلوع، عیسیٰ بن مریم کا نزول، یاجوج ماجوج اور زمین میں دھنس جانے کے تین واقعات، ایک مشرق میں ایک مغرب میں، اور ایک جزیرۂ عرب میں اور ان سب کے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف ہانک کرلے جائے گی۔“ (مسلم شریف، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور ان کے یعنی عیسیٰؑ کے درمیان کوئی نبی نہیں، اور وہ نازل ہوں گے جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قد وقامت میانہ اور رنگ سرخ وسفید ہوگا، ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ہوں گے۔ سر کے بال اگرچہ بھیگے نہ ہوں تب بھی ایسے ہوں گے گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اسلام کی خاطر کفار سے قتال کریں گے، پس صلیب توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ لینا بند کردیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے سوا تمام ادیان ومذاہب کو ختم کردے گا اور (انہی کے ہاتھوں) مسیح دجال کو ہلاک کرے گا، پس عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہ کر وفات

...گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔"

(ابوداؤد، ابن شیبہ، مسند احمد، صحیح ابن حبان، ابن جریر)

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...رشاد فرمایا کہ زمانہ آئندہ میں عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے (اس سے صاف ظاہر ہے کہ ...ت عیسیٰ علیہ السلام اس سے پیشتر زمین پر نہ تھے بلکہ زمین کے بالمقابل آسمان پر تھے) اور ...قریب مدفون ہوں گے، قیامت کے دن میں مسیح بن مریم کے ساتھ اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان ...ٹھوں گا۔"

(مشکوٰۃ شریف باب نزول عیسیٰؑ بن مریم)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ...نا ہے کہ میری اُمت میں ایک جماعت (قرب) قیامت تک حق کے لئے سر بلندی کے ...ھ سر پیکار رہے گی..... فرمایا پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو اس جماعت کا امیر ...ت مہدی) ان سے کہے گا کہ آیئے نماز پڑھایئے۔ آپ فرمائیں گے نہیں، اللہ نے اس ...عزاز بخشا ہے اس لئے تم (ہی) میں سے بعض بعض کے امام ہیں۔" (مسلم شریف، مسند احمد)

سعید بن المسیب "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی ...علیہ وسلم نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ وہ وقت ضرور آئے ...تم میں (اے اُمت محمدیہ) ابن مریم حاکم کی حیثیت سے نازل ہو کر صلیب کو توڑیں گے ...پرستی ختم کریں گے) خنزیر کو قتل کریں گے۔ جنگ کا خاتمہ کر دیں گے (کیونکہ دجال کے ...جہ کفار ختم کر دیئے جائیں گے، جو باقی بچیں گے مسلمان ہو جائیں گے، لہٰذا جہاد کی ...نہ ہوگی) اور مال و دولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا اور (لوگ ایسے ...ئیں گے کہ ان کے نزدیک) ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔"

...جر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم (نزول عیسیٰؑ کی دلیل قرآنِ کریم ...سے) یہ آیت پڑھ لو۔

...مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ ...عَلَيْهِمْ شَهِيْداً.

یعنی (اس زمانہ کے) تمام اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق ان کی موت سے پہلے کر دیں گے (کہ بے شک آپ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور آپ نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں) اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اُن اہل کتاب کے خلاف گواہی دیں گے (جنہوں نے ان کو خدا کا بیٹا کہا یعنی نصاریٰ اور جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی یعنی یہود) اور مسلم شریف کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ (عیسیٰ علیہ السلام) کے زمانہ میں لوگوں میں باہمی عداوت اور کینہ وحسد ختم ہو جائے گا۔" (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد)

(۶) "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی اُمت ہر گز ہلاک نہیں ہوگی۔ جس کے اوّل میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام اور درمیان میں مہدی۔" (نسائی، ابونعیم، الحاکم، ابن عساکر، کنز العمال، السراج المنیر)

(۷) "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دجال کو قتل کرنے کی قدرت سوائے عیسیٰ بن مریم کے کسی کو نہیں دی گئی۔"

(الجامع الصغیر، بحوالہ ابوداؤد (طیالسی، والسراج المنیر)

(۸) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا۔ جس کا اکثر حدیثِ دجال پر مشتمل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے خبردار کیا، اسی سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم کو پیدا کیا، دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی اُمت کو دجال سے ڈرایا ہے، اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین اُمت، (اس لئے) وہ لامحالہ تمہارے ہی اندر نکلے گا، اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے مقابلہ کرنے والا میں ہوں، اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرے گا، اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا محافظ ونگہبان ہوگا، وہ شام وعراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا، پس دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا، اے اللہ تعالیٰ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا، میں تمہارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کئے دیتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں

یعنی (اس زمانہ کے) تمام اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق ان کی موت سے پہلے کردیں گے (کہ بے شک آپ زندہ ہیں مرے نہ تھے اور آپ نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں) اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اُن اہل کتاب کے خلاف گواہی دیں گے (جنہوں نے ان کو خدا کا بیٹا کہا تھا یعنی نصاریٰ اور جنہوں نے ان کی تکذیب کی تھی یعنی یہود) اور مسلم شریف کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ (عیسیٰ علیہ السلام) کے زمانہ میں لوگوں میں باہمی عداوت اور کینہ وحسد ختم ہوجائے گا۔" (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، مسند احمد)

(۶) "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و[سلم] نے فرمایا کہ ایسی اُمت ہرگز ہلاک نہیں ہوگی۔ جس کے اوّل میں میں ہوں اور آخر میں عیسیٰ عل[یہ] السلام اور درمیان میں مہدی۔" (نسائی، ابونعیم، الحاکم، ابن عساکر، کنز العمال، السراج المنیر)

(۷) "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ارشاد فرمایا کہ دجال کو قتل کرنے کی قدرت سوائے عیسیٰ بن مریم کے کسی کو نہیں دی گئی۔"

(الجامع الصغیر، بحوالہ ابوداؤد (طیالسی، والسراج المنیر

(۸) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہمارے سامنے خطبہ دیا۔ جس کا اکثر حدیثِ دجال پر مشتمل تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں [ا]س سے خبردار کیا، اسی سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے ذریت آدم[کو] پیدا کیا، دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فر[مایا] اس نے اپنی اُمت کو دجال سے ڈرایا ہے، اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین اُمت، (اس لئے وہ لامحالہ تمہارے ہی اندر نکلے گا، اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس [کا] مقابلہ کرنے والا میں ہوں، اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرے گا، اور اللہ تعالیٰ [ہر] مسلمان کا محافظ ونگہبان ہوگا، وہ شام وعراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا، پس وہ دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا، اے اللہ تعالیٰ کے بندو! تم اس وقت ثابت قدم رہنا۔ میں تمہارے سامنے اس کی وہ علامات بیان کئے دیتا ہوں، جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے بیان نہیں کیں۔

...سب سے پہلے تو یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر وہ یہ دعویٰ ...رے گا کہ میں تمہارا رب ہوں (مگر اسے دیکھنے والے کو پہلی ہی نظر میں ایسی تین چیزیں نظر ...ئیں گی جن سے اس کے دعویٰ کی تکذیب کی جاسکتی ہے۔ایک تو یہ کہ وہ آنکھوں سے نظر آرہا ...گا) حالانکہ تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے (ولایت کے لئے دیدارِ الٰہی کی شرط ...نے والے ان الفاظ پر غور کریں) تو اس کا نظر آنا ہی اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ رب نہیں اور ...سری علامت یہ کہ) وہ کانا ہوگا، حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں، (تیسری علامت یہ کہ) اس کی ...آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا جو ہر مومن پڑھ لے گا، خواہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

اس کے فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کے ساتھ ایک جنت اور ایک آگ ہوگی۔ ...حقیقت میں اس کی آگ جنت ہوگی اور جنت آگ ہوگی (یا تو دجال کے سحر اور نظر بندی کی وجہ ...سے وہ لوگوں کو برعکس دکھائی دے گی کہ باہر سے دیکھنے والا آگ کو جنت اور جنت کو آگ سمجھے گا، ...تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس کی جنت کو باطنی طور پر آگ بنادے گا اور آگ کو باطنی طور پر ...جنت بنادے گا۔) پس جو شخص اس کی آگ میں مبتلا ہو اس کو چاہیے کہ اللہ سے فریاد کرے اور سورہ ...ف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ایسا کرنے سے وہ آگ اس کے لئے اسی طرح ٹھنڈی اور بے ضرر ...ے گی جس طرح ابراہیم (علیہ السلام) پر ہوگئی تھی۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ کسی دیہاتی سے کہے گا کہ "اگر تیرے (مردہ) ماں باپ کو میں ...دوں تو کیا تو شہادت دے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ دیہاتی کہے گا ہاں (میں شہادت دوں ...پس دیہاتی کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت بنا کر آئیں گے اور کہیں گے کہ ...اس کی پیروی کر یہ تیرا رب ہے۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اسے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنین کی آزمائش کے لئے) ...مومن) شخص پر قدرت دی جائے گی۔پس وہ اس شخص کو قتل کردے گا اور آرے سے چیر کر اس ...دونوں ٹکڑے الگ الگ ڈال دے گا، پھر (لوگوں سے) کہے گا دیکھو میرے اس بندے کی ...میں اسے ابھی زندہ کروں گا اور یہ پھر کہے گا کہ اس کا رب میرے سوا کوئی اور ہے، چنانچہ اللہ ...اس شخص کو زندہ فرمائیں گے اور خبیث (دجال) اس سے کہے گا بتا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا

میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن ہے، تو دجال ہے خدا کی قسم (تیرے دجال ہونے کا) جتنا مجھے آج ہے اتنا کبھی نہیں تھا۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ بادلوں کو بارش کا حکم دے گا تو وہ بارش برسائیں گے اور ... کو اُگانے کا حکم دے گا تو وہ اُگائے گی۔

اس کا ایک فتنہ یہ ہوگا کہ اس کا گذر ایک بستی پر ہوگا، بستی کے لوگ اس کی تکذیب کریں گے تو ان کے سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے اور ایک فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک بستی سے گذرے گا وہ لوگ اس کی تصدیق کریں گے تو وہ بادلوں کو بارش کا حکم دے گا، بادل بارش برسائیں گے اور ... کو اُگانے کا حکم دے گا تو وہ اُگائے گی، حتیٰ کہ اسی روز شام کو جب ان کے مویشی چرنے ... واپس آئیں گے تو وہ خوب موٹے اور فربہ ہوں گے، ان کی کوکھیں بھری ہوں گی اور تھن دودھ سے لبریز ہوں گے۔

مکہ اور مدینہ کے علاوہ زمین کا کوئی علاقہ ایسا باقی نہ رہے گا جو اس کے پاؤں تلے نہ ... اور جس پر اس کا ظہور نہ ہوا ہو، البتہ جس درّہ سے بھی وہ مکہ یا مدینہ آنا چاہے گا فرشتے ننگی تلوار لئے اس کے سامنے آجائیں گے، اور وہ آگے بڑھنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ چنانچہ وہ کھاری زمین کے کنارے سرخ ٹیلے کے پاس پڑاؤ ڈال دے گا۔

اب مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے، جن کے باعث ہر منافق مرد وعورت مدینہ طیبہ سے نکل کر دجال سے جا ملے گا۔ ان زلزلوں کے ذریعہ مدینہ طیبہ گندگی (منافقوں) کو ... سے اسی طرح دور کر دے گا۔ جس طرح لوہار کی دھونکنی (جس سے آگ کو ہوا دی جاتی ہے) لوہے کا زنگ دور کر دیتی ہے (اسی لئے) اس دن کو "یوم نجات" کہا جائے گا۔

(یہ حالات سن کر) اُم شریک بنت ابی العکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کیا یارسول اللہ عرب اس زمانہ میں کہاں ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب اس زمانہ میں تھوڑے ہوں گے اور ان میں سے اکثر بیت المقدس میں ہوں گے، ان کا امام ایک مرد صالح (مراد حضرت مہدی) (اور ایک یہ واقعہ ہوگا کہ) ان کا امام صبح کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھا ہی ہوگا کہ ان میں عیسیٰ بن مریم نازل ہو جائیں گے، چنانچہ امام پیچھے ہٹے گا تا کہ نماز پڑھانے ...

عیسیٰ (علیہ السلام) کو آگے کرے، مگر عیسیٰ علیہ السلام اس کے کاندھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمائیں آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ نماز کی اقامت تمہارے ہی لئے ہوئی ہے۔ لہٰذا (اس وقت) مسلمانوں کو ان کا امام ہی نماز پڑھائے گا۔

جب امام نماز پڑھا کر فارغ ہوگا تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے "دروازہ کھولو" دروازہ کھول دیا جائے گا، اس کے پیچھے دجال ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے جن میں سے ہر ایک کے پاس زیور سے آراستہ تلوار اور ساج (قیمتی دبیز کپڑے) کا لباس ہوگا، جب دجال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح گھلنے لگے گا جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے، اور بھاگ کھڑا ہوگا، عیسیٰ علیہ السلام اس سے فرمائیں گے کہ میری ایک ایسی ضرب تیرے لئے مقدر ہو چکی ہے جس سے تو بچ نہیں سکتا، چنانچہ وہ اسے مقام "لُدّ" (جہاں آج کل اسرائیل کا ائربیس ہے) کے مشرقی دروازے پر جا لیں گے اور قتل کر ڈالیں گے، پس اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے گا اور اللہ کی مخلوق میں سے جس چیز کے پیچھے بھی کوئی یہودی چھپنا چاہے گا خواہ پتھر ہو یا درخت، دیوار ہو یا جانور ہو اللہ تعالیٰ اُسے گویائی عطا فرمادے گا اور وہ پکارے گی کہ اے مسلمان بندۂ خدا یہ یہودی ہے آ کر اسے قتل کر ڈال۔ (اور اسی حدیث میں چند سطور کے بعد ہے کہ) عیسیٰ (سرکاری طور پر) زکوٰۃ لینا چھوڑ دیں گے، پس نہ بکری کی زکوٰۃ وصول کی جائے گی نہ اونٹ کی (کیونکہ سب مالدار ہوں گے، زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ رہے گا) بغض وعداوت ختم ہو جائے گی اور ہر زہریلے جانور کا زہر نکال دیا جائے گا، حتیٰ کہ چھوٹا بچہ اپنا ہاتھ سانپ کے منہ میں دیدے گا تو سانپ گزند نہ پہنچائے گا اور چھوٹی بچی شیر کا منہ اپنے ہاتھ سے کھولے گی تو وہ نقصان نہ پہنچائے گا اور بکریوں کے ریوڑ میں بھیڑیا اس طرح رہے گا جیسے ان کی حفاظت کرنے والا کتا، زمین امن وامان سے بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے کلمہ (سب کا) ایک ہوگا، پس اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے گی۔ الخ

(ابن ماجہ، ابوداؤد وابن خزیمہ والحاکم)

یاجوج ماجوج کا خروج بھی چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ اس لئے ان کی حقیقت اور خروج کے بارے میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے کہ میں تیری خدمت میں حاضر ہوں، ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ آگ والی جماعت کو نکالو۔ کہیں گے کہ آگ والی جماعت میں کتنے لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) یہی وہ وقت ہے جب بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا۔ یوں معلوم ہوگا جیسے لوگ نشے میں ہیں۔ حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے مگر اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ (صحابہ کرامؓ نے) دریافت کیا۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ! ہم میں سے کون ہوگا جو باقی بچنے والا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خوشیاں مناؤ، وہ ایک تم میں سے ہوگا اور ایک ہزار یاجوج ماجوج میں سے ہوں گے۔" (بخاری شریف کتاب الانبیاء)

حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔

(۱) **حام:** جو حبشیوں کے جد امجد ہیں۔

(۲) **سام:** جو عربوں، فارسیوں اور رمیوں کے جدِ امجد ہیں۔

(۳) **یافث:** جو ترکوں کے جد امجد ہیں۔ یاجوج ماجوج ترکوں یعنی چینیوں، روسیوں، جاپانیوں اور منگولیوں اور ان کی نسل کے دوسرے لوگوں کے چچا کے بیٹے ہیں۔ یاجوج ماجوج کے اوصاف وہی ہیں جو ترکوں مغلوں کے ہیں یعنی چوڑے چہرے، چھوٹی آنکھیں، رنگ سُرخ، چپٹے ناک، کالے سفیدی یا خاکستری مائل بال، ان کے چہرے ایسے ہیں جیسے کوٹی ہوئی گول ڈھالیں۔ ان اوصاف کو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے جس کو مسند احمد میں روایت کیا گیا ہے۔ رہی یہ بات کہ وہ اس وقت کہاں ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تفسیر طبری، قرطبی، اور روح المعانی وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ترکی کے آخری سرے پر آرمیدیا اور آذربائیجان کے قریب پہاڑ ہیں جو کہ ترکی اور روس کی حدود پر کوہ قاف کے پاس واقع ہیں، ان میں اس دیوار کے پیچھے یاجوج ماجوج بند ہیں جو کہ حضرت ذوالقرنین نے ان کو روکنے کے لئے پرانے زمانہ میں بنائی تھی اس دیوار کے بنانے کی وجہ یہ ہے کہ یاجوج ماجوج فساد مچاتے تھے اور شرارتیں کرتے تھے، تو ذوالقرنین نے دیوار بنا دی جو کہ بڑی پکی، مضبوط، موٹی، اور اونچی ہے۔ اسے لوہے کے ٹکڑوں اور پگھلے ہوئے تانبے سے بنایا گیا۔ یاجوج ماجوج اس کی موٹائی کی وجہ سے نہ تو اس میں سوراخ کر سکتے

...ورنہ اس کی بلندی اور چکناہٹ کی وجہ سے اس پر چڑھ سکتے ہیں۔ اس دیوار کے بنانے کے واقعہ ...قرآن شریف میں ''سورۃ الکھف آیت ۹۲۔۹۵ میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کوئی ...نہ تو ان تک پہنچ سکتا ہے اور ان کو نکال سکتا ہے۔ کیونکہ ان کا وقت خروج کے لئے امر مقدر ہے ...نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا وقت ہے۔ جس وقت ان کا خروج ہوگا تو اس دیوار کو گرادیا ...ئے گا۔ اور وہ انسانوں کی طرف نکل کھڑے ہوں گے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا.

''پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اس کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دے گا
اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے۔'' (سورۃ الکھف آیت ۹۸)

اب ان کے خروج کے بارے میں چند احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

...) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ...دجال کے گدھے (جس پر وہ بیٹھا ہوگا) کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ...س حدیث کے آخر میں ارشاد ہے) اور عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر اس (دجال) کو قتل کریں ...س کے بعد لوگ چالیس سال تک (زندگی سے) اس طرح لطف اندوز ہوں گے کہ نہ کوئی ...ے گا، نہ کوئی بیمار ہوگا (جانور بھی کسی کو نہ مالی نقصان پہنچائیں گے نہ جانی حتیٰ کہ) آدمی اپنی ...وں سے اور جانوروں سے کہے گا ''جاؤ گھاس وغیرہ چرو (چرنے کے لئے ان کو بغیر چرواہے ...بھیج دے گا) اور وہ بکری دو کھیتوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے کھیت کا ایک خوشہ بھی نہ ...ئے گی (بلکہ صرف گھاس اور وہ چیزیں کھائے گی جو جانوروں ہی کے لئے ہیں تاکہ زراعت کا ...نہ ہو) اور سانپ اور بچھو کسی کو گزند نہ پہنچائیں گے اور درندے گھروں کے دروازوں پر ...کسی کو ایذا نہ دیں گے اور آدمی زمین میں ہل چلائے بغیر ہی ایک مُدّ (۱۳ چھٹانک ۳ ماشہ اور ...) گندم بوئے گا تو اس سے سات سو مُدّ (گندم) پیدا ہوگا۔

پس لوگ اسی (خوشحالی) میں (زندگی) بسر کر رہے ہوں گے کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ...حضرت ذوالقرنین نے تعمیر کی تھی) توڑ دی جائے گی۔ اب وہ موج در موج (نکل کر) زمین ...کریں گے پس اللہ تعالیٰ زمین سے ایک جانور مسلط کرے گا جو ان کے کانوں میں گھس

جائے گا (اور حلق میں ایک پھوڑا نکال دے گا) اس سے وہ سب کے سب مرجائیں گے اور زمین ان (کی لاشوں) سے متعفن ہو جائے گی، پس لوگ ان کے تعفن سے پریشان ہو کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ ایک غبار آلود یمنی ہوا بھیجے گا اور تین دن بعد (اس کے ذریعہ) ان کی تکلیف اس طرح دور کرے گا کہ یاجوج ماجوج کی لاشیں سمندر میں پھینکی جا چکی ہوں گی اور (اس کے بعد) لوگوں پر تھوڑی ہی مدت گزرے گی کہ آفتاب مغرب سے نکل آئے گا۔"

(مستدرک حاکم۔ الحاوی ص ۸۹ ج دوم)

(۱۱) حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا اور اس کے (فتنہ) کے نشیب و فراز بتائے اس بیان سے (بوجہ خوف کے) ہمیں یوں لگا جیسے دجال قریبی نخلستان میں موجود ہے ہم اس وقت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے۔ چلے گئے جب شام کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے (خوف کی) اس کیفیت کو بھانپ لیا جو ہم پر طاری تھی اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا یارسول اللہ! آپ نے صبح دجال کا ذکر فرمایا اور اس کے (فتنہ کے) نشیب و فراز بتائے حتیٰ کہ ہمیں ایسا معلوم ہونے لگا جیسے دجال قریبی نخلستان میں موجود ہو، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے (اُمت محمدیہ کے) بارے میں مجھے دجال سے زیادہ دوسری چیز کا خوف ہے (کیونکہ) اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو تمہاری طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں موجود ہوں (لہٰذا تمہیں فکر کی ضرورت نہیں) اور اگر وہ اس زمانہ میں نکلا جب میں تمہارے درمیان نہ ہوں گا (میری وفات کے بعد نکلا) تو ہر مردِ (مسلم) اپنا دفاع خود کرے گا، میرے بعد اللہ (تو) ہر مسلمان کا حامی و ناصر ہے ہی۔

(دجال کی علامات اور حالات پھر سن لو) وہ جوان ہوگا، بال سخت پیچیدہ ہوں گے۔ اس کی آنکھ بے نور ہوگی، میرے خیال میں وہ عبدالعزیٰ بن قطن (یہ قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص ہے جو زمانہ جاہلیت میں مرگیا تھا) کے مشابہ ہوگا، تم میں سے جو دجال کو پائے وہ اس پر سورہ کہف کی ابتدائی (دس) آیات پڑھ دے...... وہ شام و عراق کے درمیان ایک راستہ پر نمودار ہوگا اور دائیں بائیں (ہر طرف) فساد پھیلائے گا...... اے اللہ کے بندو تم اس وقت ثابت قدم رہنا...... ہم نے کہا یارسول اللہ وہ دنیا میں کتنا عرصہ رہے گا؟ آپؐ نے فرمایا۔ چالیس روز، (جن میں سے) ایک دن

...سال کے برابر اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی ایام عام ...ں کے برابر ہوں گے...... ہم نے کہا یا رسول اللہ جو دن ایک سال کے برابر ہوگا اس میں ہمارے ...ے کیا ایک ہی دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں (بلکہ) تم ہر وقت نماز کے لئے اس کی ...ر کا اندازہ کرلیا کرنا۔ (جب طلوع فجر کے بعد اتنا وقت گذر جائے جتنا عام دنوں میں ظہر تک ...ہے تو ظہر کی نماز پڑھ لو اور پھر جب اتنا وقت گذر جائے جتنا ظہر اور عصر کے درمیان ہوتا ہے تو ...پڑھ لو اور جب اتنا وقت گذر جائے جتنا عصر و مغرب کے درمیان ہوتا ہے تو مغرب پڑھ لو۔ اسی ...جب مغرب اور عشاء کے درمیان اتنا وقت گذر جائے جتنا عام دنوں میں ہوتا ہے تو عشاء پڑھ ...ہم نے کہا یا رسول اللہ زمین پر اس کی رفتار کتنی تیز ہوگی؟ فرمایا۔ بارش (کے اس بادل) کی طرح ...جسے پیچھے سے ہوا ہانک رہی ہو...... پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا ...سے اپنا خدا تسلیم کرلیں) وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی بات مان لیں گے۔ ...بادلوں کو حکم دے گا تو بادل بارش برسائیں گے، زمین کو حکم دے گا تو وہ (نباتات) اُگائے گی، ...ان کے مویشی (اونٹ وغیرہ جو صبح چرنے گئے تھے) شام کو اس حالت میں لوٹیں گے کہ ان ...بن خوب اونچے، تھن لبریز اور کوکھیں بھری ہوئی ہوں گی۔

پھر ایک قوم کے پاس آکر ان کو (اپنے باطل کو دعوے کی طرف) بلائے گا، وہ اسے رد ...یں گے تو دجال وہاں سے چلا جائے گا مگر یہ لوگ صبح کو اس حالت میں اٹھیں گے کہ ان میں قحط ...چکا ہوگا، ان کے اموال میں سے ان کے پاس کچھ نہ بچے گا...... اور دجال ایک ویران زمین ...رے گا تو اس سے کہے گا اپنے خزانے اُگل دے، تو زمین کے خزانے (نکل کر) اس کے ...س طرح چلیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے پیچھے چلتی ہیں۔ پھر وہ ایک پُر شباب ...کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر دو ٹکڑے کرے گا اور دونوں ٹکڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوجائے گا ...مارنے والے اور اس کے نشانہ کے درمیان ہوتا ہے۔ پھر وہ اس نوجوان کو آواز دے گا پس ...(زندہ ہوکر) ہنستا ہوا پُر رونق چہرے کے ساتھ اس کی طرف بڑھے گا۔

ابھی یہ اسی (قسم کے) حال میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم (علیہ السلام) کو بھیج دے ...کی تفصیل یہ ہے کہ) وہ دمشق کے مشرقی جانب سفید منارے کے پاس نزول فرمائیں گے،

اس وقت وہ ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑوں میں (ملبوس) ہوں گے اور اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے ہوں گے، جب سر جھکائیں گے تو اس سے (پانی کے) قطرات ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے ایسے قطرے گریں گے جو چاندی کے دانوں کی طرح (چمکدار) اور موتیوں کی طرح (سفید) ہوں گے۔ آپ کے سانس کی ہوا جس کافر کو لگے گی اسی وقت مر جائے گا اور جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہیں تک آپ کا سانس پہنچے گا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام دجال کو (اس کے بھاگنے کے بعد) تلاش کریں گے، حتیٰ کہ اسے (مقام) لُد کے دروازے پر جالیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال (کے دھوکہ وفریب) سے محفوظ رکھا ہوگا، تو آپ ان کے چہروں سے (غبار سفر یا آثار رنج ومصیبت کو) پونچھ دیں گے، اور جنت میں ان کے درجات (عالیہ) کی خوشخبری سنائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح کے حالات میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل میں بات ڈالے گا کہ اب میں نے اپنے ایسے بندوں (یاجوج ماجوج) کو نکالا ہے جن سے لڑنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے، لہٰذا آپ میرے خاص بندوں (مومنین) کو کوہ طور پر جمع کر لیجئے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا ہی کریں گے) اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو (اتنی بڑی تعداد میں) بھیجے گا کہ وہ ہر بلندی سے (اُتریں گے اور تیز رفتاری کے باعث) پھسلتے ہوئے (معلوم) ہوں گے...... جب ان کا پہلا حصہ بحیرہ طبریہ (اردن کا مشہور دریا) سے گذرے گا تو اس کا سارا پانی پی کر ختم کر دے گا، اور جب ان کا آخری حصہ وہاں سے گذرے گا تو کہے گا یہاں کبھی پانی تھا۔

اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (کوہ طور میں) محصور ہو جائیں گے، (اور اشیاء خوردونوش کی قلت کے باعث) یہ نوبت آجائے گی کہ ایک بیل کے سر کو سو دینار سے بہتر سمجھا جائے گا، اب اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے اوپر (وبا کی صورت) میں ایک کیڑا مسلط کر دے گا جو ان کی گردنوں میں پیدا ہوگا، اس سے سب کے جسم پھٹ جائیں گے اور سب کے سب دفعۃً ہلاک ہو جائیں گے۔

پھر اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (کوہ طور سے) زمین پر اُتریں گے تو

نہیں زمین پر بالشت بھر جگہ بھی ایسی نہ ملے گی جسے یاجوج وماجوج (کی لاشوں) کی چکنائی اور تعفن نے بھر نہ دیا ہو، اب اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اوران کے ساتھی (پھر) اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں گے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ایسے (بڑے بڑے) پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں بختی اونٹ کی گردنوں کی طرح ہوں گی، یہ پرندے ان کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے۔

پھر اللہ ایسی بارش برسائے گا جس سے نہ کوئی مٹی کا گھر بچے گا نہ چمڑے کا کوئی خیمہ (یہ بارش مکانات والی بستیوں میں بھی ہوگی اوران جنگلوں میں بھی جہاں خانہ بدوش خیموں میں رہتے ہیں) یہ بارش زمین کو دھو کر آئینہ کی طرح صاف کردے گی۔

پھر زمین سے (اللہ تعالیٰ کا) خطاب ہوگا کہ اپنی پیداوار اُگا اور اپنی برکت از سر نو ظاہر کردے، چنانچہ اس زمانہ میں ایک انار (اتنا بڑا ہوگا کہ اسے) آدمیوں کی ایک جماعت کھا سکے گی اور اس کے چھلکے کے نیچے لوگ سایہ حاصل کریں گے، اور دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کی بہت بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگی، اور دودھ دینے والی گائے پورے قبیلے کے لیے ہوگی اور دودھ دینے والی بکری پوری برادری کو کافی ہوگی۔

لوگ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک خوشگوار ہوا بھیج دے گا جو ان کے بغلوں کے زیریں حصہ میں اثر انداز ہو کر مومن اور ہر مسلمان کی روح قبض کرلے (نے کا سبب بنے) گی، اور (دنیا میں صرف) بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح (کھلم کھلا) زنا کریں گے، چنانچہ قیامت انہی بدترین انسانوں پر آئے گی۔"

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، حاکم، کنز العمال وابن عساکر)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے (حضرت عیسیٰ) ابن مریم فج الروحاء (مدینہ طیبہ اور بدر کے درمیان ایک مقام جو مدینہ طیبہ سے چھ میل پر ہے) پر حج کا یا عمرے یا دونوں کا تلبیہ ضرور پڑھیں گے۔

اور مسند احمد کی روایت میں یہ تفصیل بھی ہے کہ: عیسیٰ ابن مریم نازل ہو کر خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹائیں گے، (امام مہدی کے پیچھے ایک نماز پڑھنے کے بعد بقیہ) نمازوں کی امامت

کریں گے اور لوگوں کو اتنا مال دیں گے کہ لیا نہ جائے گا، خراج لینا بند کر دیں گے (کیونکہ اس وقت دنیا میں کوئی کافر نہ ہوگا) اور روحاء کے مقام پر (بھی) قیام کریں گے اور یہیں سے حج یا عمرہ دونوں کام کریں گے...... یہ حدیث سنا کر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا.

حضرت حنظلہ (جنہوں نے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سن کر روایت کی ہے) کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے (اس آیت کی تفسیر میں) فرمایا تھا کہ "تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان کی تصدیق کر دیں گے" اب مجھے نہیں معلوم کہ یہ سب (تفسیر بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ ہے یا ابو ہریرہؓ نے (اپنے اجتہاد سے) کہی ہے۔

یہ حدیث حاکم نے بھی روایت کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے اور اس میں مزید تفصیل یہ ہے کہ ابن مریم علیہ السلام حاکم عادل اور امام منصف کی حیثیت سے نازل ہوں گے اور حج یا عمرے کو جاتے ہوئے مقام فج سے گزریں گے اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی قبر پر بھی ضرور آئیں گے حتیٰ کہ مجھے سلام کریں گے اور میں ان کو جواب دوں گا (یہ حدیث سنا کر) ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجو! (عربی محاورے میں چھوٹے کو بطور شفقت کے بھتیجا کہہ دیتے ہیں، اگرچہ اس سے کوئی رشتہ داری نہ ہو) اگر تم ان کو دیکھو تو ان سے کہنا کہ ابو ہریرہؓ نے آپ کو سلام کہا ہے۔

(۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے عیسیٰ علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے (حدیث کے آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ) پھر اگر میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر وہ "یا محمد" کہیں گے تو میں ضرور جواب دوں گا۔" (مجمع الزوائد، تفسیر روح المعانی سورۃ احزاب)

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کے پیروکاروں کو مندرجہ بالا احادیث کو غور سے پڑھ کر ان کو مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی پر منطبق کرنا چاہئے اور ان کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی کہ مذکورہ بالا احادیث مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی پر کبھی بھی منطبق نہیں ہوسکتیں اس لئے کہ ان دونوں نے مذکورہ بالا کاموں میں سے کوئی بھی نہیں کیا اور نہ ہی ان کے زمانہ میں

مذکورہ واقعات رونما ہوئے ہیں۔ تو ایک طرف مرزا غلام احمد قادیانی اور گوہر شاہی دونوں قسمیں کھا رہے ہیں کہ ہم مسیح ہیں اور ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر فرما رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور آسمان سے نازل ہوں گے اور صاف لفظوں میں فرمایا ہے۔

"اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَة"

(یقیناً عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور بے شک وہ تمہاری طرف لوٹیں گے قیامت سے پہلے) اب مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی کے پیروکاروں کو اختیار ہے جس کی قسم پر چاہیں اعتبار کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا تھا کہ میرے آسمان سے نازل ہونے سے پہلے بہت سے لوگ جھوٹے دعوے کریں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سوں کو گمراہ کریں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد انجیل کے حوالہ سے ملاحظہ ہو:

(۱) "اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آکر کہا۔ ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے، کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے "میں مسیح ہوں" اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے، خبردار! گھبرا نہ جانا! کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے۔ لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔" (انجیل متی باب ۲۴، آیت ۳، ۶، انجیل مرقس باب ۱۳، آیت ۵، ۶)

(۲) "اور اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں یا دیکھو وہاں ہے، تو یقین نہ کرنا، کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور نشان اور عجیب کام دکھائیں گے تا کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کردیں۔ لیکن تم خبردار رہو۔ دیکھو میں نے تم سے سب کچھ پہلے ہی کہہ دیا ہے۔" (انجیل مرقس باب ۱۳، آیت ۲۱، ۲۳)

☆☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆☆

باب چہارم

چاند اور چاند پر شبیہ

دعویٰ مہدویت اور مسیحیت کے ساتھ گوہر شاہی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میری شبیہہ چاند پر ظاہر ہوئی ہے۔ اس دعویٰ میں بھی گوہر شاہی مرزا غلام احمد قادیانی کا پس رو ہے۔ اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی دعویٰ مہدویت اور مسیحیت کے ساتھ یہ دعویٰ کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ہیں اور میں چاند ہوں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام ہلال کی مانند تھا اور میرے زمانے میں اسلام بدر (چودھویں رات کے چاند) کی مانند ہے۔

گوہر شاہی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ میں فرق یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا تھا کہ میں چاند کی مانند ہوں اور گوہر شاہی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں چاند تو نہیں البتہ چاند پر میری شبیہ نظر آئی ہے۔ گو معمولی الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔ مقصد دونوں کا ایک ہے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ" کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا، سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے۔ اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۱۰۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۴۵۔۴۴۶)

"اب دیکھو کہ صحابہ کو بدر میں نصرت دی گئی اور فرمایا گیا کہ یہ نصرت ایسے وقت میں دی گئی جب کہ تم تھوڑے تھے۔ اس بدر میں کفر کا خاتمہ ہو گیا۔ بدر پر ایسے عظیم الشان نشان کے اظہار میں آئندہ کی بھی ایک خبر رکھی گئی تھی اور وہ یہ کہ بدر چودھویں کے چاند کو بھی کہتے ہیں، اس سے چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے اظہار کی طرف بھی ایماء ہے اور یہ کہ چودھویں صدی وہی صدی ہے جس کے لئے عورتیں تک کہتی تھیں کہ چودھویں صدی خیر و برکت کی آئے گی، خدا کی باتیں پوری ہوئیں اور چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ کے منشاء کے موافق اسم احمد کا بروز ہوا اور وہ میں

...جس کی طرف اس واقعہ بدر میں پیش گوئی تھی جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام
... (یہ جھوٹ ہے کسی نے کسی مقام پر کوئی پیش گوئی نہیں کی۔ ناقل) مگر افسوس کہ جب وہ دن آیا
...چودہویں کا چاند نکلا تو اس کو دو کا ندار خود غرض کہا گیا۔"

(ملفوظات احمدیہ، جلد اوّل ص ۱۶۳ ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

"آپ نے (قادیانی مقرر نے) ہلال و بدر کی مثال سے یہ دقیق مسئلہ کمال خوبی کے
...ہر کس و ناکس کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا کہ چودہویں کا چاند مسیح موعود (مرزا غلام احمد)
...ہے جو چاند رات کے وقت تھا یعنی رسول کریم۔ پس اس کا پہلی حالت سے بڑھ چڑھ کر شاندار
...اعتراض کیوں کر ہو سکتا ہے۔" (اخبار "الفضل" قادیان، ج ۳، نمبر ۶۷، مورخہ یکم جنوری ۱۹۱۶ء)

اسی کی پیروی کرتے ہوئے ریاض احمد گوہر شاہی اپنی شبیہ چاند پر ظاہر ہونے کا دعویٰ
...تے ہوئے کہتا ہے:

"چاند پر اپنی شبیہ آنے سے متعلق (گوہر شاہی نے) فرمایا کہ ہم یہ مشن عرصہ بیس سال
...ے پھیلا رہے ہیں، اتنا بڑا جھوٹ ہم نہیں بول سکتے، ہم یہ تو نہیں کہتے کہ فلاں ملک میں ہماری
...ہے، نہ یہ کہتے ہیں کہ چاند میں ہماری تصویر آئی تھی بلکہ یہ تو ہر شہر، ہر ملک سے چاند میں اب
...ظر آ رہی ہے۔ چاند کہیں گیا تو نہیں تمہارے پاس ذریعے موجود ہیں۔ تم دوربین سے، کیمروں
...سے ان کی تصویر لے کر تصدیق کر سکتے ہو۔ اگر چاند میں ہماری تصویر نہیں اور ہم کہیں کہ ہے،
مجرم اور اگر تصویر موجود ہے اور تم نہ مانو تو تم مجرم ہو کہ خدا کی اتنی بڑی نشانی کو جھٹلا دیا۔ اگر خدا
...چاند میں ہماری تصویر لگائی ہے، اس کی کوئی تو وجہ ہو گی۔ اگر چاند میں ہماری تصویر کی تصدیق
...ہے تو تمہیں چاہئے کہ ہمارے پاس آؤ اور پوچھو کہ ہمارا مشن کیا ہے؟ ایک شخص نے سوال کیا
...ند میں آپ کی تصویر آئی تو کیا آپ کو کوئی بشارت وغیرہ ہوئی تھی؟ سرکار (گوہر شاہی) نے
...کہ اگر ہم تمہیں بتا بھی دیں تو کیا تم یقین کر لو گے؟ وہ ہمارے یقین کے لئے تھی، تمہارے
...کے لئے یہ تصویر ہے تم اسے دیکھو۔" (یادگار لمحات، ۱۸ مئی ۱۹۹۷ء ص ۱۰۔۱۱)

"چونکہ چاند پر سحر (جادو) نہیں چل سکتا اس لئے امام مہدی کی شبیہ چاند اور سورج پر
...جائے گی۔" (سالانہ گوہر ۹۶/۱۹۹۵ء ص ۱۸)

''اگر آپ مجھ سے رابطہ کرنا چاہیں تو چاند جب مشرق کی طرف سے طلوع ہو تو اس پر میری شبیہ نظر آئے گی۔'' (سالانہ گوہر ۹۸/۱۹۹۷ء)

گوہر شاہی کی تنظیم ''انجمن سرفروشان اسلام'' کی طرف سے اسی سلسلہ کے بارے ایک اشتہار شائع ہوا جس کو یہاں پر درج کیا جارہا ہے۔

''حضرت گوہر شاہی مدظلہ العالی کا چاند اور خلاء میں شبیہ نظر آنے کا انکشاف''

''امسال جولائی اگست میں حضرت گوہر شاہی کے امریکہ کے دورہ کے دوران لوگوں نے حضرت گوہر شاہی مدظلہ العالی سے ملاقات کر کے بتایا کہ انہوں نے چاند پر ان کی واضح دیکھی ہے، پاکستان اور یورپ سے بھی اب تک ہزاروں شہادتیں موصول ہو چکی ہیں۔ سرفروشان اسلام اس سلسلے میں تصدیق و تحقیق کرنے کے لئے تمام وسائل کو بروئے کار لائی کے تقریباً ہر بڑے ملک اور شہر سے چاند کی تصاویر لی گئیں اور وڈیو کیمروں کے ذریعے بھی چاند تصاویر بنائی گئیں۔ جو ہو بہو حضرت گوہر شاہی سے ملتی جلتی ہے۔ اب انجمن یہ عام اعلان کر میں فخر محسوس کرتی ہے کہ لوگوں کو چاند پر جو تصویر دکھائی دیتی ہے وہ حضرت سیدنا ریاض احمد شاہی مدظلہ العالی کی ہے، لیکن یہ چاند میں کیوں اور کیسے ظاہر ہوئی یہ صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ تحقیق کے دوران اس سال خلابازوں نے خلاء میں ایک عجیب و غریب شخصیت دیکھی اور ان حساب سے اس کا حجم سورج سے ڈیڑھ سو گنا بڑا تھا، اس کی تصاویر اخبارات میں شائع کی گئیں حضرت گوہر شاہی نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا وہ شخصیت دراصل ہمارے اند ایک باطنی مخلوق ہے، جس کا نام طفل نوری ہے۔ وہ مخلوق گذشتہ ۲۰ برس سے اللہ کے ذکر اور اس دیدار کی وجہ سے اتنی وسعت اختیار کر گئی ہے۔ اس شخصیت کی شکل بھی مجھ سے ملتی ہے اور چاند آنے والی شبیہ بھی ہماری ہے۔ ہم نے دنیا کے بڑے خلائی ادارے ناسا (NA SA) کو متعدد خطوط لکھے مگر وہ یہ معاملہ گول کر گئے۔ شاید ایک مسلم اور پاکستانی شخصیت ہونے کی وجہ سے اس اظہار سے گریز کر رہے ہیں اور یہ معاملہ دبانا چاہتے ہیں۔ مگر اب ہم ناسا (NA SA) کے ساتھ ساتھ دیگر تحقیقاتی اداروں پر زور دیتے ہیں کہ وہ ان تصاویر کے بارے میں تحقیقات کرائیں اور کے برہان (کرشمہ) کو دنیا والوں پر ظاہر کریں۔ اگر ہمارے اس اعلان کے باوجود کوئی اور شخص

...ویر کا مدعی ہو تو اس کو سامنے لایا جائے۔

...ت: اس معاملہ میں ہم حکومت پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں دلچسپی لے
...یونکہ اس میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی عزت وشہرت ہے۔
(انجمن سرفروشان اسلام انٹرنیشنل کراچی ڈویژن Po.Box-7772،PH.7777746)

اسی سلسلہ میں گوہر شاہی کا پندرہ روزہ اخبار "سرفروش" لکھتا ہے:
"امریکی خلائی تحقیقاتی ادارے ناسا نے دُور بین سے سورج کی ایک بہت واضح تصویر
...ی کی ہے، جس میں لاتعداد شواہد کے مطابق عصر حاضر کی عظیم روحانی شخصیت حضرت
...یدنا ریاض احمد گوہر شاہی بانی وسرپرست اعلیٰ انجمن سرفروشان اسلام لفظ اللہ اور پاکستان کا نقشہ
...ں طور پر نظر آرہا ہے جسے باخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔" (سرفروش یکم تا ۱۵ نومبر ۱۹۹۸ء)

گوہر شاہی کی کتاب مینارۂ نور اُردو ایڈیشن کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے "جن کی تصویر چاند
...مایاں وہ ہستی آج کل روئے زمین پر موجود ہے۔"

اس کے ساتھ گوہر شاہی کی تصویر بھی شائع کی گئی ہے۔ اور مینارۂ نور انگلش ایڈیشن کے
...ل پیج پر یوں لکھا ہے:

"خبردار! اس عکس (جو کہ چاند پر ظاہر ہوا ہے) دی ہوئی تصویر کے ساتھ موازنہ کیجئے
...انسان کا عکس چاند پر ظاہر ہو چکا ہے) فی الحال وہ زمین پر ہمارے درمیان رہ رہا ہے"

گوہر شاہی کے ٹولے کی طرف سے ایک اشتہار شائع کیا گیا تھا جس میں واضح الفاظ
...ھے تھا: "چاند میں جس کی صورت آئی گوہر شاہی گوہر شاہی"

گوہر شاہی کا مرید "محمد یونس گوہر" لکھتا ہے:

"مہدی کا مطلب...... ہدایت والا...... اور مہدی کا مطلب...... چاند والا"

(دین الٰہی ص ۱۶ مطبوعہ آل فتھ سپریچویل مومنٹ آئر لینڈ ۲۰۰۰ء)

گوہر شاہی کا ایک اور مرید "مظہر فیروز امریکی" گوہر شاہی کی وکالت میں لکھتا ہے:

1994ء میں مانچسٹر (انگلینڈ) میں کچھ لوگوں نے چاند پر گوہر شاہی کی تصویر
کی نشاندہی کی۔ پھر پاکستان اور دوسرے ممالک سے بھی شہادتیں موصول ہوئیں،

کیمرے کے ذریعہ چاند کی تصویریں اتاری گئیں پھر بیرون ممالک اور ناسا سے چاند کی تصویریں منگوائی گئیں، شروع شروع میں تصویریں مدہم تھیں، لیکن گذشتہ دو سال سے اتنی واضح ہو گئیں کہ دوربین یا کمپیوٹر کے بغیر بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔''

(دین الٰہی ص ۱۷ مطبوعہ ایضاً)

آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کی عبارات ملاحظہ فرمائیں، جس سے یہ بات واضح ہو گئی ہو گی کہ ان میں سے ایک نے تو خود چاند ہونے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے چاند پر اپنی شبیہ ظاہر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ دعویٰ سراسر باطل ہے، اس لئے کہ قرآن وحدیث میں یہ بات کہیں بھی مذکور نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ چاند میں نظر آئے گی اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کے متعلق کہیں مذکور ہے کہ ان کی شبیہ چاند میں نظر آئے گی۔ اور نہ آج تک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی اور نہ کسی ولی کی شبیہ نظر آئی ہے۔ اگر چاند میں شبیہ کسی کی آنی ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ مستحق تھے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ تو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ چاند میں نظر نہیں آئی تو کسی اور کی بھی نظر نہیں آسکتی۔ گوہر شاہی ٹولے نے چونکہ پہلے یہ مشہور کر دیا تھا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی شبیہ چاند پر نظر آئے گی تو بعد میں گوہر شاہی کو مہدی ثابت کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا گیا کہ اس کی شبیہ چاند میں ظاہر ہو گئی ہے۔

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نشانیاں چونکہ شریعت میں واضح طور پر بیان کی گئی ہیں اور ان میں سے کوئی نشانی بھی گوہر شاہی پر صادق نہیں آتی۔ اس لئے جاہل عوام کو اپنے ٹولے میں شامل کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا گیا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی شبیہ چاند پر ظاہر ہو گی، اور ہر آدمی چونکہ خلائی معاملات میں تحقیق نہیں رکھتا اور نہ ہر آدمی کے پاس اس کی تحقیق کے ذرائع ہیں اور عام طور پر سادہ لوگ دین کے ایسے پیچیدہ مسائل سے واقف نہیں ہوتے، اس لئے گوہر شاہی ٹولہ سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے میں کامیاب ہو گیا۔

ویسے بھی چاند اور سورج کو کسی کی تصدیق اور تکذیب سے کیا تعلق؟ اس لئے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے بنایا ہی نہیں ہے۔ بلکہ چاند اور سورج کو جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے

...س نہ کس کے علم میں ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں چاند اور سورج کا فریضہ بیان کرتے ہوئے ...تے ہیں:

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ. (الرعد ۱۳ : ۲)

"اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے، ہر ایک مقررہ وقت تک گردش کرتا ہے، وہی تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے، اور اپنی آیات کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تمہیں اپنے رب سے ملاقات کا یقین آجائے۔"

معلوم ہوا کہ چاند کا فریضہ وقت کا تعین اور اس کی نشاندہی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ...ور جگہ ارشاد ہے:

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ.

"اے اللہ کے رسولؐ! آپ سے یہ لوگ چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ یہ تو لوگوں کے لئے اوقات کے تعین اور حج کا وقت بتانے کے لئے ہے۔"

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو بعض مسلمان یہ ...ے اس وقت جو سورج کو گرہن لگا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کے انتقال کی وجہ سے ... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

...نَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ لَا یَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا ...حَیَاتِهٖ. (بلوغ المرام باب صلوٰۃ الکسوف)

بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کی موت یا جینے کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں کہ چاند و سورج کو کسی انسان کی زندگی و موت سے کوئی تعلق نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی ایرے غیرے کی بات کا کیا اعتبار ہے۔؟

باب پنجم

حجرِ اسود اور حجرِ اسود پر شبیہ

چاند پر اپنی شبیہ کے دعویٰ کے بعد ریاض احمد گوہر شاہی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میری شبیہ حجرِ اسود پر بھی ظاہر ہوگئی ہے۔ اس دعویٰ میں بھی ریاض احمد گوہر شاہی مرزا غلام احمد کا مقلد ہے۔ اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں حجرِ اسود ہوں۔

گوہر شاہی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ میں فرق یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے یہ کہا تھا کہ میں خود حجر اسود ہوں، اور گوہر شاہی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں حجر اسود تو نہیں ہوں البتہ میری شبیہ حجر اسود پر ظاہر ہوئی ہے۔ گو یہاں بھی معمولی الفاظ کا ہیر پھیر ہے، لیکن مقصد دونوں کا ایک ہے ہے شعائر اسلام اور متبرکاتِ اسلامی کی توہین۔

چنانچہ مرزا غلام احمد کہتا ہے:

''شخصے پائے من بوسید من گفتم کہ سنگِ اسود منم''

(البشریٰ ج اوّل ص ۴۸، تذکرہ ص ۳۶ طبع سوم، اربعین نمبر ۴ ص ۱۵، رُوحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵)

''یکے پائے من بوسید و من میگفتم کہ حجرِ اسود منم''

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۰۳)

''ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا تو میں نے کہا کہ حجر اسود میں ہوں۔''

اسی کی تقلید کرتے ہوئے ریاض احمد گوہر شاہی حجر اسود پر اپنی شبیہ کا ڈرامہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

''چونکہ حجر اسود میں میری تصویر نظر آچکی ہے اس لئے پوری دنیا میں حکومت اس کی پشت پناہی کرے۔'' (پندرہ روزہ سرفروش ۳۰ جون ۱۹۹۸ء)

اسی اخبار میں لکھا ہے:

''حجر اسود پر انسانی شبیہ ریاض احمد گوہر شاہی کی ہے، اگر حق سمجھتے ہو تو ساتھ دو

ـــ ورنہ جہاد کرو۔"

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے گوہر شاہی کہتا ہے:

"چاند، سورج، حجر اسود پر شبیہ اللہ کی نشانیاں ہیں ۔ یہ منجانب اللہ ہے، اور نہیں جھٹلانا گویا اللہ کی بات سے نفی ہے۔" (حق کی آواز ص ۲۶)

"حجر اسود پر اُلٹی تصویر آسمان پر اللہ کی ذات اور انبیاء فرشتوں کا دیدار کرتی ہے۔ اُلٹی تصویر کا راز ان افضل ذاتوں کا دیکھنا مقصود ہے، اُن کو وہ تصویر پر سیدھی نظر آتی ہے جب کہ آپ کو اُلٹا...... آپ نے فرمایا کہ اس سال حج موقوف ہوا ہے، حجر اسود کو پینٹ کر دیا گیا ہے۔ جس طرح ناخن پالش لگائیں تو آپ کا وضو نہیں ہوتا اسی طرح حج کا اہم رُکن پالش ہو جانے کے باعث پورا نہ ہو سکا، اس لئے حج موقوف ہوا ہے۔" (حق کی آواز ص ۳۳)

"جو لوگ حجر اسود میں تصویر دیکھ کر پھر بھی خاموشی اختیار کر لیتے ہیں، وہ گونگے شیطان ہیں...... لیکن حجر اسود کا تعلق ایمانوں سے ہے اس لئے چاہیے کہ اس کی تحقیق کی جائے۔" (حق کی آواز ص ۳۳)

"حجر اسود پر انسانی شبیہ ازل سے لگا دی گئی تھی اور یہ شبیہ لگانے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس شبیہ کو دیکھ کر اس شخص کی طرف رجوع کریں جس کی یہ تصویر ہے اور اگر اس شخص کی طرف رجوع کرنے کے بعد انسان کا دل اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتا، وہ شخص اللہ کا راستہ نہیں دیکھتا تو تصویر صحیح اور تصویر والا بھی حق ہے۔"

(صدائے فروش یکم تا ۱۵ر اگست ۱۹۹۹ء)

"جب چاند، سورج، حجر اسود، شیو مندر، امام بارگاہوں اور کئی مساجد میں تصویروں کی تصدیق ہوئی، مجھے بھی شک گذرا کہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ (مہدی علیہ السلام کا) مرتبہ مجھے ہی نواز دے۔ کیونکہ کئی ایسے واقعات سامنے تھے کہ چور اور ڈاکو راتوں رات ولی بن گئے، حتمی یقین تب ہوگا جب اللہ کی طرف سے کوئی الہام یا بڑی باطنی ولی اس کی تصدیق کر دیں۔"

لوگ کہتے ہیں کہ گوہر شاہی نے چاند اور حجر اسود پر تصاویر کا دعویٰ کیا ہے یہ دعویٰ میں نے نہیں کیا بلکہ یہ دعویٰ رب کی طرف سے ہوا ہے، اس کی تائید کر رہا ہوں اور لوگوں کو بھی کہتا ہوں کہ تم اس کی تحقیق کرو، اگر منجانب اللہ ہے تو اس کو جھٹلانا کفر ہے اور اگر ہم ان نشانیوں کا ثبوت پیش نہ کر سکیں تو ہر قسم کی سزا کے لئے تیار ہیں۔''

(تقریر بیسویں گیارہویں شریف، کوٹری ۱۳ اگست ۱۹۹۹ء)

حجر اسود پر شبیہ کے ڈرامے کو کامیاب کرنے کے لئے گوہر شاہی نے اپنے چیلوں کے ذریعے روزنامہ محاسب کراچی کو کہیں سے جعلی فیکس کرایا کہ حجر اسود پر انسانی شبیہ نمودار ہوئی ہے۔ امام حرم شیخ حماد بن عبداللہ کا کہنا ہے کہ یہ چہرہ اور حلیہ امام مہدی کا ہے۔ ذیل میں روزنامہ محاسب خبر ملاحظہ فرمائیں:

''کراچی (محاسب نیوز) سعودی عرب سے موصولہ ایک فیکس کے مطابق شیخ حماد بن عبداللہ نے مکۃ المکرمہ سے ایک اعلامیہ جاری کیا ہے کہ اس مرتبہ حج سے قبل حجر اسود پر انسانی شبیہ کے نمایاں آثار موجود پائے گئے جو دیکھنے میں بالکل اُلٹی سمت پر ہے جس کی وجہ سے کسی کو محسوس نہیں ہوتی، نشاندہی ہونے کے بعد دیکھی جا سکتی ہے۔ شیخ حماد بن عبداللہ نے کہا کہ دو باتیں ہو سکتی ہیں۔ یہ شبیہ قدرتی طور پر نمودار ہوئی ہو، یا کسی نے خود بنائی ہو، مگر حرم کی حدود میں سخت نگرانی اور ہر وقت خادمین حرمین اور حکومت کے پہرہ کے سبب کوئی شخص اپنے ہاتھ سے تصویر بنانے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ اگر یہ شبیہ شروع سے تھی تو لوگوں کو کیوں نظر نہیں آئی؟ تصویر اتنی واضح ہے کہ اسے جھٹلایا بھی نہیں جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ مکۃ المکرمہ کے فقیروں میں چند نے کہا ہے کہ یہ امام مہدی علیہ السلام کا چہرہ اور حلیہ مبارک ہے، جو دنیا میں کہیں موجود ہیں تاکہ لوگ انہیں پہچان سکیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومتی اہلکار پریشان ہیں کہ اسے کس طرح ختم کیا جائے؟ کیونکہ تصویر شریعت میں حرام ہے۔ حاجی اور عمرہ کرنے والے لازماً اس پتھر کو جھک کر چومتے ہیں۔ اگر یہ کسی کی شرارت ہے تو شرک کا خدشہ بھی بڑھ رہا ہے۔ شیخ حماد بن عبداللہ نے بتایا کہ حج کا

سیزن آ گیا تھا، اس لیے لوگوں کے رش کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فی الحال کوئی خاص پیش رفت اس سلسلے میں نہیں کی گئی تھی۔ اب اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور و فکر کی جارہی ہے۔ یہ مسئلہ پورے عالم اسلام کے لئے اہم اور سنگین نوعیت کا ہے، اس لئے تمام ممالک کے اخبارات کو فیکس اور حکومتوں کو مطلع کیا جارہا ہے۔''

(روزنامہ محاسب کراچی ۲۷ مئی ۱۹۹۸ء)

آپ نے مرزا غلام احمد اور ریاض احمد گوہر شاہی کی عبارات ملاحظہ فرمائیں، جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان میں سے ایک نہ تو خود حجر اسود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور دوسرے نے حجر اسود پر اپنی شبیہ ظاہر ہونے کا دعویٰ کیا ہے، یہ دعویٰ بھی چاند پر شبیہ کے دعویٰ کی طرح باطل ہے، اور حجر اسود کی تعظیم مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کی مذموم کوشش ہے، وہ اس طرح کہ اس مکروہ آدمی نے کہا ہے کہ جس طرح میری شبیہ حجر اسود پر ظاہر ہوئی اسی طرح میری شبیہ ہندوؤں کے مندر کے شیولنگ پر بھی ظاہر ہوئی ہے۔ اس ناپاک آدمی نے حجر اسود جو ہندوؤں کے ناپاک جسم کے ناپاک حصہ کے برابر ٹھہرادیا اس سے بڑھ کر متبرکات اسلامی کی توہین کیسے ہوگی؟ کیا اسلام میں حجر اسود کو شیولنگ کے برابر ٹھہرانے کی گنجائش ہے؟ کیا کسی ضعیف سے ضعیف حدیث میں بھی اس بات کی وضاحت ملتی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی شبیہ حجر اسود اور شیولنگ پر ظاہر ہوگی؟ کیا گوہر شاہی ٹولہ جو آج بھی اس کے اپنے انجام کو پہنچنے کے بعد اس کو مہدی ثابت کرنے کے لئے تُلا ہوا ہے، اور پاکستان کی دیواروں پر چاکنگ کے ذریعہ عوام کا پیسہ پانی کی طرح بہارہا ہے، اس بات کے ثبوت میں ذخیرہ آحادیث میں کوئی حدیث بطور دلیل کے پیش کرسکتا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ شریعتِ مطہرہ میں ایسی بے سند باتوں کی گنجائش نہیں ہے، گوہر شاہی ٹولہ بھی یہ بات جانتا ہے کہ مسلمانوں کے مہدی کو ہندوؤں کے شیولنگ سے کیا نسبت؟ ان حضرات کا اصل مقصد اپنے عیسائی یہودی آقاؤں کو خوش کرنا ہے اور وہ اسی وقت خوش ہوسکتے ہیں کہ جب اسلام میں بے سند باتوں کو شامل کر کے جاہل عوام کو گمراہی میں مبتلا کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ کو مغربی اخبارات نے بڑی شدومد سے موضوع بحث بنایا تھا۔

لیکن گوہر شاہی کے ڈھول کا پول اس وقت کھل گیا تھا کہ جب علماء کرام نے امام حرم شیخ

محمد بن عبداللہ سبیل سے حجر اسود پر شبیہ کے متعلق تفصیلات معلوم کرنے کے لئے رابطہ کیا، انہوں نے علماء کرام کے استفتاء کے جواب میں مسلمانوں کے نام ایک عام پیغام جاری کیا۔ جس میں انہوں نے حجر اسود پر شبیہ کی نہ صرف تردید کی بلکہ انہوں نے گوہر شاہی کو کذاب اور گمراہ قرار دیا اور مزے کی بات یہ کہ انہوں نے اس بات کی تصریح بھی کی حرمین شریفین میں حماد بن عبداللہ نام کا کوئی امام سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اپنی بات کو مؤکد کرنے کے لئے امام کعبہ کے پیغام کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

''تمام تعریفیں اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ہیں، صلاۃ وسلام اس ذات اقدس پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر۔

امابعد! ہمیں بعض پاکستانی جرائد کے ذریعہ یہ خبر پہنچی ہے کہ انجمن سرفروشان اسلام کا بانی وسربراہ جو ریاض احمد گوہر شاہی نامی شخص ہے، نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ مہدی ہے اور اپنے اس دعویٰ پر اس نے یہ استدلال پیش کیا ہے کہ حجر اسود پر اس کی شبیہ نظر آئی ہے، اور بقول اس کے امام حرم حماد بن عبداللہ نے اس بات کی تصدیق بھی کی ہے، میں حقیقت کی وضاحت اور اظہارِ حق کے لئے یہ بات مسلمانوں کے نام لکھ رہا ہوں کہ کسی بھی شخص کی تصویر حجر اسود میں ظاہر نہیں ہوئی اور نہ حرمین شریفین کے اماموں میں سے کسی نے اس بات کی تصدیق کی ہے، بلکہ حرمین شریفین میں حماد بن عبداللہ نام کا کوئی امام سرے سے موجود نہیں ہے، یہ شخص ریاض احمد گوہر شاہی امام مہدی نہیں ہے بلکہ یہ شخص سب سے بڑا جھوٹا، سب سے بڑا گمراہ، لوگوں کو گمراہ کرنے والا، سب سے بڑا دھوکہ باز اور دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔''



باب ششم

دعویٰ نبوت اور ماموریت

فصل اوّل : دعویٰ ماموریت

ایک وقت تھا کہ گوہر شاہی اتنی سی بات کے لئے ترستا تھا کہ وہ چھوٹا موٹا پیر ہی بن جائے لیکن جب جاہل عوام کو اپنے پیچھے لگا کر شیطان کی رہنمائی میں پیر بن گیا تو پھر اس نے مہدویت اور مسیحیت کے دعویٰ پر اکتفانہ کیا بلکہ مسیحیت کے پردہ میں مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ یہ دعویٰ بھی اس نے اپنے روحانی باپ مرزا غلام احمد قادیانی کے دُعاوی کی تجوری سے چوری کیا تھا۔ اس لئے کہ مرزا غلام احمد نے بھی مسیحیت کے پردہ میں مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

(۱) ''اب میرا یہ دعویٰ کہ اس صدی پر میں تجدید دین کے لئے بھیجا گیا ہوں، صاف ظاہر ہے، میں زور سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے۔''

(ملفوظات ج ۴ ص ۷)

(۲) ''میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جو دلائل میرے ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دیئے۔''

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۲، خزائن جلد ۲۰ ص ۶۴)

(۳) ''اسلام کے ضعف اور تنہائی کے وقت خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔''
(ازالہ اوہام، مندرجہ روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۱۴)

(۴) ''یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اور خوش قسمتی آپ کی ہے آپ ادھر آ نکلے، یہ بات واقعی سچ ہے کہ جو مسلمان ہیں یہ قرآن شریف کو بالکل نہیں سمجھتے لیکن اب خدا کا ارادہ ہے کہ صحیح معنے قرآن کے ظاہر کرے، خدا تعالیٰ نے مجھے اسی لئے مامور کیا

ہے۔" (ملفوظات ج ششم ص ۱۶۷)

(۵) "سو میں جانتا ہوں کہ اگرچہ میں اکیلا ہوں مگر پھر بھی میں اکیلا نہیں، وہ مولیٰ کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں، اسی کے فضل سے مجھے یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دُکھ اٹھا کر بھی اس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق وصدق تمام تر انجام دوں، اس کام پر اس نے آپ مجھے مامور کیا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۵ ص ۳۵ مشتمل "آئینہ کمالات اسلام")

(۶) "میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔"

(نصرۃ در روحانی خزائن جلد ۲۱ ص ۶۶، کتاب البریہ در روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۲۰۳)

(۷) "اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے اور جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔"

(انجام آتھم ص ۶۳، خزائن جلد ۱۱ ص ۶۲)

اسی کے تتبع میں ریاض احمد گوہر شاہی مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے کہتا ہے

(۱) "اللہ کی طلب کے لئے ۳۴ سال کی عمر میں عرصہ تین سال سیہون کے ریگستانوں میں گذارا، کبھی پانچ سات دن بھوکے گذارے کبھی پتوں پر گذارہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا عذاب سہنے کی طاقت انسان کے بس کی نہیں، (یہ تو ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ تین سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے یا مستانی محبوبہ سے رنگ رلیاں منائی ہیں) جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد یا اس کی مرضی نہ ہو، تین سال کے بعد ایک دن اللہ سے بات ہو ہی گئی، پندرہ دن تک بات چیت ہوئی اور مجھے کچھ علم سکھائے گئے اور حکم ہوا کہ اس علم کو ساری دنیا میں پہنچادو۔"

(بحوالہ دی گریٹ گاڈ اسلام آباد جولائی ۱۹۹۷ء ص ۵ تا ص ۷)

(۲) "میں بھی ایک ہفتہ بعد سیون سے حیدرآباد اور پھر کراچی کے لئے روانہ

ہوا۔شاہ نورانی کی بس کا پتہ کیا، معلوم ہوا دو دن کے بعد جائے گی۔اسی اثناء میں روحانی حکم ہوا کہ حیدرآباد واپس چلے جاؤ اور خلق خدا کو فیض پہنچاؤ، میں نے کہا اگر دنیا میں واپس کرنا ہے تو راولپنڈی بھیج دو، وہاں بھی خلقِ خدا ہے اور جب دنیا میں رہنا تو پھر بال بچوں سے دوری کیا؟ حکم ہوا بال بچے یہیں منگوا لینا۔"

(روحانی سفر ص ۴۰ مطبوعہ ۱۹۸۶ء)

(۴) "میری ظاہری تعلیم میٹرک ہے اور میں نے باضابطہ کسی مدرسہ سے دینی تعلیم حاصل نہیں کی، البتہ روحانی تعلیم حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہے، اس وقت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مجھے تعلیم دیتے ہیں۔ جتنا علم ہوتا ہے اور حکم ہوتا ہے، بتا دیتا ہوں۔" (حق کی آواز ص ۴)

(۵) "انجمن سرفروشان کا روحانی مشن ہم نے اپنی مرضی سے شروع نہیں کیا بلکہ اس مشن کو اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہے۔"

(حق کی آواز ص ۴)

(۶) "ہمیں نام و نمود کی کوئی ضرورت نہیں، ہم تو جنگل میں ہی رہنا پسند کرتے ہیں، لیکن اس کے حکم پر دوبارہ شہر کا رُخ کیا، ہم جو کچھ کہتے ہیں منجانب اللہ کہتے ہیں۔" (حق کی آواز ص ۲۹)

(۷) "لوگ کہتے ہیں کہ گوہر شاہی نے چاند اور حجر اسود پر تصاویر کا دعویٰ کیا، یہ دعویٰ میں نے نہیں کیا بلکہ یہ دعویٰ رب کی طرف سے ہوا ہے، اس کی تائید کر رہا ہوں۔" (تقریر بیسویں گیارہویں شریف کوٹری ۱۳/اگست ۱۹۹۹ء)

(۸) "ہمیں من جانب الٰہی حکم ہے کہ ہم حق بات کو لوگوں تک پہنچائیں۔"

(حق کی آواز ص ۵۵)

(۹) گوہر شاہی کا مرید "مظہر فیروز امریکی" گوہر شاہی کی وکالت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اور تاریخ میں یہ پہلا ریکارڈ ہے کہ کسی بھی مسلم رہنما کو گرجوں، مندروں اور

گردواروں میں واعظ اور تقریر کے لئے مسندوں پر بٹھایا گیا ہو۔ ایسے شخص کی دلجوئی کی جانی چاہیے جو ملک کے لئے باعث فخر اور اللہ کی طرف سے مامور ہو۔"

(دین الٰہی ص ۱۹ و ص ۲۰ مطبوعہ ۲۰۰۰)

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیحیت کے پردے میں مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا اسی طرح ریاض احمد گوہر شاہی نے بھی مسیحیت کے پردہ میں مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ گوہر شاہی نے جاہل عوام کو اپنے جال میں پھنسانے کی ایک مکروہ کوشش یہ بھی کی اپنی اس مکروہ تعلیم پر اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور تعلیم کا لیبل لگایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی مکروہ تعلیم سے کیا واسطہ؟ اگر یہ تعلیم واقعی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعلیم صحابہ کرامؓ کو ضرور دیتے۔ اور گوہر شاہی کی پیدائش سے پہلے لوگ اس سے محروم نہ رہتے۔

فصل ثانی دعویٰ نبوت

اسلام کی روح کو مجروح کرنے کے لئے گوہر شاہی کا دعویٰ مہدویت اور مسیحیت ہی کافی تھا لیکن مرزا غلام احمد کے اس روحانی بیٹے نے محض اس منصب پر حملہ کرنے پر اکتفاء نہ کیا بلکہ اپنے روحانی باپ مرزا غلام احمد کی طرح یہ شخص بھی منصب نبوت پر فائز ہونے کے خواب دیکھنے لگا اور آخر کار اس نے بھی مرزا غلام احمد کی طرح دعویٰ نبوت کر کے عقیدہ ختم نبوت کے نگینہ کو چکنا چور کرنے کی ناپاک کوشش کی، اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی دعویٰ مہدویت اور مسیحیت و ماموریت کے بعد صراحتاً نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(۱) "اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۸۷، روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۵۰۳)

(۲) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۳) "ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو تورات میں مذکور ہیں۔ میں

کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئے نبی گذرے ہیں جنہیں تم سچے مانتے ہو۔"

(ملخص ملفوظات ج ۱۰،ص ۲۱۷)

(۴) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔" (مرزا غلام احمد کا آخری مکتوب مندرجہ اخبار "عام" ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۵) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱، روحانی خزائن ص ۲۳۱ ج ۱۸)

(۶) "آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص (مرزا غلام احمد) کو اللہ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور و نبی کر کے بھیجا ہے، وہ بھی شہرت پسند نہیں۔" (تحریر مولوی محمد علی لاہوری ریویو اُردو جلد ۵ نمبر ۴ ص ۱۳۲)

(۷) "ہلاک ہوگئے وہ جنہوں نے ایک برگذیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(کشتی نوح ص ۵۶، روحانی خزائن ص ۶۱ ج ۱۹)

(۸) "پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں؟ اور جب کہ خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکہ رد کروں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

(۹) "خدا تعالیٰ نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ (یہ جھوٹ ہے، مرزا غلام احمد جتنی بھی بکل بچو سے پیش گوئیاں کرتا رہا وہ سب جھوٹی ثابت ہوتی رہی ہیں اور اس کو اتنی

ہی ذلت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ مثلاً عبداللہ آتھم کی موت کی پیش گوئی اور قادیان کے طاعون سے محفوظ رہنے کی پیش گوئی اور محمدی بیگم سے شادی کی پیش گوئی یہ سب جھوٹی ثابت ہوئیں اور مرزا غلام احمد کے مقدر میں سوائے رسوائی کے کوئی اور چیز نہ آئی۔ مصنف) لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸، روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۵۸۷)

مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر الدین محمود اپنے باپ کی نبوت کو ثابت کرتے ہوئے کہتا ہے:

(۱۰) "پس شریعتِ اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴ مصنف بشیر الدین محمود)

(۱۱) "درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کی رُو سے نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق تمام کمالاتِ نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رُو سے حضرت مسیح موعود (مرزا) حقیقی نبی تھے۔" (القول الفصل ص ۱۲ مصنف بشیر الدین محمود احمد)

(۱۲) "میں حضرت مرزا صاحب کی نبوت کی نسبت لکھ آیا ہوں کہ نبوت کے حقوق کے لحاظ سے وہ ویسی ہی نبوت ہے جیسے اور نبیوں کی، صرف نبوت کے حاصل کرنے کے طریقوں میں فرق ہے، پہلے انبیاء نے بلاواسطہ نبوت پائی اور آپ (مرزا) نے بالواسطہ۔" (القول الفصل ص ۳۳ مصنف بشیر الدین محمود احمد)

(۱۳) "اسلام میں خدا نے ایک عظیم الشان نبی بھیجا ہے تاکہ وہ اس زندہ خدا کا لوگوں کو پتہ دے جو اسلام نے پیش کیا ہے اور ان کا نام نامی مرزا غلام احمد ہے جو قادیان (پنجاب) میں مبعوث ہوئے۔"

(اخبار "الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۲۲۳ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۱۴) ''ہم بغیر کسی فرق کے بہ لحاظ نبوت کے انہیں ایسا ہی رسول مانتے ہیں جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے۔''

(الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۶/۱۰ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۱۵) ''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے اپنے آپ کو زمرۃ انبیاء و مرسلین میں شامل فرمایا ہے اور جن آیات قرآنیہ کو اپنے دعویٰ میں پیش کیا ہے، ان میں صریح طور پر الفاظ رسول یا رسلہ کے موجود ہیں جن کا حضور (مرزا) نے اپنے آپ کو مصداق ٹھہرایا ہے۔ پس آیات قرآنیہ بینہ کے لفظ رسول کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرانا صاف اور صریح اس امر کی بین دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) من حیث النبوۃ ان ہی معنوں میں نبی اللہ اور رسول اللہ تھے جن معنوں میں ان آیات سے دیگر انبیاء سابقین مراد لئے جاتے ہیں۔''

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۳۸، مورخہ ۱۳/ ستمبر ۱۹۱۴ء)

مندرجہ بالا عبارات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مرزا غلام احمد نے جس طرح واضح ...میں مہدویت اور مسیحیت کا دعویٰ کیا تھا اسی طرح واضح الفاظ میں بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے ...اپنے اخبارات اور تحریرات کے ذریعے سے اسکی خوب تشہیر کروائی ہے۔ مرزا غلام احمد کی انہی ...یت کی وجہ سے تکفیر کی گئی ہے، اور ایسی ہی مکروہ تحریرات کی وجہ سے مرزا غلام کی ذریت کو ۱۹۷۴ء ...عدالت کے کٹہرے میں لاکر سرکاری سطح پر کافر قرار دیا گیا۔

ریاض احمد گوہر شاہی ایسا مکار شخص ہے کہ یہ مرزا غلام احمد اور اس کی ذریت کے صراحتاً ...عقیدہ کی وضاحت کی کمزوری کو بھانپ گیا۔ اس لئے اس نے مرزا غلام احمد کی طرح نہ تو صراحتاً ...یت اور مسیحیت کا دعویٰ کیا اور نہ ہی نبوت کا دعویٰ علی الاعلان کیا، بلکہ دبے الفاظ میں گول مول ...کے اپنے دعووں کی تشہیر کرتا رہا، تاکہ اس میں تاویل کی گنجائش باقی رہے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا ...میں نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح صراحتاً دعویٰ نبوت کیا تو مجھے بھی اور میرے ...وں کو بھی قادیانیوں کی طرح سرکاری کاغذات میں کافر قرار دلوایا جائے گا اور پاکستان کے ...کے مطابق سزا بھی ہوگی۔ اس لئے اس نے مہدویت اور مسیحیت کے دعویٰ کی طرح دعویٰ

نبوت بھی گول مول الفاظ میں کیا تھا تا کہ اس میں تاویل کی گنجائش باقی رہ سکے۔ چنانچہ ریاض گوہر شاہی اپنے آپ کو نبی ٹھہراتے ہوئے اپنے ایمان کو یوں داؤ پر لگاتا ہے۔

(۱) ''ہمارے لئے ذکر قلب ایسا ہے جیسا کہ مولوی کی تسبیح، جسے چاہا دے دیا۔ جو تعلیم ہمیں دی گئی ہے وہ کتابوں میں نہیں، میری تعلیم خدائی ہے، دورانِ چلہ ہم اکثر نورالہدیٰ کا کوئی حصہ پڑھ کر یاد کرلیا کرتے تھے، بعد میں جب کبھی ضرورت پڑتی تو کتاب کھول کر دیکھتے تو وہ تحریر کہیں بھی نہ ملتی، اسی طرح کبھی ہمیں الہام کی صورت میں دل میں تحریر اترتی تھی جو کہ کہیں بھی کتابوں میں نہیں ملتی تھی۔''

(گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۲۳)

(۲) ''لوگ اگر ہمیں امام مہدی کہتے ہیں تو اصل میں جس کو جتنا فیض ملتا ہے وہ ہمیں اتنا ہی سمجھتا ہے۔ کچھ لوگ تو ہمیں اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں، ہم انہیں اس لئے کچھ نہیں کہتے کہ ان کا عقیدہ جتنا ہماری طرف زیادہ ہوگا ان کے لئے بہتر ہے۔'' (سالنامہ گوہر ۱۹۹۷ء ص ۸)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاض احمد گوہر شاہی کو اس کے معتقدین میں سے بعض تو امام مہدی سمجھتے تھے اور بعض مہدی سے بڑھ کر نبی سمجھتے تھے۔ جس پر یہ شخص راضی تھا۔ اس کی رضا مندی کی واضح دلیل اس کے یہ الفاظ ہیں ''ان کا عقیدہ جتنا ہماری طرف زیادہ ہوگا ان کے لئے بہتر ہے۔ اس بات کی تائید ''ہفت روزہ ندائے ملت'' کی رپورٹ سے بھی ہوتی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

''انٹرنیٹ کی ایک ویب سائٹ صوفی انسٹی ٹیوٹ امریکہ کے نام سے موسوم ہے۔ پاکستان سے تعلق رکھنے والے ریاض احمد گوہر شاہی نے اس ویب سائٹ پر اپنے باطلانہ افکار کی ترویج کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، جس پر اسے محبت کا پیغمبر سرکار گوہر شاہی کا نام دیا جاتا ہے۔'' (ہفت روزہ ندائے ملت ۱۴ تا ۱۱ اگست ۱۹۹۹ء)

(۳) گوہر شاہی ان غیر مسلموں کو جو کہ کسی نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں اپنے نبی کا کلمہ پڑھنے کی ترغیب دیتا تھا مثلاً عیسائیوں کو عیسیٰ روح اللہ پڑھنے کی ترغیب دیتا تھا اور یہودیوں کو موسیٰ کلیم اللہ پڑھنے کی ترغیب دیتا تھا اور مسلمانوں کو محمد رسول اللہ

پڑھنے کی ترغیب دیتا تھا۔لیکن جولوگ کسی نبی پر ایمان نہیں رکھتے۔ان کو اپنے نام کا وظیفہ بتلاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اپنے نام کا وظیفہ اس لئے بتلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی طاقت دے کر بھیجا ہے۔گوہر شاہیت کا ترجمان ''سالنامہ گوہر'' ریاض احمد گوہر شاہی کے دورہ امریکہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اسی نشست میں عیسائی اور دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی موجود تھے،شاہ صاحب (گوہر) نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔جب ذکر سے گرمی محسوس ہوتو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عیسیٰ رُوح اللہ پڑھ لینا یا ہمارا تصور کر لینا۔یہ بات سن کر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ آپ نے کس اتھارٹی سے اتنی بڑی بات کہہ دی؟ کہ عیسیٰ روح اللہ پڑھ لینا یا ہمارا تصور کر لینا؟ سرکار گوہر شاہی نے جواب دیا۔جو شخص عیسائی ہے اور مسلمان نہیں ہے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پڑھے گا؟ صرف ہم نے عیسیٰ روح اللہ پڑھنے کو کہا ہے۔اور کچھ ایسے بھی ہیں جو کسی نبی کو نہیں مانتے (گویا ان کے لئے گوہر شاہی پیغمبر ہے) ان کے لئے ہم نے اپنا تصور بتایا ہے۔ہم کو اگر خدا نے اس کام کے لئے بھیجا ہے تو طاقت اور صلاحیت دے کر ہی بھیجا ہوگا،ایسے لوگوں کے لئے صرف تصور ہی کافی ہے۔''

(سالنامہ گوہر ۹۷/۱۹۹۶ء ص ۷)

ذرا غور فرمائیں! کہ اس مکار نے کتنی عیاری سے اپنے آپ کو نبیوں کے مقابل لا کھڑا کیا ...جبر کہتا تھا کہ میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

(۴) ''گوہر شاہی کا مرید اس کی اسی مکاری کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنے ایمان کو یوں داؤ پہ لگاتا ہے۔

''تم یا اللہ کہہ دو،چاہے کہہ دو یا محمد یا غوث الاعظم کہہ دو یا کہہ دو گوہر شاہی''

(عقیدت کے پھول ص ۱۳۹)

(۵) ''ریاض احمد گوہر شاہی نے چاند اور حجرِ اسود پر شبیہ کے ڈرامے کی طرح ایک ڈرامہ یہ کیا کہ اپنے عقیدت مندوں کے ذریعہ جن کی تنظیم کا نام آر۔اے۔جی۔

ایس انٹرنیشنل ہے، کے ذریعہ لفظ اللہ کے آرٹ میں کلمہ طیبہ کے ساتھ "محمد رسول اللہ" کی جگہ "ریاض احمد گوہر شاہی" لکھوا کر اسٹیکر کی صورت میں چھپوا کر عوام میں تقسیم کروایا، لیکن جب علماء کرام نے اس کا تعاقب کیا تو اس کے جواب میں ریاض احمد گوہر شاہی نے تاویلات اور جھوٹ کا سہارا لے کر درج ذیل وضاحت کی:

"جشن ولادت کے موقع پر ایک رنگین اسٹیکر R.A.G.S انٹرنیشنل انگلینڈ نے جاری کیا، جس میں کلمہ اور میرا نام لکھا تھا، حالانکہ اس میں کوئی ایسی بات نہ تھی، پھر بھی مخالفوں کے شر کی وجہ سے فوری ضبط کر لیا۔ اس فورم میں غیر مسلموں کی بڑی تعداد شامل ہے، ان کی جانب سے اسٹیکر جشن ولادت کے موقع پر نکالا گیا، جس کا ہمیں پیشگی قطعی علم نہ تھا۔ چونکہ اس فورم میں غیر مسلم خصوصاً ہندو، سکھ عیسائی مذاہب کی تعداد ہماری جنون کی حد تک معتقد ہے۔ وہ غیر مسلم ہونے کے ناتے لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں، لیکن محمد رسول اللہ نہیں پڑھتے۔ ہم نے حکمت کے تحت لا الہ الا اللہ کا قائل کر کے انہیں اسم ذات کے ذکر کی طرف راغب کیا تا کہ ان کے دلوں میں نور اترے اور ان میں اللہ کی محبت پیدا ہو۔" (حق کی آواز ص ۴۔۵)

گوہر شاہی نے مندرجہ بالا عبارت میں بہت سی باتوں کے بیان کرنے میں دجل و تلبیس سے کام لیا ہے۔ پہلی بات یہ کہ گوہر شاہی نے عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ جھوٹ بولا ہے کہ اسٹیکر جس میں کلمہ کے ساتھ گوہر شاہی کا نام لکھا ہے وہ انگلینڈ سے چھپا تھا، حالانکہ یہ اسٹیکر پرنٹنگ پریس حیدر آباد سے چھپا تھا جس پر واضح الفاظ میں مذکورہ پریس کا نام لکھا ہوا تھا۔

گوہر شاہی کی مذکورہ عبارت سے دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ گوہر شاہی نے بنفسہ اس اسٹیکر کو شائع کرنے سے رکوایا تھا۔

تیسری بات یہ کہ گوہر شاہی کا یہ کہنا کہ "یہ سٹیکر میری اجازت کے بغیر چھاپا گیا تھا۔" دجل و فریب پر مبنی ہے، اس لیے کہ اس نے خود غیر مسلموں کو ذکر کی تلقین کرتے وقت کہا تھا کہ رسول اللہ کی جگہ میرا نام لے لینا، یہ اسٹیکر اسی حکم کی تکمیل ہے۔

گوہر شاہی اب تو اپنے مقام کو پہنچ چکا ہے اور جہنم کا ایندھن بن چکا ہے لیکن اس

پیروکار آج بھی پاکستان کی دیواروں پر اس جعلی کلمے کی چاکنگ میں مصروف ہیں، جس پر کراچی، پنجاب اور حیدر آباد کی دیواریں گواہ ہیں۔

(۲) ''گوہر شاہی کے افکار پر مشتمل وڈیو کیسٹ بیرون ممالک کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لئے اس کے پیروکاروں نے گھر گھر پہنچانے کی غرض سے ایک مہم شروع کی تھی، جس کا تذکرہ کرتے ہوئے گوہر شاہی اخبار نے گوہر شاہی کے لئے دوسرے نبیوں کے لئے استعمال ہونے والا دُعائیہ کلمہ ''علیہ السلام'' ذکر کیا ہے۔ جس کو ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

''عصر حاضر کی عظیم روحانی ذاتِ گرامی حضرت قبلہ سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی کے دَر کے غلاموں نے سرکار شاہ صاحب علیہ السلام کی تعارفی وڈیو گھر گھر پہنچانے کی غرض سے ۶ اپریل کو بذریعہ کار اپنے سفر کا آغاز لندن سے فرانس کی جانب کیا۔'' (سرفروش یکم تا ۱۵ جون ۱۹۹۸ء)

یہ اخبار گوہر شاہی کی سرپرستی میں نکلتا تھا، اگر اس نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا ہوتا اور وہ اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتا ہوتا تو اس میں اس کے لیے علیہ السلام کا لفظ کیوں استعمال ہوتا؟ جو کہ انبیاء کے لئے لکھا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کی عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مرزا غلام احمد نے تو صراحتاً واضح الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کے دور میں ہندوستان میں انگریز کی حکومت تھی اور مرزا غلام احمد کو اس کی پوری پوری تائید حاصل تھی جیسا کہ آگے مستقل باب کے تحت وضاحت کی جائے گی۔ لیکن گوہر شاہی نے واضح الفاظ میں تو نبوت کا دعویٰ نہیں کیا البتہ دبے الفاظ میں اور گول مول تحریرات کے ذریعہ اپنے مقصد کو پورا پورا حاصل کیا ہے۔ اس لئے کہ اس کو پتہ تھا کہ اگر میں صراحتاً دعویٰ نبوت کا کروں گا تو مجھے پاکستانی آئین کی رُو سے سزا ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس نے گول مول تحریرات اور تقاریر کے ذریعہ برطانیہ اور امریکہ کے سائے میں جاہل عوام کو مرتد بنانے کی جسارت کی تھی۔

یہ دونوں شخص مال وزر کے لالچ میں آنے سے پہلے، عقیدہ ختم نبوت پر اسی طرح ایمان رکھتے تھے جس طرح چودہ سو سال سے ساری اُمت ایمان رکھتی چلی آرہی ہے۔ محض سستی شہرت اور

مال کے لئے انہوں نے اپنے اور عوام کے ایمان کو داؤ پر لگایا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد عقیدہ ختم نبوت
کلام کرتے ہوئے کہتا ہے:

(۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ.

"یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی سے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھولنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں ہے اور ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آ کیسے سکتا ہے جب کہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۸۱ تا ص ۸۴، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰ تا ص ۲۰)

(۲) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے، اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔"

(کتاب البریۃ ص ۱۸۴، حاشیہ، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۸۔۲۱۷)

(۳) "اور اللہ تعالیٰ کے اس قول "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والوں زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رُو سے مناسب نہ

ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لئے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں، کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہیں، خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔"

(حمامۃ البشریٰ ص ۴۹ طبع اوّل، ص ۶۰ طبع دوم، خزائن ج ۷ ص ۲۴۳-۲۴۴)

(۴) "میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰، تبلیغ رسالت ج دوم ص ۲)

(۵) "ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے...... اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد (دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو، اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ص ۲۵۵، تبلیغ رسالت ج دوم ص ۴۴)

(۶) "میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے، وہ کذب والحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جب کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۹۶، خزائن ص ۲۹۷ ج ۷)

(۷) "مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں۔" (حمامۃ البشریٰ ص ۹۶، خزائن ص ۲۹۷ ج ۷)

(۸) "میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے

منکر ...... اور سیدنا ومولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔"

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۲۳۰، تبلیغ رسالت ج دوم ص ۲۲)

(۹) "کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت " ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین "کوخدا کا کلام یقین کرتا ہے، کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔"

(انجام آتھم ص ۲۷، روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی مندرجہ بالا عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خود عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھتا تھا اور دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا تھا، لیکن افسوس وہ خود نبوت کا دعویٰ کر کے کافر ہو گیا اور دائرہ اسلام سے نکل گیا۔

اسی طرح ریاض احمد گوہر شاہی بھی نبوت کے دعویٰ سے پہلے ختم نبوت پر ایمان رکھتا اور نبوت کے دعویٰ کو کفر سمجھتا تھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

(۱) " لا الٰہ الا اللّٰہ سے نبوت چلی یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر آپؐ کے آنے تک نفی اثبات اور صفاتی اسماء کے ذکر تھے اور محمد رسول اللہ پر نبوت ختم ہوگئی۔ یعنی اس کے آگے اور کچھ نہ تھا تبھی تو قرآن مجید کی سورۃ احزاب میں " ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین " اب جن لوگوں نے آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی مانا یا اس کلمہ میں ردّ و بدل کیا وہ سخت گمراہی میں پڑ گئے اور جھوٹے نبی کو مان کر اصل کی شفاعت سے محروم ہو گئے جیسا کہ کچھ لوگ شیخ صنعان اور کچھ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔" (روشناس ص ۱۰ مصنف ریاض احمد گوہر شاہی)

(۲) "دین کھوکھلا ہونا شروع ہو گیا، علماء ناقص پیروں سے بیزار اور پیر بے عمل علماء سے نالاں اور اُمت دونوں سے بیزار ہو گئی۔ خالی پیروں نے غوث وقطب کے دعوے کئے اور بے عمل علماء مجدد اور نبوت کے جھوٹے دعویدار ہوئے۔"

(روشناس ص ۱۳)

(۳) ''مسئلہ یہ ہے کہ نبی کو نہ ماننے والا کافر ہے اور جھوٹی نبوت کا دعویدار بھی کافر اور اس کا متبع بھی کافر ہے۔ لیکن ولی کو نہ ماننے والا بے نصیب و کم بخت اور فیض سے محروم ہے۔ (روشناس ص ۱۴)

ریاض احمد گوہر شاہی کی عبارات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ...حد نبوت کے دعویٰ کو کفر سمجھتا تھا۔ لیکن بعد میں بیرونی ایجنٹ بن کر نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔

حقیقت حال یہی ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات ...میں سے کسی ایک کا انکار بھی انسان کو کافر بنا دیتا ہے۔ لہٰذا عقیدہ ختم نبوت کا منکر بھی کافر ہوگا۔ ...لئے کہ قرآن حدیث میں جس قدر وضاحت اس عقیدہ کے بارے ملتی ہے، کسی دوسرے عقیدہ ...بارے میں شاید ہی اتنی تفصیل موجود ہو۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ...س موضوع پر ایک کتاب ''ختم نبوت'' کے نام سے لکھی ہے، جس میں انہوں نے مسئلہ ختم ...ت پر دلالت کرنے والی ۹۹ آیات اور ۲۱۰ احادیث ذکر کی ہیں۔ یہاں پر صرف چند آیات اور چند ...یث درج کی جاتی ہیں۔

...یدہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

قرآنی آیات

(۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ .وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْئٍ عَلِيْمًا.

''نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

صاحب روح المعانی اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَكَوْنُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ مِمَّا نَطَقَ بِهِ الكتاب وصدعت به السنة واجمعت عليه الأمة فيكفر مُدّعِي خلافه ويُقتل

اِنْ اَمَر. (روح المعانی ج۲۷/ ص ۶۵)

''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخرالنبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر قرآن بول اٹھا اور جن پر احادیث نے صاف صاف تقریر کی اور جس پر اُمت نے اجماع کیا، اس لئے اس کے برخلاف کا دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا اور توبہ نہ کرے تو قتل کردیا جائے۔''

امام المفسرین حضرت ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی مشہور تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَلٰکِنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَخا تم النبیین الذی ختم النبوة فطبع عَلیها فلا تفتح لِاَحَدٍ بعدہٗ اِلٰی قیامِ الساعَةِ وَبنحو الذی قُلنا قَالَ اَهْلُ التاویل.

(ابن جریر ج ۲۲/ ص ۱۱)

''لیکن آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی وہ شخص جس نے نبوت کو ختم کردیا اور اس پر مہر لگادی۔ پس وہ آپؐ کے بعد کسی کے لئے نہ کھولی جائے گی قیامت کے قائم ہونے تک اور ایسا ہی آئمہ تفسیر صحابہ وتابعین نے فرمایا ہے۔''

تفسیر کی مشہور و مستند کتاب خازن میں لکھا ہے:

خا تم النبیین ختم اللّٰہ بهِ النبوة فلا نُبُوة بَعْدَهٗ اَیْ وَلَا مَعَهٗ.

(خازن ج۳/ ص ۴۷۰)

''خاتم النبیین یعنی اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نبوت ختم کردی پس نہ آپؐ کے بعد کوئی نبوت ہے اور نہ ہی آپؐ کے ساتھ کوئی نبی ہے۔''

(۲) ''ختم نبوت پر دلالت کرنے والی دوسری آیت یہ ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.

(سورة مائدہ: پ ۶)

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور مَیں نے تمہارے لئے دین اسلام ہی پسند کیا۔''

یہ آیت بھی صراحتاً عقیدہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ

...ض اور سنن اور حدود اور احکام اور حلال وحرام کو مکمل طور پر بیان فرمادیا گیا ہے۔ آج کے بعد کوئی ...ل وحرام کا حکم نازل نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی قیامت تک ضرورت ہے۔ اور نبی آتا ہے اللہ تعالیٰ ... احکام کو اُمت تک پہنچانے کے لئے، جب قیامت تک کے لئے سارے احکام دے دیئے گئے ...سی نئے نبی کی کیا ضرورت ہے؟

(۳) تیسری آیت جو مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے:

قُل یـاَیُّهَا النـاسُ اِنّـی رَسُوْلُ اللّٰـهِ اِلَیْکُم جَمِیْعًا الَّذی لَـهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰت وَالْاَرْضِ.

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، وہ اللہ جس کے لئے بادشاہت ہے آسمانوں اور زمین کی۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام اقوام عالم کی طرف عام ہے، خواہ وہ اب موجود ہوں ... قیامت تک پیدا ہونے والی ہوں، بخلاف انبیاء سابقین کے کہ ان کی بعثت خاص خاص قوموں ...رف مخصوص شہروں کے اندر ہوتی تھی، لہٰذا اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قیامت تک دنیا ...ہونے والے انسان آپ کی ہی اُمت ہیں۔ تو ان حالات میں اگر آپؐ کے بعد کسی دوسرے نبی ...تصور کرلی جائے تو آپ کی یہ امتیازی فضیلت باقی نہیں رہے گی کیونکہ اگر آپؐ کے بعد کوئی اور نبی ... تو پھر آپ کی اُمت اس کی اُمت کہلائے گی۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چونکہ نبوت پہلے مل ...ے اس لئے ان کا آخر زمانہ میں بحیثیت امام آنا اس کے منافی نہیں ہے۔

(۴) چوتھی آیت جو مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے:

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ.

"یہ قرآن تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے۔"

یہاں پر قرآن کریم کو قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے نصیحت حاصل کرنے ...دیا گیا ہے۔ اور قرآن تمام لوگوں کے لئے نصیحت اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ اس کو آخری ...ب آپ کو آخری نبی مانا جائے۔

(۵) پانچویں آیت جو مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ. (سورة انبیاء)

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر''

آپ قیامت تک آنے والوں لوگوں کے لئے رحمت اسی وقت ہو سکتے ہیں جب کہ آپ ان کے لئے نبی بھی ہوں، اور آپ اُن کے لئے نبی اسی وقت ہو سکتے ہیں جب کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

احادیث مبارکہ:

(۱) ''عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ قَاعَدْتُ اَبَاھُرَیْرَةَ خَمْسَ سنین فسمعتہٗ مُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَتْ بَنُو اسرائیل تسوسُھُم الانبیاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خلفاء فیکثرون قَالُوا فَمَاتَاْمُرُنَا، قَالَ فُوْابِیْعَةَ الاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ، اَعْطُوھُمْ حَقَّھُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ.'' (بخاری ومسلم)

''حضرت ابو حازمؒ فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ رہا، میں نے خود سنا کہ وہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے (سن کر) صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان خلفاء کے متعلق آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہر ایک کے بعد دوسرے کی بیعت پوری کرو اور ان کے حق اطاعت کو پورا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رعیت کے متعلق ان سے سوال کرے گا۔''

(۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَل الانبیاء مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنیٰ بَیْتاً فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضع لَبِنَة مِن زَاویة فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِهِ اللَّبِنَة وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ.

(رواہ البخاری و مسلم والنسائی والترمذی . وَفِیْ بَعْضِ الفاظه.

فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ وَخُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ ."

هكذا في الكنز عن ابي عساكر)

"حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق در جوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی؟ (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی) چنانچہ میں نے اس جگہ کو پُر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا، اور میں ہی خاتم النبیین ہوں یا مجھ پر تمام رُسل ختم کر دیئے گئے۔"

(۳) "عَنْ سَعْدِ بن اَبِيْ وَقَّاصٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ.

(رواه البخاري ومسلم في غزوة تبوك)

وَفِي لفظ لمسلم خَلَّفَهٗ عَلَيْهِ السَّلَام فِي بَعْضِ مَغَازِيه فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِيْ مَعَ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْن مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَانُبُوَّةَ بَعْدِيْ وَفِي لفظ اخر عنده اِلَّا اَنَّكَ لَسْتَ نَبِيًّا.

"حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارونؑ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (اس لئے تم ہارون علیہ السلام کی طرح نبی نہیں ہو)

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے غزوہ تبوک کے باب میں روایت کیا ہے۔

"اور مسلم شریف کی روایت میں اتنی بات اور زیادہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ایک جہاد میں حضرت علی کو ساتھ نہیں لیا بلکہ گھر پر چھوڑ دیا، تو حضرت علیؓ نے (نیاز مندانہ طور پر) عرض کیا کہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا، آپؐ

نے (ان کو تسلی کے لئے) ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے ہارونؑ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے (جس طرح حضرت موسیٰؑ جب کوہِ طور پر تشریف لے گئے تو ہارونؑ کو بنی اسرائیل کے پاس اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے، اسی طرح تم اس وقت میرے نائب تھے) لیکن میرے بعد نبوت نہیں (اس لئے تمہارا مرتبہ اگرچہ ہارونؑ کا سا ہے مگر تم نبی نہیں ہو) اور مسلم شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ "مگر تم نبی نہیں ہو۔"

(۴) "عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ." (مسلم شریف)

"حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنقریب میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔"

(۵) "عَنْ اَنَس بِن مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اَنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدْ اِنْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیّ."

(ترمذی شریف، مسند احمد)

"حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت ختم ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔"

(۶) "عَن عقبة بن عَامِرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَر بن الخَطَّابؓ. (ترمذی شریف)

"حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔"

(۷) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ

حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ وَاَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ)

"حضرت ابواُمامہ باہلیؓ نے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نبیوں میں سے آخری نبی ہوں اور تم اُمتوں میں سے آخری اُمت ہو۔"

(۸) عَنْ عِرْبَاضِ بِن سَارِیَةؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّی عِنْدَاللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خاتم النَّبِیِّیْنَ اِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَةٍ.

(شرح السنة، مسند احمد، مشکوٰة شریف)

"حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جب کہ آدم پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔"

(۹) عَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیِّؓ فِی حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ فِی سَوَالِ الْقَبْرِ فیقول (ای المیت) اَلْاِسْلَامُ دِیْنِیْ وَمُحَمَّدٌ نَبِیِّ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَهٗ صَدَقْتَ. (ابن ابی الدنیا، ابویعلیٰ، درمنشور)

"حضرت تمیم داریؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں سوال قبر کے بارے میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (منکر ونکیر کے جواب میں) مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں، منکر ونکیر یہ سن کر کہیں گے کہ تو نے سچ کہا۔"

(۱۰) "عَنْ اَبِیْ اُمَامَةؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی خُطْبَتِہٖ یَوْمَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَیُّهَا النَّاسُ اَنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا اُمَّةَ بَعْد کم فاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوةَ اَمْوَالِکُمْ طَیِّبَةً بِهَا اَنْفُسُکُمْ وَاَطِیْعُوْا وُلَاةَ اُمُوْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّکُمْ. (منتخب کنز علیٰ حاشیہ مسند احمد ج ۲ ص ۳۹۱)

"حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ

الوداع کے خطبہ میں فرمایا۔اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی اُمت، خبردار! اپنے رب کی عبادت کرتے رہو اور پانچ نمازیں پڑھتے رہو اور رمضان کے روزے رکھتے رہو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خوشدلی کے ساتھ دیتے رہو اور اپنے خلفاء اور حکام کی اطاعت کرتے رہو تو تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

(۱۱) اَخْرَجَہٗ ابن عساکر عَن سلمانؓ فی حدیثٍ طویل قَالَ قَالَ جِبْرِیْلُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اِنْ کُنْتُ اِصْطَفَیْتُ اٰدَمَ قَدْ خَتَمْتُ بِکَ الْاَنْبِیَاءَ وَمَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَکْرَمَ مِنْکَ عَلَیَّ. (خصائص کبریٰ ج دوم ص ۱۲۹)

"ابن عساکر نے حضرت سلمانؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ جبرائیلؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کا پروردگا فرماتا ہے کہ اگر ہم نے آدمؑ کو صفی اللہ ہونے کا تمغہ امتیازی دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کے سلسلہ کو ختم کر کے آپ کی شان امتیاز سب سے بڑھادی ہے اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز ہو۔"

(۱۲) اَخْرَجَ الدَّارمی وَابن عساکر عَن ابن غَنَمٍؓ قَالَ جِبْرِیْلُ اَنْزَلَ عَلٰی رَسُول اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَشَقَّ بَطنَہٗ ثُمَّ قَالَ جِبْرِیْلُ قَلْبٌ وَکِیْعٌ فِیْہِ اُذنانِ سَمِیْعَتَانِ وَعَیْنَانِ بَصِیْرتانِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلْمُقَفّٰی اَلْحَاشِرُ.

"دارمی اور ابن عساکر نے ابن غنمؓ سے روایت کیا ہے کہ جبریلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کا پیٹ چاک کیا، اور پھر کہا کہ قلب حفاظت کرنے والا ہے، کان سننے والے ہیں، اور آنکھیں دیکھنے والی ہیں، یہ محمدؐ ہیں اللہ کے رسول، جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جن کے بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔"

(۱۳) "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَمَسْجِدًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ." (مسلم شریف ص ۱۹۹ ج ۱)

"حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے۔(۱) مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے (۲) رُعب کے ساتھ میری مدد کی گئی (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کر دیا گیا (۴) روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کر کے بھیجا گیا (۶) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔"

(۱۴) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مطعمؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ یَقُوْلُ اَنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیُ الَّذِیْ یَمْحُو اللّٰهُ بِیَ الکفر وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاس عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ، وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ." (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۱۵)

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ میرے چند نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(۱۵) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اُسْرِیَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ قَرَّبَنِیْ رَبِّیَ اللّٰهُ تَعَالٰی حَتّٰی کَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ لَقَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی قَالَ یَا حَبِیْبِیْ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَارَبِّ قَالَ هَلْ غَمَّکَ اِنْ جَعَلْتُکَ اٰخِرَ النَّبِیِّیْنَ قُلْتُ لَا یَارَبِّ قَالَ حَبِیْبِیْ غَمِّ

اُمَّتَکَ اِنْ جَعَلْتُهُمْ اٰخِرَ الْاُمَمِ قُلْتُ یَارَبِّ لَا قَالَ اَبْلِغْ عَنِّیَ السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اِنِّیْ جَعَلْتُهُمْ اٰخِرَ الْاُمَمِ.

"حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب اسریٰ میں جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو مجھے میرے اللہ تعالیٰ نے اتنا قریب فرمایا کہ دو کمانوں کی مقدار کا فاصلہ درمیان میں رہ گیا یا اس سے بھی کم، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب! اے محمد! میں نے عرض کیا حاضر ہوں اے میرے پروردگار! پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں یہ ناگوار ہے کہ میں نے تمہیں آخرالنبیین کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تمہیں یہ ناگوار ہے کہ ہم نے تمہاری اُمت کو آخرالامم کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے میرے پروردگار ایسا نہیں۔ پھر فرمایا کہ اپنی اُمت کو میرا اسلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ میں نے تمہیں آخرالامم بنا دیا۔"

(رواہ الخطیب والدیلمی، کذافی الکنز ج ۶ ص ۱۱۲)

مذکورہ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ایسا عقیدہ ہے کہ جس پر قرآن و حدیث میں واضح دلائل موجود ہیں، جن میں نہ تو کسی تاویل کی گنجائش ہے اور نہ ہی ان سے راہِ فرار ممکن ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس پر نہ صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے گواہی دی ہے بلکہ خود اللہ اور فرشتوں نے بھی گواہی دی ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے کہ جس کے تحفظ کی خاطر ۱۲ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اگر اس عقیدے میں ذرہ بھر بھی لچک ہوتی تو صحابہ کرامؓ کی اتنی بڑی تعداد جامِ شہادت نوش نہ کرتی۔

آہ!...... کاش! کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کے پیروکار قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی ان واضح تصریحات میں غور کریں اور اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھنے کی طرف کان دھریں، غور کرنے کے بعد وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں سچ فرمایا کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆

...ب ہفتم

دعویٰ الہام و وحی

جب مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی نبوت کا دعویٰ کر چکے تو اس کا لازمی ...تھا کہ اللہ تعالیٰ سے براہِ راست مکالمہ، مخاطبہ، الہام اور وحی کا دعویٰ کیا جائے، اس میدان میں ...دونوں کسی سے پیچھے نہیں رہے، بلکہ بڑی ڈھٹائی سے یہ دعویٰ کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ...ہوتا ہے اور جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے سیکھ کر ہی کہتے ہیں:

چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

(۱) "اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس ...جزو سے کم نہیں ہوگا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱، خزائن ص ۴۰۷ ج ۲۲)

(۲) "یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند ...امر و نہی بیان کئے اور اپنی اُمت کے لئے ایک قانون مقرر کیا، وہی صاحب ...شریعت ہو گیا...... میری وحی میں اَمر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قـــل ...للمومنین یغضو من ابصارھم ویحفظو فروجھم ذالک ازکیٰ لھم یہ ...براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس پر تیئس برس ...کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں اَمر بھی ہوتے ہیں اور نہی ...بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ ...باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان ھـذا لـفـی صحف الاولیٰ صحف ...ابراھیم و موسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔"

(اربعین، نمبر ۴ ص ۷، ۸۳، خزائن ص ۴۳۵، ۴۳۶ ج ۱۷)

(۳) "چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام ...کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی

ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔" (ایضاً)

(۴) "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرتِ امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷-۴۰۶)

(۵) "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا...... اور یہ دعویٰ اُمت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس کا نام مستحق ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۳۸۷، روحانی خزائن نمبر ۲۲ ص ۵۰۳)

(۶) "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۲۲۰ مندرجہ خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

(۷) "ہم پر کئی سال سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں، اس لئے ہم نبی ہیں، امرِ حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے۔" (ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

(۸) "میں خدا کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیسے رَد کر سکتا ہوں، میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ

سے پہلے ہو چکی ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ و ص ۲۱۱، انجام آتھم ص ۶۲)

(۹) "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۲۵، خزائن ص ۴۵۴ ج ۱۷)

(۱۰) "مَیں خدا تعالٰی کے ان الہامات پر جو مجھے ہو رہے ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ تورات اور انجیل مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔"

(تبلیغ رسالت ج ۸ ص ۶۴، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵۴)

ریاض احمد گوہر شاہی بھی اسی کے نقش پر چلتے ہوئے کہتا ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں اللہ سے الہام پا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پا کر ہی کہتا ہوں چنانچہ وہ کہتا ہے:

(۱) "ہمارے لئے ذکر قلب ایسا ہے جیسا کہ مولوی کی تسبیح، جسے چاہا دے دیا، جو تعلیم ہمیں دی گئی ہے وہ کتابوں میں نہیں، میری تعلیم خدائی ہے دورانِ چلہ ہم اکثر نورالہدیٰ کا کوئی حصہ پڑھ کر یاد کر لیا کرتے تھے، بعد میں جب کبھی ضرورت پڑتی تو کتاب کھول کر دیکھتے تو وہ تحریر کہیں بھی نہ ملتی، اسی طرح کبھی ہمیں الہام کی صورت میں دل میں تحریر اترتی تھی، جو کہ کہیں بھی کتابوں میں نہیں ملتی تھی۔ لیکن ان سب باتوں کی (خود) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جو اولیاء اس وقت ہمارے استاد بنے ہوئے تھے، وہ ان تحریروں کی تصدیق کر دیا کرتے تھے، جو علم ہمیں وہاں پڑھایا گیا ہے وہ آج بھی ہمارے دماغ میں کتاب کی طرح محفوظ ہے، جب ضرورت پڑتی ہے کتاب کے صفحے کی طرح آگے پیچھے کر کے پڑھ لیتے ہیں۔"

(گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۲۳)

(۲) "اللہ کی طلب کے لئے ۳۴ سال کی عمر میں عرصہ تین سال سیہون کے ریگستانوں میں گذارا، کبھی پانچ، سات دن بھوکے گذارے، کبھی پتوں پر گذارہ کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا عذاب سہنے کی طاقت انسان کے بس میں نہیں، جب تک اللہ کی طرف سے مدد یا اس کی مرضی نہ ہو، تین سال کے بعد ایک دن اللہ سے بات ہو ہی گئی، پندرہ دن تک بات چیت ہوئی اور مجھے کچھ علم سکھائے گئے اور حکم ہوا کہ

اس علم کو ساری دنیا میں پہنچادو، ہم نے کہا کہ ہمارے پاس تو ایک روپیہ بھی نہیں کہ بس کے ذریعے سے اِدھر اُدھر جاسکیں، پوری دنیا میں گھومنے کے لئے لاکھوں روپے چاہیں، جواب ملا کہ اس کے ہم ذمہ دار ہیں۔ آج ہم پوری دنیا میں یہ پیغام پہنچارہے ہیں اور ہمارا یہ سارا خرچہ مختلف لوگ دل وجان سے کررہے ہیں۔ اب ہم اس علم کی طرف آتے ہیں جو ہم کو (سیہون کے جنگلوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے) سکھایا گیا، اس علم کی سچائی پانے کے لئے ہم نے کئی کتابوں کو پڑھا، روحانیت کے ذریعے نبیوں سے تصدیق کروائی پھر جب یہ یقین ہوگیا کہ یہ حق ہے پھر ہم نے اس کے تجربے کے لئے عام میں مشہور کردیا۔"

(دی گریٹ گاڈ اسلام آباد جولائی ۱۹۹۷ء ص ۵ تا ۷)

(۳) "ایک شخص نے سوال کیا کہ چاند میں آپ کی تصویر آئی تو کیا آپ کو کوئی بشارت وغیرہ ہوئی تھی، سرکار (گوہر شاہی) نے فرمایا کہ اگر ہم تمہیں بتا بھی دیں تو کیا تم یقین کرلو گے؟ وہ ہمارے یقین کے لئے تھی، تمہارے یقین کے لیے یہ تصویر ہے۔ تم اسے دیکھو۔" (گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۱۰/۱۱)

(۴) "تحقیق کے بعد لوگ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ نہیں آئی تو کسی اور کی کیسے آسکتی ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اپنے کسی فرزند کی تصویر لگادی ہو کہ اس کے ذریعہ عشق ومحبت کی تعلیم حاصل کرو، جسے اللہ نے ہی تعلیم سکھا کر پوری دنیا کے مذاہب کے لئے مامور کیا ہوا ہے۔" (تقریر بیسویں گیارہویں شریف، کوٹری ۱۳راگست ۱۹۹۹ء)

(۵) "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں اور کئی مرتبہ بالمشافہ ملاقات بھی ہوئی ہے، پہلی مرتبہ ۲۰ سال پہلے سیہون باغ میں حضور اکرمؐ سے ایسے ہی بالمشافہ ملاقات ہوئی تھی جیسے آپ میرے سامنے ہیں عورتیں یا مردان (گوہر شاہی) کے ہاں پانچ سات دن قیام کریں تو ان کو بھی بزرگوں سے ملاقات ہوسکتی ہے، گوہر شاہی نے کہا "میں خود کچھ نہیں کہتا ہوں جو حضور صلی اللہ

علیہ وسلم مجھے پڑھاتے ہیں، میں وہی آگے دیتا ہوں۔"

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۰ انومبر ۱۹۹۸ء)

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کی مذکورہ عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ...ں کا دعویٰ ہے کہ جو کچھ بھی یہ کہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے وحی اور الہام پا کر ہی کہتے ہیں۔ حالانکہ ...ں میں قرآن وحدیث کے حوالے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ قیامت تک کے لئے نبوت کا ...زہ بند ہے، جب نبوت کا دروازہ بند ہے تو وحی جو کہ نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبوت کا نتیجہ ہے، ...ی بند ہوگی۔ اس لئے مرزا غلام احمد اور ریاض احمد گوہر شاہی کا وحی اور الہام کا دعویٰ کرنا تین وجہ ... باطل ہے۔

...لی وجہ

علماء اسلام نے اس بات کی بڑی تفصیل سے وضاحت فرمائی ہے کہ جس طرح قیامت ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا ... بھی بند ہے۔

چنانچہ قاضی عیاضؒ اسی مسئلہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَمَنِ ادَّعَي النُّبُوَّةَ لِنَفْسِهٖ اَوْ جَوَّزَ اكتِسَابَهَا وَالْبُلُوْغَ بِصَفَاءِ الْقَلْبِ اِلٰی مَرْتَبَتِهَا كَالْفَلَاسَفَةِ وَالْغُلَاةِ الْمُتَصَوِّفَةِ وَكَذٰلِکَ مَنِ ادَّعٰی مِنْهُمْ اَنَّهُمْ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَدَّعِ النُّبُوَّةَ اَوْ اَنَّهٗ يَصْعَدُ اِلَى السَّمَاءِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَيَاْكُلُ مِنْ اَثْمَارِهَا وَيُعَانِقُ الْحُوْرَ الْعِيْنَ فَهٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ كُفَّارٌ مُكَذِّبُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ اَخْبَرَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَانَبِيَّ بَعْدَهٗ وَاَخْبَرَ عَنِ اللّٰهِ تعالٰى اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاَنَّهٗ اُرْسِلَ اِلٰى كَافَّةِ النَّاسِ وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى حَمْلِ هٰذَا الْكَلَامِ عَلٰى ظَاهِرِهٖ وَاَنَّ مَفْهُوْمَهُ الْمُرَادُ بِهٖ دُوْنَ تَاوِيْلٍ وَلَا تَخْصِيْصٍ فَلَاشَکَّ فِيْ كُفْرِ هٰؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ كُلِّهَا قَطْعًا اِجْمَاعًا وَسَمْعًا." (شفاء ص ۳۶۲ مطبوعہ بریلی)

''اور جو شخص اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کرے یا صفائی قلب کے ذریعہ سے نبوت کے مرتبہ تک پہنچنے اور اس کے حاصل کرنے کو جائز سمجھے مثل فلاسفہ اور حدود شریعت سے تجاوز کرنے والے مدعیین تصوف کے (جیسا کہ گوہر شاہی۔ فیصل آبادی) اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے (جیسے مرزا غلام احمد گوہر شاہی۔ فیصل آبادی) اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے یا جو یہ کہے کہ وہ آسمان پر چڑھتا اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور وہاں کے میوے کھاتا ہے۔ اور حوروں سے معانقہ کرتا ہے، پس یہ سب کے سب کفار ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں، اس لئے کہ آپؐ نے خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں، اور خدا کی طرف سے قرآن میں یہ خبر دی گئی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ تمام عالم کے انسانوں کی طرف رسول ہیں اور اُمت نے اجماع کیا ہے کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر حمل کیا جائے اور اس پر اس آیت کا نفس مفہوم ہی مراد ہے بغیر کسی تاویل و تخصیص کے، پس ان تمام گروہوں کے کفر میں کوئی شک نہیں، بلکہ قطعی طور پر اجماعاً اور نقلاً ثابت ہے۔''

ایک اور مقام پر قاضی عیاض رحمہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''فذالک کلهٗ کفر باجماع المسلمین...... وکذالک مَن ادّعیٰ مجالسة اللّٰه والعروج اِلَیهِ ومکالمته اَوحلوله فی احدالاشخاص کقول بعض المتصوفة والباطنیة والنصاریٰ والقرامطة.''

''پس یہ باتیں تمام مسلمانوں کے اجماع سے کفر ہیں......اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم نشینی کا اور اللہ تعالیٰ کی طرف عروج کرنے کا اور اس سے ہم کلامی کا دعویٰ کرے، یا کسی شخص میں اللہ تعالیٰ کے حلول کا دعویٰ کرے جیسا کہ بعض بناوٹی صوفی (مثلاً گوہر شاہی۔ فیصل آبادی)، باطنیہ، نصاریٰ اور قرامطہ کا دعویٰ ہے وہ بھی باجماع اُمت کافر ہے۔'' مغنی المحتاج شرح منہاج میں ہے:

'' (اَوَ) نفی (الرسل) بان قال لم یرسلهم اللّٰه اونفی نبوة نبیّ او

ادّعیٰ نبوة بعد نبیّنا صلی اللّٰه علیه وسلم اوصدق مدّعیها اَوْقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اسود اوامرد اوغیر قرشی او قال النبوة ملتسبة اوتنال رتبتها بصفاء القلوب او اُوحی الی ولم یدع نبوة (او کذب رسولاً اونبیاً) اوسبه اواستخف به اوباسمه اوباسم اللّٰه (کفر) **(مغنی المحتاج ص ۱۳۵ ج ۴)**

"یا کوئی شخص رسولوں کی نفی کرے اور یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں بھیجا یا کسی خاص نبی کا انکار کرے یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرے یا یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) کالے تھے یا بے ریش تھے، یا قریشی نہیں تھے، یا یہ کہے کہ نبوت حاصل ہو سکتی ہے یا قلب کی صفائی کے ذریعہ نبوت کے رتبہ تک پہنچ سکتے ہیں یا نبوت کا (صراحتاً) دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے یا کسی رسول یا نبی کو جھوٹا کہے یا نبی کو بُرا بھلا کہے یا کسی نبی کی تحقیر کرے یا اللہ تعالیٰ کے نام کی تحقیر کرے تو ان سب صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا۔"

علامہ قرطبیؒ نے فرمایا ہے:

"لِاَنَّ بِمَوْتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْقَطَعَ الْوَحْیُ."

(مواہب لدنیہ ص ۲۵۹)

"اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے۔"

مذکورہ عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی دعویٰ کرے یا اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا دعویٰ کرے جیسا کہ گوہر شاہی نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ندرہ دن تک ہم کلام ہوتا رہا ہوں، تو وہ شخص کافر ہے اور واجب القتل ہے۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی ر ریاض احمد گوہر شاہی کے پیروکاروں کو ان واضح تصریحات سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔ اور ان و چاہئے کہ اپنے کئے پر توبہ کریں اور دوبارہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں۔ تا کہ کل قیامت کے دن ٹے نبی کو ماننے کی وجہ سے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ ہوں۔

دوسری وجہ: مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی اور مکالمات کا دعویٰ کرنا اس وجہ سے بھی باطل ہے کہ مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی پہلے خود عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھتے تھے، تو جب نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا تو آپ ؐ کے بعد وحی کس پر نازل ہوگی؟ ویسے بھی ریاض احمد گوہر شاہی کا روحانی باپ مرزا غلام احمد بھی خود اس بات کا اقرار کر چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح نبوت کا دروازہ بند ہے اسی طرح وحی کا دروازہ بھی بند ہے۔

چنانچہ وہ لکھتا ہے:

(۱) ''حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعے سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی؟''

(ازالہ اوہام ص ۵۳۴م خزائن ج ۳ ص ۳۸۷)

(۲) ''ظاہر ہے کہ اگر چہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔''

(ازالہ اوہام ص ۵۷۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۱۔۴۱۲)

(۳) ''اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو، پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو، وہ محال ہوتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۱۴)

(۴) ''رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ اَمر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بہ قیامت منقطع ہے۔'' (زالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

(۵) ''قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔ (ازالہ اوہام ص ۷۶۱ خزائن ج ۳ ص ۵۱۱)

(۶) ''پس یہ کیس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالاتِ رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی، پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔'' (ایام صلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲)

(۷) ''کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا نبی بعدی سے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھولنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آ کیسے سکتا ہے جب کہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔''

(حمامۃ البشریٰ ص ۸۱ تا ۸۴، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰، ۲۰۱)

(۸) ''میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔''

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۲۳۰_۲۳۱)

مذکورہ عبارات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جس طرح آپؐ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اسی طرح آپؐ کے بعد وحی کا دروازہ بھی بند ہے۔ مرزا غلام احمد کی مذکورہ عبارات سے ان کا جھوٹا ہونا خود بخود ثابت ہو جاتا ہے۔

تیسری وجہ: مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کے جھوٹا ہونے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ ان کو جو الہامات ہوئے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جن میں محض انگریز کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی ہے یا ایسے ہیں جن سے مقصود احکامِ اسلام کی توہین کر کے انگریز کو خوش کرنا مقصود ہے۔ خلاصہ یہ کہ الہامات کے ذریعہ سے انگریز کو خوش کرنا مقصود ہے خواہ ان کی خوشنودی احکامِ اسلام کی توہین کر کے حاصل کی گئی ہو یا انگریز کی تعریف کر کے چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے الہامات کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''ایک دفعہ کی حالت یاد آئی کہ انگریزی میں یہ الہام ہوا۔ I LOVE You یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں، پھر یہ الہام ہوا۔ I am With You یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں، پھر الہام ہوا۔ I Shall help You یعنی میں تمہاری مدد کروں گا، پھر الہام ہوا۔ I Can What I Will do یعنی میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا، پھر اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ We Can What Will do یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔'' (براہین احمدیہ ص ۴۸۰، روحانی خزائن حاشیہ در حاشیہ ص ۵۷۱،۵۷۲، حقیقۃ الوحی ص ۳۰۳، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۶)

مرزا غلام احمد کی یہی وہ وحی ہے اور الہامات ہیں کہ جن کو وہ قرآن کی طرح قرار دیتا ہے اور اس پر اسی طرح یقین رکھتا ہے کہ جس طرح قرآن کریم پر۔ اب کوئی قادیانیوں سے پوچھے کہ اس میں کون سی وجوہِ اعجاز ہیں جو کہ قرآن کریم کے ہم مرتبہ ہیں؟ اور اس میں کون سی فصاحت و بلاغت ہے؟ انگریزی نبی نے چند جملے خود گھڑ لئے ہیں اور دعویٰ کر دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے اس کا مقصد چونکہ انگریز کو خوش کرنا تھا، اس لئے اس نے یہاں پر اللہ تعالیٰ کو انگریز کے ساتھ تشبیہ

دے کر اللہ تعالیٰ کی توہین کر کے انگریز کو خوش کر دیا ہے۔

اور یہ مکروہ شخص انگریزی زبان میں چونکہ اتنی لیاقت نہیں رکھتا تھا، اس لئے بڑی مشکل سے انگریزی زبان کے چند چھوٹے چھوٹے جملے بنا سکا، جن پر آج کے دور کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی قدرت رکھتے ہیں۔ انگریزی میں اس شخص کی مہارت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مختاری کے امتحان میں یہ فیل ہو گیا تھا، صرف چند انگریزی چھوٹی چھوٹی کتابیں اس نے پڑھی تھیں۔ چنانچہ اس کا بیٹا اس کی قابلیت کے متعلق لکھتا ہے:

''اسی زمانہ میں (جب کہ مرزا غلام احمد سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھا) مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدراس تھے، کچہری کے ملازم منشوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں، استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۳۷، روایت نمبر ۱۵۰ مصنف مرزا بشیر احمد)

مزید لکھتا ہے: ''مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے، اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ اوّل ص ۱۳۸، روایت نمبر ۱۵۰)

یہ ہے مرزا غلام احمد کی قابلیت کا حال! ظاہر بات ہے کہ جتنی انسان میں قابلیت ہو، کلام بھی اتنی ہی قابلیت کو ظاہر کرے گا۔ البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو انگریز ثابت کر کے انگریز کی خوشنودی ضرور حاصل کر لی تھی۔ اسی پر بس نہیں، جو فرشتہ اس کے پاس ایسی وحی لے کر آتا تھا وہ بھی اس کی تصریح کے مطابق انگریز تھا۔

چنانچہ یہ لکھتا ہے: ''ایک فرشتہ کو مَیں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا، صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے مَیں نے اس سے کہا کہ آپ بہت خوبصورت ہیں۔'' (تذکرہ یعنی وحی مقدس، مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا غلام احمد ص ۳۱ طبع اوّل، ص ۲۵ طبع سوم بہ تبدیلی الفاظ)

جیسی روح ویسے فرشتے، ظاہر بات ہے کہ جب نبی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے تو فرشتہ بھی تو ویسا ہی ہوگا۔ اس سے آپ مرزا غلام احمد کے الہامات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کس درجہ کے ہوں گے۔ یہ تو تھی مرزا غلام احمد کے الہامات کی کہانی۔ اب ریاض احمد گوہر شاہی کے الہامات بھی ملاحظہ ہوں اور پڑھ کر اندازہ لگائیں کہ ان کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے میں کس قدر سچائی ہے۔

چنانچہ وہ لکھتا ہے:

غاروں میں پگھلتے رہے اب خوفِ قبر کیا
عشق میں عقل ہی نہ رہا پھر حساب حشر کیا
نماز روزوں سے ملتا نہیں یہ ہرگز خام خیالوں کو
کر کے یاد حدیث، فقہ ملا بے تقدیر بن گئے تو کیا
رکھ کے داڑھی عیب چھپایا تو کیا ؔزہ
رگڑ کر ماتھا ملا کہلایا تو کیا ؔزہ

(تریاق قلب ص ۱۰، ص ۱۲، ص ۱۳، ص ۱۴)

ان الہامی اشعار میں گوہر نے عوام کو قبر، حساب حشر، نماز، روزہ، حدیث، فقہ، داڑھی، علماء اور اللہ والوں سے متنفر کرنے کے لئے کس قدر زہر اُگلا ہے، اس کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

عوام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے متنفر کرتے ہوئے کہتا ہے:

چھوڑ عبادت ایسی پہلے دل کو صاف کر
لگا کے ٹیکہ نوری نفس کو بھی پاک کر

(سالنامہ گوہر ۱۹۹۵ء ص ۱۵)

عوام کے دلوں سے ایمان کو نکالنے کے لئے یوں زہر اُگلا۔

جس منزل نوں عشق پہنچاوے
ایمان نوں خبر نہ کوئی ہو

(تحفۃ المجالس حصہ دوئم ص ۲۴)

نماز اور مسجد سے عوام کو دور رکھنے کے لئے کہتا ہے:

لو کی پنج ویلے عاشق ہر ویلے
لو کی مسیتی عاشق قدماں

(روزنامہ انقلاب کراچی ۱۷؍۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء)

قرآن کی تلاوت سے عوام کو دور رکھنے کے اپنے خودساختہ ذکر کی فضیلت یوں بیان کرتا ہے:

کہا دل نے اللہ ہو ملا ثواب بہتر ہزار قرآنوں کا
ہوا ہو سے پھر باہو کاش سمجھے تو ذکر سلطانی کیا ہے

(تریاق قلب ص ۸۳)

گوہر نے اپنے الہامی کلام میں اللہ تعالیٰ کی توہین کر کے اپنے ایمان کو یوں داؤ پر لگایا۔

مان نہ احسان تو ہم نے تو احسان چڑھا دیا
کہ جھکا ہوا تھا سر تیرے محبوب کا جو بلند کرا دیا

(تریاق قلب ص ۴۸)

اگر ہاتھ آگیا تو بُت
نہ ملا تو خدا ہے

(گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۳۴)

قریب ہے شاہ رگ کے اسے کچھ بھی پتہ نہیں
بیزار ہوئے محمدؐ کاش تو نے پایا وہ راستہ نہیں

(تریاق قلب ص ۱۸)

اللہ تعالیٰ کو مجبور کہہ کر اس کی یوں توہین کی:

پہنچ نہ سکے گا ہر گز تو اس شاہراہ کے بغیر
کہ خدا بھی چلتا نہیں قانونِ خدا کے بغیر
اسی نقطے کی تلاش میں طالبوں کی عمر برباد ہوتی ہے
خدا کی قسم اسی نقطے سے مجبور خدا کی ذات ہوتی ہے

(تریاق قلب ص ۷)

مذکورہ اشعار میں گوہر شاہی نے احکامِ اسلام کا مذاق اُڑا کر اور اللہ تعالیٰ کی توہین کر کے اپنے ایمان کا جس طرح جنازہ نکالا ہے، اس کا اندازہ انگریز کے اس خودکاشتہ پودے کی تحریرات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، لیکن اس کے باوجود اس کے پیروکار ان اشعار کو الہامی قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ الہامِ شیطانی تو ہوسکتا ہے، الہامِ رحمانی نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ انگریز کے اس زرخرید نے، شیعہ اسماعیلیہ کے اس ہمنوا نے یہ بھی کہا ہے قرآن کریم کے تیس پاروں کی بجائے چالیس پارے ہیں، تیس پارے تو وہی ہیں جو قرآن کریم میں موجود ہیں اور دس پارے وہ ہیں جو کہ اولیاء کے ذریعہ سینہ با سینہ چلتے آرہے ہیں، مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ میں جب سیہون کے جنگل میں چلہ کشی میں مصروف تھا تو وہ دس پارے مجھے عطا کئے گئے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

(۱) ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک وقتاً فوقتاً نازل ہوا، قرآن پاک کی ترتیب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، نے اس طرح کی کہ اس کو مہینے کے تیس دنوں میں تقسیم کردیا، تاکہ ہر روز ایک پارہ تلاوت کرلیا جائے، یہ قرآن پاک عوام الناس کے لئے ہے، جس طرح ایک علم عوام کے لئے جب کہ دوسرا علم خواص کے لئے، جو سینہ با سینہ عطا ہوا۔ اسی طرح قرآن پاک کے دس پارے اور ہیں، جب ہم نے اللہ کو پانے کی غرض سے لعل باغ سیہون شریف میں ذکر وفکر، تلاوت، عبادت وریاضت اور مجاہدات کئے تو ہم پر باطنی راز منکشف ہونا شروع ہوگئے، باطنی مخلوقات ہمارے سامنے آگئیں، (قرآن کریم کے) وہ دس پارے بھی سامنے آگئے۔'' (سرفروش یکم تا ۱۵/اکتوبر ۱۹۹۶ء)

(۲) ''یہ قرآن پاک عوام الناس کے لئے ہے۔ جس طرح ایک علم عوام کے لئے جب کہ دوسرا علم خواص کے لئے، جو سینہ بہ سینہ عطا ہوا۔ اسی طرح قرآن پاک کے دس پارے اور ہیں، جب ہم نے اللہ کو پانے کی غرض سے لعل باغ سیہون شریف میں ذکر وفکر، تلاوت، عبادت وریاضت اور مجاہدات کئے تو ہم پر باطنی راز منکشف ہونا شروع ہوگئے، باطنی مخلوقات ہمارے سامنے آگئیں پھر وہ دس پارے بھی

سامنے آگئے۔" (حق کی آواز ص ۵۲)

یہ تو تھا گوہر کا اپنے آپ کو ۱۰ پارے ملنے کا اقرار۔ باقی رہی یہ بات کہ ان دس پاروں میں کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دس پاروں میں سوائے احکامِ اسلام کی توہین کے اور سوائے اسلام کی بیخ کنی کے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

"یہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اٹھتے بیٹھتے، لیٹتے میرا ذکر کرو، وہ (دس) پارے کہتے ہیں اپنا وقت ضائع نہ کر، اسی کو دیکھ لینا، اس کی یاد آئے تو یہ قرآن مجید فرماتا ہے نماز پڑھ ورنہ گناہگار ہو جائے گا، وہ (دس پارے) کہتے ہیں اگر تو نے نماز پڑھی تو گناہگار ہو جائے گا...... انہوں (دس پاروں) نے کہا کہ جب نماز کا وقت آئے تو بس اسی کو دیکھ لے جس کی نماز ہے۔ پھر اس قرآن نے کہا ذرا بھی پانی پیئے گا تو تیرا روزہ ٹوٹ جائے گا، اس (دس پارے) نے کہا دن رات کھاتا پیتا رہ تیرا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ یہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ طاقت ہے تو حج میں ضرور جا، انہوں (دس پاروں) نے کہا توں تے اشرف المخلوقات ہے اس (کعبہ) کو ابراہیم علیہ السلام نے گارے مٹی سے بنایا ہے، تجھے اللہ کے نور سے بنایا ہے، تو اس کعبہ کی طرف کیوں جاتا ہے؟ وہ کعبہ تیری طرف آئے نا۔ یہ قرآن کہتا ہے کہ زکوٰۃ دے ڈھائی پرسینٹ زکوٰۃ دے، وہ کہتا ہے۔ ڈھائی پرسینٹ پاس رکھ ساڑھے ستانوے پرسینٹ زکوٰۃ دے۔" (بحوالہ آڈیو کیسٹ خصوصی خطاب نشتر پارک کراچی)

گوہر شاہی کے ان دس پاروں میں جن کے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا مدعی ہے ارکانِ اسلام کی توہین اور انکار کے اور کیا ہے؟ اس سے بڑھ کر اسلام کی بیخ کنی کیسے ہوسکتی ہے۔ انگریز کے اس منظورِ نظر کا مقصود عوام کو گمراہ کر کے اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنا تھا، وہ اس نے حاصل کرلیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس پر توہین رسول کا مقدمہ دائر ہوا تو اس نے امریکہ جا کر سکون کا سانس لیا۔ لہٰذا ریاض احمد گوہر شاہی اور مرزا غلام احمد کی اپنی تصریحات اور علماء کرام کے وحی کے بند ہونے پر فتاویٰ جات اور خود ان کی خود ساختہ وحی بھی ان کے جھوٹے ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆

باب ہشتم

نبی کریم ﷺ کے مقابل

جب مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی منصب نبوت پر حملہ کر چکے، اور اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم مرتبہ ثابت کر چکے۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد کی عبارات نقل کی جا چکیں، کہ اس نے اپنی کتب (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰، حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰ وص ۲۱۱، اربعین نمبر ۴ ص ۲۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴ وغیرہ) میں اپنی وحی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ وحی ''قرآن کریم'' کے ہم مرتبہ ٹھہرایا۔ اور ریاض احمد گوہر شاہی نے غیر مسلموں کو تبلیغ کرتے وقت کہا کہ تم محمد رسول اللہ کی جگہ میرا نام لے لینا۔ (سالنامہ ۹۷/۱۹۹۶ء ص ۷ عقیدت کے پھول ص ۱۳۹ حق کی آواز ص ۴، ۵) تو انہوں نے براہِ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر حملے کرنا شروع کیے۔ اس تفصیل کو تین فصلوں میں بیان کیا جا رہا ہے۔

فصل اوّل: فلسفۂ بروز و حُلُول

منصب نبوت پر ڈاکہ زنی کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی نے یہ دعویٰ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح میرے اندر اتر آئی ہے اسی کو فلسفۂ بروز اور حُلُول کہتے ہیں۔ اس لئے کہ بروز کا معنی ہے کہ کسی شخصیت کی جگہ کوئی اور ظاہر ہو جائے جیسے کوئی کہے کہ ریاض احمد گوہر شاہی اور مرزا غلام احمد قادیانی نے شیطان کی شکل اختیار کر لی۔ اور حُلُول کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی روح دوسرے میں داخل ہو جائے جیسے کوئی کہے کہ مرزا غلام احمد اور ریاض احمد میں شیطان کی روح داخل ہو گئی۔ مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی کا یہی دعویٰ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ہم میں داخل ہو گئی ہے۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

(۱) ''مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، جو درحقیقت خاتم

النبیین تھے، رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے، کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیۃ "واخرین منھم لما یلحقوا بھم" بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل (سایہ) اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ کوئی اور۔ یعنی جب میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ، مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

(۲) "غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے، ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہدہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "واخرین منھم لما یلحقوا بھم" (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن ص ۲۱۴۔۲۱۵ ج ۱۸)

(۳) "مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶)

اسی عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

(۴) ''تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمدؐ کو اُتارا تا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔''

(کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ''ریویو آف ریلیجز'' ص ۱۰۴ نمبر ۳ ج ۱۴)

مذکورہ عبارات میں مرزا غلام احمد کس قدر صراحت سے اپنے آپ کو نبی کریم کا وجود ثابت کر رہا ہے۔ لیکن ریاض گوہر شاہی نے واضح الفاظ میں تو یہ نہیں کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اس لئے کہ اس کو خوف تھا کہ جس طرح قادیانیوں کو یہ عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کافر قرار دیا گیا ہے، اگر میں بھی یہی بات کہوں گا تو میں بھی اسی طرح کافر ٹھہرایا جاؤں گا، اور اس نے چونکہ مہدی ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہوا تھا اور اس کو اس بات کا بھی علم تھا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی والدہ کا نام آمنہ اور والد کا نام عبداللہ بتایا گیا ہے، اس لئے اس نے اپنے آپ کو مہدی ثابت کرنے کے لئے یہ کہا کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ مہدی علیہ الرضوان کی والدہ کا نام آمنہ اور والد کا نام عبداللہ ہوگا، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حقیقتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور مہدی علیہ الرضوان کے والدین علیحدہ علیحدہ ہوں گے اور آپ کی ذات اور مہدی کی ذات علیحدہ علیحدہ ہوگی بلکہ مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مہدی کے جسم میں داخل ہو جائے گی، جس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدی علیہ الرضوان کا جسم ایک ہو جائے گا۔ تو جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے جسم کو آمنہ کا لال کہہ سکتے ہیں، چونکہ حضورؐ کی روح مہدی علیہ الرضوان کے جسم میں ہوگی، جس کی وجہ سے ان کی ماں کا نام بھی آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ ہو سکے گا۔ اس کا یہ فلسفہ ملاحظہ ہو:

''عام لوگوں کی ارضی ارواح ایک دوسرے کے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ پاکیزہ لوگوں کی ارواح پاکیزہ جسموں میں داخل ہوتی ہیں جب کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ارضی ارواح کو صرف امام مہدی کے جسم کے لئے روکا گیا تھا، جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے جسم کو آمنہ کا لال کہہ سکتے ہیں، اس طرح جسم کے کسی حصے یعنی ہاتھ وغیرہ کو بھی آمنہ کا لال کہہ سکتے ہیں۔ جس طرح

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو بھی آمنہ کا لال کہہ سکتے ہیں، اسی طرح روح کے کسی بھی دوسرے حصے کو آمنہ کا لال کہہ سکتے ہیں، چونکہ روح کا وہی دوسرا حصہ امام مہدی کے جسم میں ہوگا جس کی وجہ سے ان کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ بھی ہو سکے گا۔" (تقریر بیسیویں گیارہویں شریف، کوٹری، ۱۳؍اگست ۱۹۹۹ء روزنامہ جنگ لندن ۲۸؍اگست ۱۹۹۹ء)

مرزا غلام احمد اور ریاض احمد گوہر شاہی کی عبارات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی مرتبہ کے حصول کے لئے فلسفہ بروز اور حلول کی ہندوانہ اصلاح قائم کر کے خود محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی اشارہ تک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں ہوں گی یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کسی کے جسم میں داخل ہوگی بلکہ ان دجالوں نے دجل وتلبیس سے کام لے کر ہندوؤں سے یہ عقیدہ مستعار لیا ہے، جس کی اسلام میں ذرہ بھر بھی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآن وحدیث میں واضح الفاظ میں یہ تصریح موجود ہے کہ مرنے کے بعد نیک لوگوں کی روحیں علیین میں اور برے لوگوں کی روحیں سجین میں ہوتی ہیں جن کا براہ راست تعلق ان کے جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔

فصلِ دوم: نبی کریم ﷺ سے فضیلت کا دعویٰ

جب مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی فلسفۂ بروز وحُلول کے ذریعہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ثابت کر چکے تو ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھا کہ کیوں نہ اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ٹھہرایا جائے۔ چنانچہ یہ دونوں اس کے بعد اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ثابت کرنے پر کمربستہ ہوگئے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو افضل ثابت کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

(ا) "ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا، پھر اس روحانیت نے چھٹے :

کے آخر میں یعنی اس وقت (مرزا کے زمانہ میں) پوری طرح سے تجلی فرمائی۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷، خزائن ج ۱۶ ص ۲۶۶)

(۲) "اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گذر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا) کا وقت ہو اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے۔ سبحان اللہ الذی اسریٰ"

(خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳، خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۸)

(۳) "اسلام ہلال (ابتدائی راتوں کا چاند) کی طرح شروع ہوا۔ اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر (چودہویں رات کا چاند) ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس (چودہویں) صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رُو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (چودہویں صدی) پس ان ہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ لقد نصرکم اللہ ببدر" (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴، خزائن نمبر ۱۷ ص ۲۷۵، ۲۷۶)

(۴) "غرض اس زمانہ کا نام جس میں (ہم) ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ فرمان التائیدات اور دفع الافات تھا۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۹۲، حاشیہ مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۴۴)

مرزا غلام احمد نے حوالہ نمبر ۱ میں کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں روحانیت کم تھی اور میرے زمانہ میں روحانیت زیادہ ہے اور حوالہ نمبر ۲ میں کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو فتح ہوئی تھی، میرے زمانے کی فتح اس سے بھی بڑی اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور حوالہ نمبر ۳ میں کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح تھا اور میرے زمانہ میں اسلام میری وجہ سے چودہویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ اور حوالہ نمبر چار میں کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تائیدات اور آفات کا زمانہ تھا اس میں برکت نہیں تھی لیکن میرے زمانہ میں برکت ہے۔ ان باتوں کی طرف غور فرمائیں کہ یہ نبی کریم سے فضیلت ثابت

کرنے کی کوشش نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی بات کی وضاحت ان اشعار سے بھی ہوتی ہے جو کہ قادیانی شاعر ''قاضی اکمل'' نے مرزا غلام احمد کے سامنے پڑھے، جو یہ ہیں۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(قادیانی اخبار ''بدر'' قادیان، نمبر ۴۳، ج ۲، ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء ص ۴)

یہ تو تھی مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ثابت کرنے کی ناکام کوشش اور ریاض احمد گوہر شاہی نے اپنی فضیلت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح ثابت کی کہ اس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے بیان کے مطابق حجر اسود کو جو بوسا دیا تھا، وہ اس لئے دیا تھا کہ اس پر میری شبیہ تھی، اور بوسہ چونکہ مقدس چیز کو ہی دیا جاتا ہے، اس لئے یہ مکار شخص حجر اسود پر شبیہ کا ڈرامہ رچا کر اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر گیا۔ اس کی یہ دریدہ دہنی بھی ملاحظہ ہو۔

(۱) ''حجر اسود پر انسانی شبیہ ازل سے لگا دی گئی تھی اور یہ شبیہ لگانے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس شبیہ کو دیکھ کر اس شخص کی طرف رجوع کریں جس کی یہ تصویر ہے اور اگر اس شخص کی طرف رجوع کے بعد انسان کا دل اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتا، وہ شخص اللہ کا راستہ نہیں دیکھتا تو تصویر درست نہیں، لیکن اگر وہ شخص دل پر کعبہ نقش کردے تو تصویر صحیح اور تصویر والا بھی حق ہے، حضرت (گوہر شاہی) نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں تجھے اس لئے بوسہ نہیں دے رہا کہ تو جنت کا پتھر ہے، مَیں اس لئے بوسہ دے رہا ہوں کہ تجھے میرے آقا نے بوسہ دیا ہے۔ حضرت (گوہر) نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ کیوں دیا؟ حالانکہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ سے زیادہ غیور تھے۔ آپ نے بوسہ اس لئے دیا کہ وہ شبیہ اور حضور کی روحیں آسمانوں پر اکٹھی تھیں،

جب حضور دنیا میں تشریف لائے تو حجرِ اسود پر اس شخص کی شبیہ دیکھی تھی، تو انہیں یاد آ گیا کہ یہ وہ روح ہے جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا پیار تھا اور دونوں روحیں آپس میں بڑی خوش وخرم تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روح کی شبیہ دیکھ پہچان لیا اور بوسہ دیا۔" (صدائے فروش یکم تا ۱۵/ اگست ۱۹۹۹ء)

(۲) "جو لوگ حجرِ اسود میں تصویر دیکھ کر پھر بھی خاموشی اختیار کر لیتے ہیں وہ گونگے شیطان ہیں...... لیکن حجر اسود کا تعلق ایمانوں سے ہے، اس لئے چاہئے کہ اس کی تحقیق کی جائے۔ جو لوگ بلا تحقیق اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ حجر اسود میں کسی کی تصویر کیسے آسکتی ہے...... گوہر شاہی نے کہا کہ حضور پاک تو بتوں کے خلاف تھے، لیکن حجر اسود بھی تو ایک پتھر ہے تو حضور نے اس کو بوسہ کیوں دیا؟ قدرت کے ایسے ہی راز وقت سے پہلے نہیں کھلتے۔" (حق کی آواز ص ۳۴)

گوہر شاہی کی اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح علیحدہ ہے اور گوہر شاہی کی روح علیحدہ ہے، جبھی تو گوہر شاہی کا یہ کہنا درست ہوگا کہ میری روح اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح آسمان میں اکٹھی رہتی تھیں۔ حالانکہ ماقبل میں یہ دھوکہ باز کہہ چکا ہے کہ مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد، والدہ کا نام آمنہ اور والد کا نام عبداللہ بایں معنیٰ ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اس کے اندر ہوگی۔ تو یہ اس کے کلام میں تعارض نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سچ فرمایا: "لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجد وا فیہ اختلافاً کثیراً" کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں جو دعویٰ کر رہا ہوں وہ واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس کے دعویٰ کو پرکھنے کا معیار یہ ہے کہ اگر اس کی بیان کردہ بات واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کی باتوں میں اور دعووں میں تعارض نہیں ہوگا۔ اگر اس کے کلام میں تعارض ہو تو سمجھ لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ اس کے شیطانی ذہن کا نتیجہ ہے۔

فصل سوم: ہندوؤں کا اوتار

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ ہندوؤں کی

مقدس کتب میں جس اوتار کی خبر دی گئی ہے، وہ میں ہوں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

(۱) ''اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے، درحقیقت ایک کامل انسان تھا، جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ذات کی زمین کو پاپ سے صاف کیا، وہ اپنے زمانے کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے، سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔'' (مرزا غلام احمد کا لیکچر سیالکوٹ ۲ رنومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸۔۲۲۹)

(۲) ''آخر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے، ایسا ہی مَیں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے، جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں مَیں ہوں، ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔''

(۳) ''اسی وقت میں نے سمجھا کہ تمام دنیا ایک رودر گوپال کا انتظار کر رہی ہے، کیا ہندو کیا مسلمان اور کیا عیسائی، مگر اپنے اپنے لفظوں اور زبانوں میں اور سب نے یہی وقت ٹھہرایا ہے اور اس کی یہ دونوں صفتیں قائم کی ہیں یعنی سوروں کو مارنے والا اور گائیوں کی حفاظت کرنے والا، اور وہ میں ہوں جس کی نسبت ہندوؤں میں

پیش گوئی کرنے والے قدیم سے زور دیتے آئے ہیں کہ وہ آریہ ورت میں یعنی اسی ملک ہند میں پیدا ہوگا اور انہوں نے اس کے مسکن کے نام بھی لکھے ہیں مگر وہ تمام نام استعارہ کے طور پر ہیں جن کے نیچے ایک اور حقیقت ہے اور لکھتے ہیں کہ وہ براہمن کے گھر میں جنم لے گا یعنی وہ جو برہم کو سچا اور واحد لاشریک سمجھتا ہے یعنی مسلمان۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۲۱۶، حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۷، ۳۱۸)

اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے مرزا غلام احمد کا بیٹا میاں محمود لکھتا ہے:

(۴) "اے ہندو بھائیو! اس زمانہ کا اوتار کسی خاص قوم کا نہیں وہ مہدی بھی ہے، کیونکہ مسلمانوں کی نجات کا پیغام لایا ہے، وہ عیسیٰ بھی ہے، کیونکہ عیسائیوں کی ہدایت کا سامان لایا ہے وہ نہ کلنک اوتار بھی ہے، کیونکہ وہ تمہارے لئے، ہاں ہندو بھائیو تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی محبت کی چادر کا تحفہ اس نہ کلنک اوتار کا نام مرزا غلام احمد ہے جو قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے تھے۔ خدا نے ان کے ہاتھ پر ہزاروں نشان دکھائے ہیں اور ان کے ذریعہ سے وہ پھر دنیا کو انصاف اور عدل سے بھرنا چاہتا ہے جو لوگ ان پر ایمان لاتے ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ بڑا نور بخشتا ہے اور ان کی دُعائیں سنتا ہے اور ان کی سفارش پر لوگوں کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور عزتیں بخشتا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ ان کی تعلیم کو پڑھ کر نور حاصل کریں۔"

(الفضل ج ۲۳ نمبر ۲۲۷، مورخہ ۲/ اپریل ۱۹۳۶ء)

مذکورہ عبارات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے واضح الفاظ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہندوؤں کی مقدس کتب میں جس اوتار کی خبر دی گئی ہے، وہ میں ہوں۔ یہی بات ریاض احمد گوہر شاہی نے کہی ہے۔

چنانچہ گوہر شاہی کا مرید اس کی کتاب کے شروع میں لکھتا ہے:

(۱) "چاند، سورج، حجر اسود، شیومند اور کئی دوسرے مقامات پر بھی تصویر گوہر شاہی نمایاں ہونے کے بعد اکثر مسلم اور غیر مسلم کا خیال اور یقین ہے کہ یہی شخصیت (گوہر شاہی) مہدی، کالکی اوتار اور مسیحا ہے، جس کا مختلف مذہبی کتابوں

میں ذکر آیا ہے۔" (دین الٰہی ص ۹)

(۲) "ریاض احمد گوہر شاہی نے کہا:
آخری کالکی اوتار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ امام مہدی ہیں...... اور امام مہدی وہ ہے جس کی چاند میں تصویر نظر آئے...... اور پھر چاند میں کس کی تصویر نظر آرہی ہے؟...... وہ میری ہے، بے شک حکومت تحقیق کر کے دیکھ لے۔"

(سرفروش یکم تا ۱۵/ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

(۳) متنازعہ اسٹیکر جس پر "لا الہ الا اللہ" ریاض احمد گوہر شاہی، چھاپ کر پورے ملک میں تقسیم کیا گیا، اس اسٹیکر کے متعلق ایک سوال پر اس نے کہا۔
"ہم نے مسلمانوں کو الف لام میم کا مطلب "الف" سے اللہ "ل" سے لا الہ اللہ، اور "میم" سے محمد رسول اللہ، سکھایا تھا، لیکن ہمارے ساتھ جو ہندو شامل ہیں، انہوں نے الف سے اللہ، لام سے لا الہ الا اللہ اور "م" کی جگہ ریاض احمد گوہر شاہی کر دیا کیونکہ وہ ہمیں اپنا اوتار سمجھتے ہیں۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۰ نومبر ۱۹۹۸ء)

ریاض احمد گوہر شاہی نے اپنے آپ کو ہندوؤں کا کالکی اوتار ثابت کرنے کے لئے انگریز کے اشاروں پر ناچنے والے کچھ ہندوؤں کو بھی اپنا ہمنوا بنالیا تھا۔ جن کے ذریعے سے اس نے ان کی تنظیم آر، اے، جی، ایس، انٹرنیشنل انگلینڈ کے تحت ایک اسٹیکر چھپوایا، جس میں گوہر شاہی کو کالکی اوتار ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی، اور اس اسٹیکر کو پوری دنیا میں پھیلایا گیا تھا۔ اس کی عبارت درج ذیل ہے:

(۴) "ہندو سوسائٹی ائرلینڈ کے سبھاش شرما کہتے ہیں کہ ہمارے وید شاستروں کے مطابق کالکی اوتار کا قد درمیانہ ہوگا، سفید کپڑے ہوں گے، برصغیر سے ظاہر ہوں گے، وہ ظلم کا خاتمہ کریں گے، محبت کا درس عام کریں گے۔ دنیا بھر میں ان کی نشانی چاند کے ذریعے ظاہر ہوگی۔ باباجی گوہر شاہی چاند میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ دل کی مالا اور نام دان عطا کرتے ہیں۔ ہر دھرم کے لوگوں نے خواب میں ان کا درشن کیا ہے، کئی مندروں میں ان کی شبیہ آچکی ہے۔ من کی جوت پراپت کرنے

کے لئے لوگ جوق در جوق ان کے پاس آرہے ہیں بہت سے لوگوں کو انہوں نے شنکر جی کے درشن کروائے ہیں۔ باباجی گوہر شاہی کے روحانی علاج سے ہر قسم کی بیماری خواہ کینسر ہو، لوگ صحت یاب ہو رہے ہیں۔"

کالکی اوتار کون؟ انصاف پسند پنڈتوں کی زبانی

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نے اپنے آپ کو ہندوؤں کا اوتار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ ہندوؤں کو جس آخری اوتار (کالکی اوتار) کا انتظار ہے، اور جس کی خبر ہندوؤں کی مقدس کتب میں دی گئی ہے، وہ من وعن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پوری ہوگئی ہے۔ نہ صرف یہ کہ اس پر مسلمانوں کا ایمان ہے بلکہ انصاف پسند ہندوؤں نے اس کا برملا اقرار کیا ہے اور بعض پنڈتوں نے تو اس پر مستقل کتابیں اور مقالات لکھے ہیں۔

الحاج بشیر الدین پنڈت صاحب اپنے مقالہ "ہندوؤں کی کتبِ مقدسہ میں بشاراتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم" میں لکھتے ہیں:

(ا) "سام وید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر"

"احمد نے اپنے رب سے پُر حکمت شریعت کو حاصل کیا۔ میں سورج کی طرح روشن ہو رہا ہوں، یعنی میں (رشی دستہ کنو) اس بشارت کو دیکھتے وقت آفتاب رسالت سے منور ہو رہا ہوں۔"

قرآن شریف اس منتر کے راز کو اس طرح کھولتا ہے:

یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔

"اے نبی ہم نے تجھے شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور تو اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا سورج ہے۔ روشنی دو طرح کی ہوتی ہے، اجرام فلکی کی، ایک وہ اجرام جو بذاتِ خود روشن ہیں۔ جیسے سورج، دوسرے وہ اجرام جو اس سے روشن ہوتے ہیں۔ جیسے رات کے وقت چاند، ستارے سورج

کی روشنی کی گواہی دیتے ہیں۔ اس لئے رشی دستہ کا یہ کہنا کہ میں سورج کی مانند روشن ہوں، درحقیقت سراجا منیراً کے لئے ایک گواہی ہے۔ اور وہ سراجا منیراً احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۲) ''اتھروید کے کنتاپ سوکت میں بشارات''

اتھروید تینوں ویدوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس میں رگوید رچائیں (محامد) سام وید کے گانے اور یجروید کی عبادات کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ مہلک امراض سے شفاء جنگ میں فتح و نصرت کے نسخے اور بہشت و دوزخ کے تفصیلی بیانات بھی ہیں اس لئے اس وید کو برہم وید (علم الٰہی) کہا جاتا ہے جس طرح بائبل کا ماخذ الواح بابل ہیں، اسی طرح ویدوں کی اندرونی شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ اتھروید صحیفہ ابراہیمؑ کی بڑی حد تک نقل ہے۔ رگوید کا ۵/۱حصہ بائبل کی طرح بابل کے صحائف سے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں بابل اور مصر کے بادشاہوں کی جنگوں کا حال بھی ہے...... اتھروید کے بیسویں باب کے کچھ سوکت کنتاپ سوکت کہلاتے ہیں۔ ان کو طویل یگیوں اور قربانیوں میں ۷ا پجاری بڑے اہتمام سے پڑھا کرتے تھے اور یہ ہر سال ہوا کرتا تھا، گویا ایک طرح سے انہیں یاد رکھنے کے لیے ہندو قوم کو توجہ دلائی جاتی تھی۔

کنتاپ کے معنی ہیں پیٹ کی پوشیدہ گلٹیاں۔ یہ نام ان منتروں کا غالباً اس لئے رکھا گیا کہ ان کا راز آئندہ زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا۔ یہ راز ناف زمین (مکہ) سے تعلق رکھتا ہے۔ مکہ کی زمین کو اُمّ القریٰ (ناف زمین) الہامی کتب میں بتایا گیا ہے، اس لئے کہ ہمیں سب سے پہلے پہل خدا کا گھر بنا اور نسل انسانی کو یہیں سے روحانی غذا ملنا شروع ہوئی۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکا وھدی للعالمین۔ قرآن شریف میں مکہ کے دو نام ہیں۔ ایک بکّہ، دوسرا مکہ۔ مکہ کے معنی ہیں بطن (پیٹ زیر ناف) اور مکہ کے معنی ہیں پستان۔ انسان کو اپنی ماں سے غذا دو جگہ سے ملتی ہے یعنی پیٹ سے (رحم مادر سے) اور چھاتیوں سے۔ اسی طرح نسل انسانی کی ابتدائی پرورش کنتاپ (پوشیدہ گلٹیاں، رحم مادر) یعنی بطن مکہ سے شروع ہوئی مگر جب بچہ رحم مادر سے مکمل ہو کر باہر آ گیا، یعنی وسیع دنیا میں قدم رکھا تو یہی گلٹیاں چھاتی میں دودھ بن گئیں۔ اسی طرح سے انسان کی پرورش کا سامان اب مکہ میں یا ماں کی چھاتیوں میں ہے۔ کنتاپ سوکتوں کو لوگ اب تک

معمہ یا پہیلیاں سمجھتے رہے۔ چنانچہ پروفیسر پنڈت راجہ رام، پروفیسر میکولر بلوم فیلڈ وغیرہ نے ایسا ہی سمجھا لیکن یہ گلتیاں اب واضح ہو چکی تھی۔

(۳) ''کنتاپ سوکت کا پہلا منتر اسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم''

ترجمہ: ''اے لوگو! یہ (بشارت) احترام سے سنو، محمد تعریف کیا جائے گا، ساٹھ ہزار اور نوے دشمنوں میں اس ہجرت کرنے والے (امن پھیلانے والے کو) ہم (حفاظت میں) لیتے ہیں۔''

تشریح: نراشنذ یعنی لوگوں میں تعریف کیا گیا، کورم یعنی امن پھیلانے والا یا مہاجر شیلسٹی شہر مکہ کی آبادی اس وقت ساٹھ ہزار تھی جیسا کہ ابن اثیر کامل وغیرہ نے لکھا ہے۔

''واضح اسم گرامی'' ترجمہ: اس نے مامح رشی کو سو دینار، دس تسبیحیں، تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں دیں۔'' (مترجم پنڈت کھیم کرن و پروفیسر راجہ رام)

تشریح: ما یعنی مہا بمعنی بہت زیادہ۔ مح یعنی تعریف کیا گیا...... عروتام یعنی عربی گھوڑے۔

مطلب: پیش گوئیاں بالعموم استعارات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس منتر میں سو طلائی دینار وہ صحابہ کرامؓ ہیں، جنہوں نے مکہ کے پُرفتن دور میں مکہ سے حبش کو ہجرت کی۔ سرجہ یعنی گلدستہ، تسبیح، سردار (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۴، منتر ۲ میں سرجہ بمعنی سہرا) عشرہ مبشرہؓ مراد ہیں۔ عروہ بمعنی تیز رو یا عربی گھوڑے ان سے مراد اصحاب بدر ہیں جو تین سو تیرہ تھے۔ گو کا مادہ گم یعنی جنگ کے لئے نکلنا (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۳۳ منتر ۶) گائے کو رُعب وجلال اور ہلاکت کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ (رگوید منڈل ۵ سوکت ۵۶ منتر ۳) گائے صلح و اتفاق واتحاد کی علامت بھی ہے (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۱۲ منتر ۳) ان تشریحات سے ظاہر ہے کہ محمدؐ کے ساتھی گائے کی طرح مقدس اور رحم ومحبت کے مجسمہ ہیں۔ اور اندر دیوتا کی طرح بارعب اور خوفناک بھی ہیں۔ اس تضاد کی پہیلی کو قرآن شریف نے اس طرح حل فرمایا: محمد رسول اللہ والذین معه اشدآء علی الکفار رحماء بینهم...... مکہ کی فتح کے وقت ٹھیک دس ہزار کی قدوسی جماعت آپؐ کے ساتھ تھی۔ مذکورہ بالا منتر میں حسب ذیل باتیں قابل غور ہیں۔

(۱) اس منتر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی نام (احمد) جو ذاتی نام سے بھی کسی قدر مشابہ ہے، موجود ہے۔

(۲) آپ ؐ کو رشی یا پیغمبر بتلایا گیا ہے۔

(۳) آپ ؐ کو خالص سونے کے طلائی دینار یعنی **سابقون الاولون** صحابہ کرامؓ کے دیئے جانے کا ذکر ہے۔

(۴) عشرہ مبشرہ یعنی با اقبال جنت کے دس گلدستوں کا عطیہ

(۵) ابدزاہد عالم جنگجو ۳۱۳ تاریخی اصحاب بدر کا ذکر

دنیا کی تاریخی روشنی میں یہ ساری خوبیاں اور نشانات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات میں ملتی ہیں اور یہ نشانیاں ٹھیک اسی ترتیب کے ساتھ ہیں جیسی کہ بعد کو تاریخی وجود میں آئیں۔ دنیا کے کسی رشی یا پیغمبر کے ساتھ بجز آنحضرت ؐ کے ان کی تطبیق نہیں کی جا سکتی۔

(۴) ''جنگ احزاب کا مفصل ذکر''۔ اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۲۱ منتر ۶ حسب ذیل ہے:

ترجمہ: ''اے صادقوں کے رب! مجھے ان سرور دینے والوں نے اپنے بہادرانہ کارناموں اور مستانہ ترانوں سے دشمن کی جنگ میں مسرور کیا، کہ جب حمد کرنے والے نیز عبادت کرنے والے کے لئے تو نے دس ہزار دشمنوں کو بغیر مقابلہ کے شکست خوردہ کر دیا۔

نئی: برترِ بے شو، بے بمعنی صادقوں کے رب۔ آمدن بمعنی مسرور کیا، ور سنسٹر پاتے، ان بہادرانہ کاموں سے۔ سوماسہ یعنی مستانہ ترانوں نے وِرتر بمعنی دشمن کا، رَوِے بمعنی حمد کرنے والے کے لئے۔ درشتے بمعنی عبادت کرنے والے کے لئے۔ اپرتی بمعنی بغیر مڈبھیڑ۔ نی رہتیہ یعنی تو نے شکست خوردہ کر دیا ہتیشوا یعنی جنگ میں۔

تشریح: وید منتر میں اللہ تعالیٰ کو ''ست پتی'' یعنی صادقین کی تربیت کرنے والا بتایا ہے۔ صادقین صحابہ کرامؓ کی صفت ہے۔ **من المومنین رجال صدقوا ماعاھدوا اللّٰہ علیہ**۔

وید منتر میں دوسری نشانی یہ ہے کہ سرور دینے والوں نے اپنے بہادرانہ کارناموں اور

ساتھ تھا، جس کے ایک ادنیٰ غلام سُند ہوا، جھکڑ اور رعد و کڑک سے دشمن خوفزدہ ہو کر فرار ہو گیا۔ قرآن کریم نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

یایھا الذین امنوا اذکروا نعمة اللہ علیکم اذجاتکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا و کان اللہ بما تعملون بصیرا۔

ترجمہ: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو، جب تم پر لشکر آ پہنچے، سو ہم نے ان پر ہوا کو اور ایسے لشکر کو بھیجا جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ اسے جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔'' جنگ احزاب صداقت اسلام کا کھلا معجزہ ہے۔'' (ہندوؤں کی کتب مقدسہ میں بشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، مصنف جناب الحاج بشیر الدین پنڈت صاحب، ص ۳ تا ص ۸)

سبحان اللہ! الحاج بشیر الدین پنڈت صاحب نے ہندوؤں کی کتب مقدسہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف کالکی اوتار ہونا ثابت کیا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کی تفصیل اور صحابہ کرامؓ کے اوصاف کو بھی ثابت کر دیا ہے۔

جناب نزہت انیق نے ہندوؤں کے مذہبی رہنماؤں کے اقوال اور کتبِ مقدسہ کے حوالہ سے نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کالکی اوتار ثابت کیا ہے بلکہ ان ہی سے نماز کے طریقہ کو بھی ثابت کر دیا ہے۔

چنانچہ وہ اپنے مقالہ ''ہندو مذہب کی قدیم کتب اور بابری مسجد'' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رام جی کی پیش گوئی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بستر علالت پر رام جی سے ہنومان جی نے پوچھا کہ آپ تو اس دنیا کو چھوڑ کر جا رہے ہیں، یہ بتایئے کہ جیوتی روپ حاصل کرنے کا آپ کے بعد کیا طریقہ ہوگا؟ آپ (رام جی) نے بالوضاحت ہنومان کو آنے والی نسلوں کے لئے ایک پرارتھنا بتائی۔ چونکہ وہ ایک پیش گوئی تھی اور آنے والے کالکی اوتار (محمد مصطفیٰؐ) اس کو رائج کرنے والے تھے۔ چنانچہ ہندوستان کے مختلف سکول اپنی اپنی فکر کے مطابق جو سمجھ پائے اسی کو جیوتی روپ سمجھتے رہے۔

یہاں ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا رام چندر جی کے ''شری رام تو بودھا مرت'' میں مرقوم

فرمان کے مطابق جیوتی روپ حاصل کرنے کا طریقہ وہ طریقہ نماز نہیں جو مسلمان ۱۴ سو سال سے ادا کر رہے ہیں؟ اس ضمن میں شری رام چندر جی کیا فرماتے ہیں؟ ان کے فرمان کا ایک جائزہ لیتے ہیں۔

فرمان	ترجمہ
پرتھا کم جیو	پہلے تو کھڑا ہو جا (قیام)
دو تیم ڈنڈم اچتے	دوسرے تو سجدہ کر (سجدہ)
ترتیم کنڈلام کارم	تیسرے تو بیٹھ جا (قعدہ)
چترتھم اردچندر کم	چوتھے تو آدھا چاند بن جا (رکوع)
پنچم پندسمیکتم	پانچویں تو مراقبہ کر (مراقبہ)
اواسجوتی روپکم	یہی نور کا روپ ہے
آشٹ انگنج	آٹھ جسم کے حصے زمین کو لگیں
چتشٹپادم	پھر چوپایہ جاندار کی طرح ہو جا
تری استھانم	تین مقامات کا خیال رکھو
پنج دیوتم	پانچ دیووں کا خیال رکھو
اومتِ مم نہ جاتی	جو شخص ان باتوں کو نہیں جانتا
برہمونہ بھولے تسہی	وہ ہرگز برہمن نہیں ہو سکتا
کھیچری، بھوچری، سچری	آسمان پر، زمین پر یا اُفق پر نگاہ رکھ
شام بھوی	پریشان خیالی کو ضبط کر

آیئے! مندرجہ بالا اشارات کو سمجھتے ہیں:

''کھیچری، بھوچری، سچری'' (آسمان پر، زمین پر یا اُفق پر نگاہ رکھ) جب مسلمان اللہ اکبر کہتا ہے تو آسمان و اُفق پر اس کی نگاہ سیر کرتی ہوئی آتی ہے۔ ''شام بھوی'' (پریشان خیالی کو ضبط کر) شام بھوی کی اس سے بہتر اور کیا تعریف ہو سکتی ہے کہ حضرت علیؓ صرف حالت نماز میں اپنے جسم میں گڑے ہوئے تیر کو نکالنے کی اجازت دیتے ہیں۔ شام بھوی کا حسین منظر نماز کے قیام ہی

ترانوں سے اللہ کو راضی کر دیا ۔ اس کا نقشہ قرآن پاک میں یوں کھینچا گیا۔

وَلما رای المو منون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله وما زادهم الا ايمانا وتسليما. (۲۲.۳۳)

ترجمہ: ”جب مومنوں نے دشمن کے لشکر کو دیکھا۔ انہوں نے کہا یہ وہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے کیا تھا۔ (اس نظارہ نے) ان کے ایمان نیز تسلیم ورضا کی ایمانی قوت کو مضاعف (دوگنا) کر دیا۔“

تیسری نشانی دس ہزار کے لشکر عظیم کو جو تین ہزار کے مقابل اور ہر طرح سے بڑھ بڑھ کر تھا شکست خوردہ بتایا۔ قرآن شریف میں یہ آیت جنگ احزاب وقوع پذیر ہونے سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔

جند ماهنالک مهزوم من الاحزاب: (۳۸:۱۱)

چوتھی نشانی اسم احمد کا ذکر ہے۔ کاروے یعنی حمد کرنے والے یعنی احمد۔ پروفیسر گرفتھ نے اس کا ترجمہ اور پروفیسر پنڈت راجہ رام نے ستوتا یعنی حمد کرنے والا کیا ہے۔ یہ صفاتی نام ہے جو اس جنگ (احزاب) کا ہیرو ہے۔ وہ (احمد) حمد کرنے والا بھی ہے اور سپہ سالار بھی۔

حمد کرنے والے کی دوسری صفت لفظ ”برہشتے“ ہے، جس کا معنی ہیں مقدس گھاس جو ویدی (آتشکدہ) کے کناروں پر بچھائی جاتی ہے ۔ استعارہ مقدس گھاس والا سے مراد عبادت گزار ہوتی ہے۔ دوسرے معنی اس کے روشن اور نورانی شخص کے بھی ہیں یعنی احمد نہ صرف خدا کی حمد کرنے والے ہیں بلکہ عین میدان جنگ میں خدا کی عبادت کرنے والے بھی ہیں۔

یہ وید منتر کی پانچویں نشانی اور آخری نشانی ہے۔ دشمن کا بغیر مقابلہ کئے فرار ہو جانا۔ اس کی وجہ اس سوکت کے منتر ا تا ۵ منتر ۶ اور منتر ۷ میں بیان کی ہے۔ ان منتروں میں خطاب ہے اندر دیوتا سے، جو تند و تیز ہوا کا رفیق اور رعد و کڑک کا دیوتا ہے۔ اس جنگ میں دشمن تند ہوا اور کڑک سے ڈر کر یا اندر دیوتا سے خوف کھا کر بھاگ گیا۔ چنانچہ وید کے اپنے الفاظ ہیں: ”تو نے اے اِندر! دس ہزار دشمنوں کو بغیر مڈھ بھیڑ کے شکست خوردہ کر دیا۔“ دشمن کی ہزیمت واقعی ایک حیرت انگیز امر ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقابلہ دراصل مسلمانوں کے ساتھ نہیں تھا بلکہ اسی خالقِ فطرت کے

میں ہے۔ ''آشٹ آنگنج'' (جسم کے آٹھ حصے زمین پر لگیں) عموماً پنڈت اس نزاکت کو نہیں سمجھتے اور پورا جسم زمین پر ڈال کر آٹھ کی خصوصیت کو پورا کرتے ہیں۔ مگر حالتِ سجدہ اسلامی نماز میں دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پیشانی، ناک، ہاتھ کے دو پنجے، دو گھٹنے اور پیر کے دو پنجے کل آٹھ جسم کے حصے زمین پر لگتے ہیں۔ یہ جگت گرو کالکی اوتار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ جیوتی روپ حاصل کرنے کے لئے ڈنڈم کا صحیح طریقہ بتایا۔

''تری استھانم'' (تین مقامات کا خیال رکھو) تین مقامات یعنی ناک کے مقام پر نظر رہے۔ (حالتِ سجدہ میں) دونوں رانوں پر دونوں ہاتھ رہیں (حالت رکوع میں) اور مقعد کے پاس بایاں پاؤں مڑا رہے (حالت قعدہ میں) رام جی کے ماننے والو! قعدہ یعنی کنڈ لا کارم کی کتنی صحیح ادائیگی اسلامی طریقہ نماز میں ہے۔ شری رام چندر جی نے نماز کے چوتھے رکن اروچندر کم (رکوع) کی ترکیب یوں بتائی۔ ''چشسٹپادم'' (چوپایہ جاندار کی طرح ہوجا) آپ کا اروچندر کم یعنی آدھا چاند کہنا ہی رکوع کی وضاحت ہے۔ ایک مسلمان حالت رکوع میں بالکل اسی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح رام چندر جی اظہار کرتے ہیں۔

تو اے رام کے ماننے والو! شری رام جی نے نماز (جیوتی روپ حاصل کرنے کا طریقہ) میں ترتیبِ نماز، قیام، سجدہ، قعدہ اور رکوع بتایا ہے، حالانکہ نماز میں قیام کے بعد رکوع، اس کے بعد سجدہ اور پھر قعدہ ہے۔ اس میں راز یہ ہے کہ رام جی اسم محمد کی طرف اسم احمدؐ کے ذریعہ اشارہ کررہے ہیں۔ ''ا'' قیام میں۔ ''ح'' سجدے میں ''م'' قعدے میں ''د'' حالت رکوع میں، یہ اشارہ تھا کہ احمد ہی کامل جیوتی روپ بتائیں گے۔ شری رام جی دراصل اپنی قوم کو اس پیش گوئی کے ذریعہ بتادینا چاہتے ہیں کہ نورِ احمدؐ دنیا میں آنے والا ہے۔

آگ کا دھرم قیام ہے، پانی کا دھرم سیالی ہے، خاک کا دھرم جگہ گھیرنا ہے۔ ہوا کا دھرم پیچ وخم ہے۔ چنانچہ نور احمدؐ آگ، پانی وخاک وباد کی نورانی عبادت ہے۔ رام جی کا مقصد یہ بتانا تھا کہ جب نورِ احمدؐ یا نورِ ذات آئے گا تو تم ایمان لے آنا تاکہ مکمل جیوتی روپ ملے ورنہ تم دنیا میں مارے مارے پھرتے رہو گے۔

قارئین! یہ تمام برکات کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے طفیل ہیں اور یہی کلمہ کالکی

اوتار کا منتر ہے۔ جب ہم کرتا لوگ کا کلمہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں ''سیوا الہ نہما'' ملتا ہے۔ تریتا لوگ کا کلمہ تلاش کرتے ہیں۔ تو ''رام رام'' نظر آتا ہے۔ دواپار یوگ کا کلمہ ڈھونڈتے ہیں تو ''کیشوا الہ نہما'' پر نظر رکتی ہے، تو سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ کلیوگ کا کلمہ کیا ہے؟ کلیوگ کا کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے کہ ہندوستان کے بیسیوں مندروں مثلاً شرنگ گری، رامیشورم، شری رنگم چتلارگ، سرہٹی، مٹھ تنتنی، ہبلی، آڑھ مٹھ، گڑ گنجی اور وردی کے مندر میں جو کلمہ لکھا ہوا تھا وہ بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے علاوہ اور کوئی کلمہ نہیں تھا۔ بابا نانک نے اسی لئے تو فرمایا تھا:

کہتے نورِ محمدی ڈٹھے نبی رسول
نانک قدرت دیکھ خودی گئے سب بھول

(جنم ساکھی بھائی ص ۱۴۲)

دُکن کے مستند گرو ''سروگنا مورتی'' کو کون نہیں جانتا۔ سروگنا مورتی اور درمنی سوامی ان دونوں نے اپنی تصانیف میں لکھ دیا ہے کہ دسویں اوتار جنگ گرو (محمدؐ) کا ظہور ہو چکا ہے۔ (سروگنا کا قول ''شرن لیلا امرت'' ص ۱۴۶ اور درمنی کا قول ص ۲) یہ جگت گرو کالکی اوتار و خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ظہور کی تو نشانیاں ہیں۔''

(ہندو مذہب کی قدیم کتب اور بابری مسجد ص ۳ تا ص ۸ از جناب نزہت انیق صاحب)

جناب نزہت انیق صاحب نے کس قدر عرق ریزی سے ہندوؤں کی مقدس کتب اور رام چندر جی کے فرمان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کالکی اوتار ہونا اور آپؐ کے زمانہ میں نماز مذکورہ کا جاری ہونا ثابت کیا ہے۔

اسی پر بس نہیں بلکہ مشہور ہندو پروفیسر ''ویدا پرکاش اُپادیائے'' نے بھی ایک کتاب جس کا نام اس نے ''کالکی اوتار'' رکھا ہے، تصنیف کی ہے۔ محقق ایک بنگالی نژاد ہندو برہمن ہے، جو ایک ریسرچ سکالر، سچ کا شیدائی اور الہ آباد یونیورسٹی کا جانا پہچانا پنڈت ہے۔ برس ہا برس کی تحقیق کے بعد اس نے یہ قابل فخر کتاب شائع کی ہے۔ مزید یہ کہ آٹھ پنڈتوں نے اس کے مندرجات کو بالکل صحیح قرار دے کر اس کے دلائل کے مستند ہونے پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ مصنف کا کہنا ہے۔

''ہندو دھرم اور اس کی مقدس کتابوں کے تناظر میں ''اوتار'' نامی رہبر و رہنما کی تمام

نشانیاں رسول عربی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہیں۔ چنانچہ دنیا بھر کے ہندوؤں کو مزید کسی اوتار کا انتظار کیے بغیر حضرت محمدؐ کو بلا حیل و حجت فوری طور پر "اوتار" تسلیم کر لینا چاہئے۔

مصنف اور دوسرے آٹھ پنڈتوں کا کہنا ہے:

"ہندوؤں نے اپنے آپ کو خواہ مخواہ "کالکی اوتار" کے انتظار کے لامتناہی عذاب کی شدت میں مبتلا رکھا ہے۔ درحقیقت یہ عظیم رہنما آچکا ہے اور آج سے چودہ صدیاں قبل اپنا کام بخیر و خوبی انجام دے کر اس جہانِ فانی سے رُخصت ہو چکا ہے۔"

مصنف نے "ویدوں" اور ہندو دھرم کی دیگر مقدس کتب کے حوالہ جات سے شواہد اخذ کر کے ان کو درج ذیل انداز و مواخذ کے ساتھ پیش کیا ہے۔

(۱) "پران" (ایک ہندو مقدس سلسلہ کتب) میں کہا گیا ہے کہ "کالکی اوتار" تمام کائنات اور پوری انسانیت کی رہنمائی کے لئے خدا کا آخری نبی ہوگا۔ یہ نشانی حضرت محمدؐ کی ذاتِ اقدس کے لئے مخصوص ہے۔

(۲) ہندو دھرم کی مقدس کتابوں میں "کالکی اوتار" کے والدین کے اسمائے گرامی علی الترتیب "وشنو بھگت" اور "سُمانی" مذکور ہیں۔ اگر ہم ان کے معنی کا جائزہ لیں تو ہم ایک انتہائی دلچسپ نتیجے پر پہنچیں گے۔

"وشنو بھگت = وشنو (اللہ) + بھگت (بندہ) = اللہ کا بندہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی کا اسم مبارک بھی عبداللہ ہے، جس کے معنی ہیں "اللہ کا بندہ، سُمانی کا معنی ہے سکون والی، امن والی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہے، اور اس کے معنی بھی اُمن والی کے ہیں۔

(۴) ہندو دھرم کی کتابوں میں خاص طور سے ذکر ہے۔ "کالکی اوتار" کی خوراک کھجور اور زیتون پر مشتمل ہوگی اور وہ روئے زمین پر سچا (صادق) اور دیانت و امانت کا علمبردار (امین) جانا جائے گا۔ کیا بلاشبہ اور بلا شرکت غیر یہ اوصافِ حمیدہ حضرت محمدؐ ہی کی ذاتِ اقدس کے لئے مخصوص نہیں؟

(۵) ہندو دھرم کی مقدس ویدوں میں کہا گیا ہے کہ "کالکی اوتار" کی بعثتِ مبارک ایک انتہائی

باعزت اور باوقار قبیلہ میں ہوگی۔ یہ نشانی قبیلہ قریش پر مکمل طور پر صادق آتی ہے جس میں حضورؐ مبعوث ہوئے۔

(۶) ہندو دھرم دعویدار ہے کہ اللہ تعالیٰ " کالکی اوتار " کو اپنے پیغامبر خاص (فرشتہ) کے ذریعے ایک غار میں خزینہ علم سے نوازیں گے۔

اللہ پاک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیل امین کے ذریعے غارِ حرا میں قرآن پاک کے علم سے نوازا۔

(۷) خدائے پاک " کالکی اوتار " کو انتہائی سرعت رفتار گھوڑا عطا فرمائیں گے، جس پر سوار ہو کر وہ تمام کائنات اور ساتوں آسمانوں کی سیر کریں گے۔ اللہ پاک نے حضرت محمدؐ کو بُراق کے ذریعے امن سعادت معراج سے نوازا۔

(۸) خدائے تعالیٰ " کالکی اوتار " پر غیبی مدد نازل فرمائے گا۔ محمدؐ پر اللہ پاک کی غیبی امداد و نصرت ہمیشہ نازل ہوئی۔ غزوہ اُحد (اور دوسرے غزوات) اس کا بہت بڑا ثبوت ہے۔

(۹) " کالکی اوتار " کے بارے میں بیان کی جانے والی ایک اور انتہائی واضح نشانی یہ ہے کہ اس کی بعثت ماہِ پیدائش کی ۱۲ تاریخ کو ہوگی۔ (جیسا کہ عام یہی سمجھا جاتا ہے) کہ حضرت محمدؐ اسلامی کیلنڈر کے ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو مبعوث ہوئے۔

(۱۰) ہندو دھرم کی مقدس کتابوں میں " کالکی اوتار " سے متعلق پیش کی گئی نشانیوں میں ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ بہترین شہ سوار اور ایک بے مثل شمشیر زن ہوگا۔ (مصنف ہندو دھرم کے پیروکاروں کی توجہ اس جانب مبذول کراتا ہے کہ شہ سواری اور شمشیر زنی کا زمانہ بیت چکا ہے۔ دورِ حاضر بندوق اور میزائل کا دور ہے) اور چونکہ اُتم شہ سواری اور یکتائے شمشیر زنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ تھیں۔ لہٰذا وہی اور صرف وہی " کالکی اوتار " مانے جاسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان مصنفین کو جزائے خیر دے جنہوں نے ہندوؤں کے سب سے پیچیدہ مسئلے کو بطریقِ احسن حل فردیا۔ اور پورے عالم کے لئے ہندوؤں کی مقدس کتب سے دلائل کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کالکی اوتار ہونا واضح کردیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کے پیروکاروں کو چاہیے کہ اپنے نام نہاد " کالکی اوتار " کے بارے میں غور و فکر و تحقیق سے کام لیں کہ

...تھی اس میں مذکورہ علامات پائی جاتی ہیں۔ظاہر بات ہے کہ ان دونوں میں یہ علامات بالکل نہیں ...ئی جاتیں۔توان علامات اور توضیحات کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر جانا اور ان دونوں کو" کالکی اوتار" قرار ...ینا انصاف کا جنازہ نکالنے کے مساوی ہے۔ایسی عقل پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔

رام چندر جی کے پیروکاروں کو بھی چاہیے کہ اب مزید کسی" کالکی اوتار" کا انتظار نہ کریں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا" کالکی اوتار" تسلیم کرلیں۔یہ نہ ہو کہ ساری کی ساری ہندو نسل ختم ہوجائے اور کوئی مذکورہ صفات والا" کالکی اوتار" نہ آئے۔وگرنہ مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی جیسے جعلی " کالکی اوتار" کو مان کر خسر الدنیا و الآخرۃ کے مصداق بن جاؤ گے۔

☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆

باب نہم

خدائی منصب

جب یہ دونوں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر حملہ کر چکے تو ظاہر بات ہے کہ آپؐ سے اعلیٰ واشرف ذات صرف خدا تعالیٰ کی ہے، اس لئے ان دونوں نے خدا تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر حملہ کر کے اپنے آپ کو خدا اور خدائی صفات کا مظہر ٹھہرایا۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

(۱) رأیتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت اننی ھو ولم یبق لی ارادۃ ولا خطرۃ ......وبین مااناَ فی ھذہ الحالۃ کنت اقول انانرید نظاماً جدیداً سماء جدیدۃ وارضنا جدیدۃ فخلقت السموات والارض اولابصورۃ اجمالیۃ لاتفریق فیھا ولا ترتیب ثم فرقتھا ورتبتھا...... وکنت اجد نفسی علی خلقھا کالقادرین ثم خلقت السماء الدنیا وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح ثم قلت الان نخلق الانسان من سلالۃ من طین...... فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم وکنا کذالک الخالقین."

ترجمہ: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہٖ اللہ ہوں۔ میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں اور نہ میرا ارادہ باقی رہا اور نہ خطرہ......اسی حال میں (جب کہ میں بعین ہی خدا تھا) مَیں نے کہا کہ ہم ایک نیا نظام، نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ پس میں نے پہلے آسمان اور زمین اجمالی شکل میں بنائے، جن میں کوئی تفریق اور ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جدائی کر دی اور ترتیب دی......اور مَیں اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ مَیں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو ستاروں کے ذریعہ مُزین کیا۔ پھر میں نے کہا کہ ہم انسان کو مٹی کے

خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پس میں نے آدم کو بنایا اور ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا اور اس طرح سے میں خالق ہو گیا۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ ص ۵۶۵ خزائن ج ۵ ص ۵۶۴، ۵۶۵)

(۲) "میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔" (کتاب البریہ ص ۸۵ مندرجہ روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۰۳)

(۳) مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا:

"ظھورک ظھوری" ترجمہ: اے مرزا غلام احمد تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔

(البشریٰ ج دوم ص ۱۲۶، تذکرہ ص ۷۰۴ طبع سوم)

(۴) ایک اور الہام ہوا:

"آواہن" (خدا تیرے اندر اتر آیا ہے۔)" (کتاب البریہ ص ۸۴، خزائن ج سوم ص ۱۰۲)

(۵) مزید لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔"

(کتاب البریہ ص ۸۶ مندرجہ روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۰۴)

(۶) "واعطیت صفة الافناء والاحیاء"

(خطبہ الہامیہ ص ۲۳، خزائن ج ۱۶ ص ۵۵، ۵۶)

ترجمہ: "مجھ کو فنا کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔"

(۷) مزید لکھتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا:

انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہٗ کن فیکون.

(البشریٰ ج دوم ص ۹۴، تذکرہ ص ۵۲۷، طبع سوم)

ترجمہ: اے مرزا! تحقیق تیرا ہی حکم ہے۔ جب تو کسی شے کا ارادہ کرے تو تو اس سے کہہ دیتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

(۸) "اے مرزا! تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے، وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی

ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۸ مندرجہ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

مذکورہ عبارات میں مرزا غلام احمد قادیانی واضح الفاظ میں اپنے آپ کو خدا کا مظہر، خدا اور خدائی صفات کا حامل ٹھہرا رہا ہے۔ یہ خدائی منصب اور خدائی کا دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے ریاض احمد گوہر شاہی نے بھی اپنے آپ کو خدائی صفات کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ چونکہ اس کو معلوم تھا کہ اگر میں بھی مرزا غلام احمد کی طرح خود واضح الفاظ میں یہی بات کہوں گا تو میرا حشر بھی قادیانیوں والا ہوگا۔ اسلئے یہ اپنے اخبار، اور مریدوں کے ذریعہ سے اس کا اظہار کرواتا رہا۔ چنانچہ سرفروش میں لکھا ہے:

(۱) "رب تعالیٰ کی ذات ولیوں کے روپ یعنی حضرت داتا گنج بخش، حضرت سلطان باہو، گنج شکر اور کبھی گوہر شاہی کے جلوؤں میں نظر آتی ہے۔"

(پندرہ روزہ سرفروش ۱۶ تا ۳۰ نومبر ۱۹۹۸ء)

(۲) ۱۹۹۶ء میں موچی دروازہ پر جو جلسہ ہوا، اس میں گوہر شاہی اپنی چھوٹی بیٹی کو جو اشعار سکھلا کر لایا تھا، وہ اس لڑکی نے گوہر شاہی کے اور پورے مجمع کے سامنے پڑھے تھے، جو درج ذیل ہیں:

سانسوں میں تیری خوشبو کچھ ایسی سمائی ہے
مستی میں سدا جھوموں یہی دل کی دہائی ہے
کعبے کو بھی دیکھا ہے صورت میں تیری گوہر
میرا عشق یہ کہتا ہے تیرے مَن میں خدائی ہے
ہیں لوح و قلم تیرے پھر بھی یہی مانگوں
تیرے سامنے موت آئے یہ میری بھلائی ہے۔

(۳) گوہر شاہی کے پیروکار بھی گوہر شاہی کو اس کی تعلیم کے مطابق خدائی صفات کا حامل سمجھتے تھے۔ اس کے پیروکاروں کے کچھ اشعار جو انہوں نے گوہر شاہی کی شان میں کہے تھے، ذیل میں ملاحظہ ہوں، جن کا ماخذ زیادہ تر کتاب

''عقیدت کے پھول'' ہے۔

ہم کوٹری والے آقا کی گلیوں میں عمر بتائیں گے
گوہر شاہی گوہر شاہی کہتے کہتے مرجائیں گے
تعظیم کرو یا ٹھکراؤ، سودائی کہو یا شیدائی
ہم اپنے کفن کے چاروں طرف گوہر گوہر لکھوائیں گے

ایک اور مرید گوہر شاہی کو خدا ثابت کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

یا مرشد حق ریاض احمد گوہر شاہی
کوئی کافر مجھے سمجھے یا مسلمان سمجھے
تیری پوجا کروں میں تیری پوجا کروں
اپنے مَن میں بٹھا کر تجھے یا گوہر
تیری پوجا کروں میں تیری پوجا کروں

ایک اور مرید گوہر کو درج ذیل صفاتِ خدائی کا حامل ٹھہراتا ہے۔

ہم منگتے ہیں مانگیں گے گدائی، گدائی درِ گوہر شاہی سے
دین و دُنیا کی ملی ہے بھلائی، بھلائی درِ گوہر شاہی سے
سب اعمال میرے تھے کالے اور دل پہ پڑے تھے جالے
ملی ہم کو کہاں سے صفائی، صفائی درِ گوہر شاہی سے
اللہ ہو، اللہ ہو، دم نکلے تو سامنے تو ہو
پھر سمجھیں گے عید منائی، منائی درِ گوہر شاہی سے

ایک مرید گوہر شاہی کو مشکل کشا ثابت کرتے ہوئے کہتا ہے:

یا سخی سلطان ریاض احمد گوہر شاہی
جب بھی دل مایوس ہوا اور بلانے گھیرا

مشکل خواہ حلقہ باندھ کے آئے، غم نے لگایا ڈیرا
چھٹ گئے بادل رنج و الم کے، جب دل سے صدا یہ آئی
یا سخی سلطان ریاض احمد گوہر شاہی

مُردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے لیکن گوہر شاہی کا مرید یہ صفت بھی اس کے لئے ثابت کر رہا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

بات بگڑی ہوئی سرکار بنادیتے ہیں
ہر مصیبت سے ہمیں پار لگادیتے ہیں
مَیں تو ادنیٰ سا ہوں خادِم درِ گوہر کا
میں نے دیکھا ہے جدھر مردہ جلادیتے ہیں

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کی عبارات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں نے اپنے آپ کو بڑی شد و مد سے خدا اور خدائی صفات کا حامل ٹھہرایا ہے۔ ان کے اپنے آپ کو خدا ٹھہرانے کے گھنوتے منصوبے کا اندازہ اس بات سے ہی ہو گیا تھا کہ جب ان دونوں نے ولایت کے لئے یہ شرط لگائی تھی کہ "ولی کے لئے دیدارِ الٰہی شرط ہے" یہ اپنے آپ کو خدا ٹھہرانے کی تمہید تھی، جس کی تکمیل دعویٰ نبوت کے بعد کی گئی تھی۔ وگرنہ کہاں دعویٰ ولایت اور کہاں خدائی منصب؟ ظاہر بات ہے کہ جب انسان شیطان کی رہنمائی میں گمراہیت کے راستے پر چل پڑتا ہے تو وہ گمراہی میں بڑھتا ہی جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن وسنت میں جس قدر توحید کی طرف توجہ دلائی گئی شاید ہی کسی اور چیز کے بارے میں اس قدر تصریحات ملتی ہوں لیکن انگریز کے ان خود کاشتہ پودوں نے اپنے آپ کو خدائی منصب پر بٹھا کر سادہ لوح عوام کو شرک کے راستہ پر ڈال دیا ہے۔ عقیدہ توحید کی عقیدہ توحید کی اہمیت اور شرک کی مذمت کے بارے میں ذیل میں قرآن و حدیث سے کچھ تصریحات نقل کی جارہی ہیں۔

عقیدہ توحید قرآن کریم کی روشنی میں

(۱) ولا تدع من دون اللّٰہ مالا ینفعک لا یضرک ج فان فعلت

فانک اذا من الظلمین ۔ (سورۃ یونس: ۱۰۶)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار، جو تجھے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے، نہ نقصان، اگر تو ایسا کرے گا تو تو ظالموں میں سے ہوگا۔''

(۲) وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو ج وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ ط ۔ (یونس: ۱۰۷)

ترجمہ: ''اور اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔''

(۳) امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفآء الارض ط ءالٰہ مع اللہ ط قلیلا ماتذکرون. (النمل: ۶۲)

ترجمہ: ''کون ہے جو بے قرار کی دُعا سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے اور کون ہے جو اس کی تکلیف کو رفع کرتا ہے اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔''

(۴) والذین تدعون من دونہ مایملکون من قطمیر۔ (فاطر: ۱۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو وہ مکھی کے ایک پَر کے مالک بھی نہیں ہیں۔''

(۵) ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ والذین امنوا اشد حبا للہ ط (البقرہ: ۱۶۵)

ترجمہ: ''کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدِّ مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہئے۔ حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔''

(۶) فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ ۔ (سورۃ محمد: ۱۹)

ترجمہ: ''اچھی طرح جان لو کہ نہیں ہے کوئی قابل پرستش اور لائق عبادت سوائے

اللہ کے۔"

(۷) والھکم اله واحد لا اله الاھو الرحمن الرحیم. (البقرہ:۱۶۳)

ترجمہ: " تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ اس رحمٰن و رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔"

(۸) ذالکم اللّٰہ ربکم لا اله الاھو خالق کل شیئی فاعبدوہ وھو علی کل شیئ وکیل. (الانعام: ۱۰۲)

ترجمہ: " یہ ہے تمہارا رب اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، ہر چیز کا خالق ہے، لہٰذا اس کی بندگی کرو، وہ ہر چیز کا کفیل ہے۔"

(۹) ان اللّٰہ لایغفر ان یشرک به ویغفر مادون ذالک لمن یشاء (النساء: ۴۸)

ترجمہ: " بس اللہ شرک ہی کو معاف نہیں کرتا۔ اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں، وہ جن کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔"

(۱۰) قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللّٰہ قف علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی وسبحن اللّٰہ ومآ انا من المشرکین. (یوسف: ۱۰۸)

ترجمہ: " آپ ان سے صاف کہہ دیجئے کہ میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میری اتباع کرنے والے بھی۔ اور اللہ پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔"

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے صاف اعلان فرمایا ہے کہ تمام انسانوں کا صرف مَیں اکیلا ہی خدا ہوں۔ دُنیا و آخرت کے تمام اُمور میرے ہی ہاتھ میں ہیں، لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو اور میرے ساتھ کسی دوسرے شخص کو خدا ٹھہرا کر شرک نہ کرو۔

احادیث مبارکہ چونکہ قرآن کریم کی ہی تشریح و تفسیر ہیں، اس لئے ان میں بھی مسلمانوں کو توحید پر قائم رہنے کی اور شرک سے بچنے کی بارہا تلقین کی گئی ہے۔ ان میں سے کچھ احادیث مبارکہ یہاں نقل کی جا رہی ہیں۔

عقیدہ توحید احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں:

(۱) عن انسؓ سمعت رسولؐ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول : قال اللّٰہ عزوجل یابن ادم لو اتیتنی بقرابۃ الارض خطایا ثم لقیتنی لاتشرک بی شیئا لا تیتک بقرابھا مغفرۃ. (ترمذی شریف)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، مَیں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدم، اگر تو میرے حضور اس حالت میں آیا کہ تیرے گناہوں سے پوری زمین بھر چکی ہو، لیکن تو نے شرک نہ کیا ہو تو مَیں تجھے تیرے گناہوں کے برابر اپنی بخشش عطا کروں گا۔“

(۲) ”عن ابن مسعودؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من مات وھو یدعوا من دون اللّٰہ ندا دخل النار.“ (بخاری شریف)

ترجمہ: ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حالت میں مرا کہ کسی غیر اللہ کو اللہ کا شریک اور ہمسر مان کر اسے پکارتا اور اس سے مدد طلب کرتا تھا، سیدھا جہنم میں جائے گا۔“

(۳) عن جابر رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من لقی اللّٰہ لایشرک بہٖ شیئاً دخل الجنۃ ومن لقیہ یشرک بہ شیئاً دخل النار. (مسلم شریف)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور اس حالت میں پیش ہوا کہ اس کا دامن شرک سے پاک تھا، وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے حضور اس حالت میں پیش ہوا کہ اس کا دامن شرک سے داغدار تھا، وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“

(۴) عن معاذ بن جبلؓ قال قال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تشرک باللّٰہ شیئاً وان قتلت وحرقت. (مسند احمد)

ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبلؓ نے نقل کیا کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، گو کہ تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔"

(۵) "عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیسئل احدکم ربہ حاجتہٗ کلھا حتی یسئل الملح وحتی یسئلہ شسع نعلہ اذا انقطع." **(ترمذی شریف)**

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنی سب حاجتیں اپنے رب سے مانگے، یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے اور حتیٰ کہ جب جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگے۔"

(۶) "عن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہٗ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم فانما انا عبدہٗ فقولوا عبداللّٰہ ورسولہ." **(بخاری و مسلم شریف)**

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ کو تم حد سے مت بڑھاؤ جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کو نصاریٰ نے حد سے بڑھایا (حضرت عیسیٰؑ کو خدا بنالیا) میں تو صرف اس کا بندہ ہوں، سو یہی کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔"

قرآن وحدیث میں موجود عقیدۂ توحید کی تاکید اور شرک کی مذمت سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام مخلوقات کا خدا ہے اور وہی ساری مخلوقات کا خالق ہے۔ مخلوق میں سے کوئی شخص اس کے ساتھ اس کی صفات میں شریک نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انبیاءؑ سے بھی افضل ہیں، وہ بھی جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے اپنے اندر خدائی صفات نہیں رکھتے۔ تو جب تمام انبیاء کرامؑ کا سردار اپنے اندر خدائی صفات نہیں رکھتا تو مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی خدائی صفات کے مالک کیسے ہو گئے؟ اب ایک طرف تو اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور ایک طرف مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی کی خرافات تو جس کا دل چاہے مرزا غلام احمد اور گوہر شاہی کی خرافات کو مان کر جہنم کا راستہ اختیار کرے اور جو چاہے اللہ اور اس کے رسولؐ کے فرمان پر عمل کر کے جنت کا حقدار بنے۔

باب دھم

تحریف کا ارتکاب

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی نے اپنے نام نہاد اور خود ساختہ دعووں کو ثابت کرنے کے لئے قرآن و حدیث میں تحریف کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ بلکہ یہ دونوں بڑی سینازوری سے قرآن و حدیث میں تحریف کر کے عوام کو بے وقوف بناتے رہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کریم کی بہت سی آیات کو جن کا مصداق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، اپنے اوپر چسپاں کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ ان آیات کا مصداق میں ہوں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) ''مجھے بتلایا گیا تھا تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ "هو الذی ارسل رسولهٔ بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله." (اعجازی احمدی، ضمیمه نزول المسیح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

(۲) ''چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں، ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے هو الذی ارسل رسولهٔ بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله دیکھو ص ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر...... اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔ محمد رسول اللّٰه والذین معهٔ اشداء علی الکفار رحماء بینهم ،اس وحی اللہ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، خزائن ۱۸ ص ۲۰۷، تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۴، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۱، ۴۳۲)

(۳) وما ارسلنک الا رحمة للعالمین.
(اربعین نمبر ۳ ص ۳۲ ص ۶۱ ،خزائن حاشیہ ص ۴۲۱ ج ۱۷، حقیقۃ الوحی ص ۷۸)

(۴) قل یایھاالناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا (ای مرسل من اللّٰہ)
کہہ (اے غلام احمد) اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوکر آیا ہوں۔" (البشریٰ ج دوم ص ۵۶، تذکرہ ص ۳۵۶)

(۵) وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ.
اور یہ (مرزا) اپنی طرف سے نہیں بولتا، بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔"
(اربعین نمبر۳، ص۳۶، خزائن ج ۱۷ص ۴۲۶، تذکرہ ص ۳۵۷)

(۶) دنی فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ. (حقیقۃ الوحی ص ۷۶، خزائن نمبر ۲۲ ص ۷۹)

(۷) "مارمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رماہ."

(حقیقۃ الوحی ص ۷۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۳)

(۸) "قل انی امرت وانا اوّل المومنین."

(حقیقۃ الوحی ص ۷۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۳)

(۹) " داعیا الی اللّٰہ سراجاً منیراً"

(حقیقۃ الوحی ص ۷۵، خزائن ج ۲۲ ص ۸۱)

(۱۰) "سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا."

(حقیقۃ الوحی ص ۷۸، خزائن ج ۲۲ ص ۸۱)

(۱۱) "قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ"

(حقیقۃ الوحی ص ۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۸۲)

(۱۲) "ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ یداللّٰہ فوق ایدیھم."

(حقیقۃ الوحی ص ۸۰، خزائن ج ۲۲ ص ۸۳)

(۱۳) انا فتحنالک فتحا مبینا لیغفرلک اللّٰہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر." (حقیقۃ الوحی ص ۹۴، خزائن ج ۲۲ ص ۹۷ تذکرہ ص ۲۴۴ طبع دوم)

(۱۴) " انا اعطینک الکوثر. فصل لربک وانحر. ان شانئک هو الأبتر" (تذکرہ ص ۲۸۱ و ص ۲۸۲ طبع دوم، حقیقة الوحی ص ۱۰۲، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

(۱۵) ورفعنالک ذکرک (تذکرہ ص ۲۸۲ طبع دوم)

(۱۶) "یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراطٍ مستقیم." (حقیقة الوحی ص ۱۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

(۱۷) " انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم کماارسلنا الیٰ فرعون رسولاً." (حقیقة الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

مذکورہ بالا آیات کے مصداق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور آج تک کسی اور نے مرزا غلام احمد کے علاوہ یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کا مصداق مَیں ہوں۔ بلکہ تمام مفسرین نے ان آیات کا مصداق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ٹھہرایا ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد ان آیات میں تحریف معنوی کرکے، ان کو اپنے اوپر چسپاں کرتا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو خوشخبری مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد کے الفاظ سے دی تھی، مرزا غلام اس میں بھی تحریف کرکے، اس کو اپنے اوپر چسپاں کرتا ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

(۱۸) "اور جیسا کہ آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمهٗ احمد میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ہوگا، گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا، جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔" (اربعین نمبر ۳ ص ۳۸، ص ۶۹ خزائن ص ۴۲۰، ۴۲۱، ج ۱۷)

"میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے، پس میری تعریف کرو اور مجھے دشنام مت دو اور اپنے امر کو نا اُمیدی کے درجہ تک مت پہنچاؤ اور جس نے میری تعریف کی اور کوئی قسم کی تعریف نہ چھوڑی تو اس نے سچ بولا اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا اور جس نے اس بیان کو جھٹلایا، پس اس نے جھوٹ بولا اور اپنے خدا کے غصے کو بھڑکایا

ہے۔" (خطبہ الہامیہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۶ ص ۵۳)

اسی بات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے قادیانی اخبار "الفضل" لکھتا ہے:

"اس بارہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی تحریرات پیش کرنے سے قبل ایک اصولی امر کا ذکر کردینا بھی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ذاتی طور پر احمد نہ تھا کیونکہ قرآن مجید اور کلمہ طیبہ میں آپ کا نام محمد آیا ہے اور رشتہ داروں نے بھی آپ کا نام محمد رکھا، نہ احمد، ہاں احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صفاتی نام ضرور ہے مگر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذاتی نام بھی احمد ہے کیونکہ الہامات میں خدا نے آپ کو احمد کے نام سے خطاب کیا اور اسی نام پر آپ بیعت لیتے رہے اور اس نام کو متعدد کتب میں حضور (مرزا قادیانی) نے درج بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا:

احمد آخر زماں نام من است
آخریں جامے ہمیں جام من است

اور اس بارہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس آیت کو اپنے وجود پر چسپاں فرماتے ہوئے اپنے آپ کو احمد نام کا صریح مصداق قرار دیا ہے، صرف اسی ایک آیت کو نہیں بلکہ اس کے مابعد کی آیت کو بھی اپنے وجود پر چسپاں فرمایا:

(قادیانی اخبار الفضل قادیان ج ۳۲ نمبر ۲۸۶ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۴۴ء)

مرزا غلام احمد قادیانی نے جس دجل و تلبیس اور تحریف سے کام لے کر اپنے آپ کو احمد ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، وہ کسی پر مخفی نہیں ہے۔ حالانکہ اس دھوکہ باز کا نام تو غلام احمد ہے، نہ کہ احمد، جس کا معنٰی ہے احمد کا غلام اور نوکر۔ ایک غلام خود آقا کے منصب پر کیسے پہنچ سکتا ہے؟ مرزا غلام احمد کا کوئی پیروکار اگر اپنا نام "غلام مرزا قادیانی" رکھ لے تو کیا وہ خود مرزا قادیانی بن جائے گا؟ ظاہر بات ہے کہ تمام قادیانی فوراً دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ مرزا قادیانی کا غلام خود مرزا نہیں بن سکتا۔ جب مرزا کا غلام خود مرزا نہیں بن سکتا تو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام مرزا قادیانی خود احمد کیسے بن سکتا ہے؟

مرزا غلام احمد کے بھائی کا نام غلام قادر (قدرت والے یعنی اللہ تعالیٰ کا غلام) تھا۔ اگر مرزے کے اسی اُصول کو لیا جائے تو غلام قادر کو خود قادر مطلق بن جانا چاہیے تھا۔ وہ تو قادر نہیں بنا، مرزا احمد کیسے بن گیا؟

(۱۹) مرزا غلام احمد نے قرآن کریم میں تحریف کرتے ہوئے کہا کہ قادیان کا ذکر بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

''میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو باآواز بلند پڑھا کہ انا انزلناہ قریباً من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت ہے اور مَیں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان''

(ازالہ اوہام حاشیہ ص ۴۰، خزائن ص ۱۴۰ ج ۳، تذکرہ ص ۷۵، ۷۶)

قارئین! آپ پورے قرآن کریم کی ورق گردانی کریں، آپ کو کہیں بھی قرآن شریف میں قادیان کا لفظ نظر نہیں آئے گا۔ لیکن مرزا غلام احمد نے جو قرآن کریم اپنے پاس رکھا ہوا تھا، اس میں تحریف کر کے اس نے قادیان کا لفظ داخل کر دیا ہو تو یہ اس سے بعید بھی نہیں۔

(۲۰) قرآن کریم میں سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی صفات بیان کی ہیں، جن میں سے ایک صفت یہ ہے۔

والذین یومنون بمآ انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ہم یوقنون.

''کہ جو نازل کیا گیا آپ پر اور جو نازل کیا گیا آپ سے پہلے انبیاء پر اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں۔'' یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معنٰی میں خاتم النبیین قرار دیتی ہے کہ اب آپؐ کے بعد قیامت ہی آئے گی، آپؐ کے بعد کوئی نیا نبی

نہیں آئے گا۔ لیکن مرزا اپنی بناوٹی اور خود ساختہ نبوت کا قرآن پاک سے جواز فراہم کرنے کے لئے یہودی طرز عمل یعنی تحریفِ کتاب اللہ پر آمادہ ہوا، اور اس نے قرآن کریم کی اس آیت میں معنوی تحریف کر ڈالی اور لفظِ آخرۃ جس کے معنی ہیں قیامت، کو اپنی تحریف کے نتیجہ میں لفظ وحی سے بدل کر اس سے اپنی وحی کو مراد لیا۔ چنانچہ وہ اپنی یہودی ذہنیت کا اقرار کرتے ہوئے کہتا ہے:

''آج میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ قرآن پاک اور اس سے پہلی وحی پر ایمان لانے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے، ہماری وحی (مرزا کی وحی) پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں؟ اس اَمر پر توجہ کر رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء یکا یک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیۃ کریمہ **والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون** میں تین وحیوں کا ذکر ہے۔ **ماانزل الیک** سے قرآن شریف کی وحی **وما انزل من قبلک** سے انبیاء سابقین کی وحی اور آخرۃ سے مراد مسیح موعود (مرزا) کی وحی آخرۃ کے معنی پیچھے آنے والی۔ وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے؟ سیاق کلام سے ثابت ہے کہ یہاں پیچھے آنے والی چیز سے مراد وحی ہے جو قرآن کریم کے بعد نازل ہوگی، کیونکہ اس سے پہلے دو وحیوں کا ذکر ہے ایک وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آپ کے بعد نازل ہونے والی تھی۔''

(ریو آف ...... ریلجنز جلد ۱۴ شمارہ ۴ ص ۱۶۴ حاشیہ)

مرزا غلام احمد نے لفظِ آخرۃ جس کے معنی ہیں قیامت، سے معنوی تحریف کر کے اپنی خود ساختہ وحی کو جس دجل و تلبیس سے کام لے کر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ اس کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔

مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر الدین نے بھی اس آیت میں اسی تحریف کا ارتکاب کیا ہے، اس کی یہ جسارت بھی ملاحظہ ہو!

"**والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم**

یوقنون.

''اور جو تجھ پر نازل کیا گیا۔ یا جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا اس پر ایمان لاتے ہیں اور آئندہ ہونے والی موعود باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ آیت میں ''واؤ'' جس کے معنی ''اور'' کے ہیں لیکن ہم نے اور کی بجائے ''یا'' استعمال کیا ہے تاکہ مفہوم آسانی سے سمجھ میں آسکے۔'' (تفسیر صغیر ص ۵)

مرزا غلام احمد نے تو صرف اس میں یہ تحریف کی تھی آخرۃ سے مراد قیامت کی بجائے اپنی وحی مراد لی تھی لیکن اس کے بیٹے نے تو اس آیت میں اپنے باپ سے کہیں زیادہ تحریف کی ہے۔ وہ یہ کہ اس نے اس آیت میں معنوی تحریف کرتے ہوئے انبیاء سابقین کی وحی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے مابین پائے جانے والے حرف عطف ''واؤ'' کے اردو ترجمہ ''اور'' کو اُردو کے حرف تردید اور تخییر ''یا'' سے بدل دیا تاکہ یہ کہا جا سکے کہ چونکہ آیت میں آخرۃ سے پہلے دو وحیوں کا ذکر ہے جن ایمان لانا لازمی نہیں بلکہ اختیاری ہے۔ اس لئے یہاں آخرۃ سے مراد بعد میں آنے والی وحی ہے جس پر ایمان لانا لازمی ہے۔ حالانکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے انبیاء پر مجموعی طور پر ایمان لانا لازمی ہے، اختیاری نہیں۔ انبیاء میں سے کسی ایک کی تعلیمات کا انکار سب انبیاء کا انکار ہے۔

مرزا غلام احمد کو جب تک اس آیت میں تحریف کا خیال نہیں آیا تھا، اس وقت تک یہ بھی لفظ آخرۃ سے قیامت ہی مراد لیتا تھا۔ مرزا غلام احمد لفظِ آخرۃ سے قیامت کے معنی کا اقرار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''طالب نجات وہ ہے جو خاتم النبیین پیغمبر آخر الزمان پر جو کچھ اتارا گیا اس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتاب اور صحیفے سابقہ انبیاء اور رسولوں پر نازل ہوئے، ان کو بھی مانے " وبالآخرۃ ھم یوقنون " اور طالب نجات وہ ہے جو پیچھے آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزا و سزا مانتا ہو۔''

(الحکم جلد ۱۴، شمارہ ۳۴، ۳۵، ص ۹)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد کو بھی اس بات کا اقرار تھا کہ آخرۃ سے

مراد قیامت ہے۔ لیکن بعد میں اس نے شیطان کے ورغلانے پر اس آیت میں تحریف کر کے لفظِ آخرۃ سے اپنی وحی مراد لی ہے۔

ریاض احمد گوہر شاہی نے بھی مرزا غلام احمد کی طرح اپنی خودساختہ تعلیمات اور دعوؤں کو ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث میں تحریف کرنے سے گریز نہیں کیا۔ قرآن وحدیث میں تحریف معنوی جو اس نے کی ہے اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

(ا) مشرکین مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کریم کی حقانیت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآن کریم کی حقانیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

سنریھم اٰیٰتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انه الحق.

(سورۃ حم السجدۃ: پارہ ۲۵ آیت ۵۳)

''کہ اب ہم ان مشرکین کو اپنی نشانیاں دکھلائیں گے دنیا میں اور خود ان کی جانوں میں یہاں تک کہ ان پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ یہ قرآن حق ہے۔''

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حقانیت کو واضح کرنے کے لئے دنیا میں اور خود ان کفار کی جانوں میں اپنی نشانیاں دکھلانے کا وعدہ فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے بعد میں اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں ایسی نشانیاں دکھلائیں کہ جس سے قرآن کریم کی حقانیت واضح ہوگئی۔ مثلاً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے کفار پر غلبہ اور فتح کا وعدہ فرمایا تھا، اس فتح کے نمونے کفار نے جنگِ بدر میں خود اپنی جانوں کے اندر فتح مکہ میں مرکز عرب کے اندر اور خلفائے راشدین کے دور میں تمام جہان کے اندر، اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ آیت قرآن کریم کے حق ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ یہی اس آیت کا مطلب ہے۔

لیکن گوہر شاہی نے اس آیت کریمہ میں تحریفِ معنوی کر کے، جو کہ قرآن کریم کی حقانیت کی نشانیوں کے وعدہ پر دلالت کرتی تھی، چاند میں اپنی شبیہ ظاہر ہونے کے وعدہ پر استدلال کیا ہے اور اس سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ چاند میں میری شبیہ کا ظاہر ہونا حق ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اس مقصد کے لئے اس نے اپنی تنظیم ''انجمن

سرفروشانِ اسلام" کے تحت ایک رنگین اشتہار شائع کروایا تھا۔ جس میں سب سے اوپر مذکورہ آیت لکھی ہوئی تھی اور اس کے برابر میں چاند میں گوہر شاہی کی شبیہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

(۲) چھوٹے بچے سے لے کر بڑے تک ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام کا کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے لیکن گوہر شاہی نے کلمہ طیبہ میں تحریف کروا کر لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کی جگہ اپنا نام لکھوایا تھا اور اس کو اسٹیکر کی صورت میں اپنی تنظیم "ریاض احمد گوہر شاہی انٹرنیشنل" کے تحت چھپوایا تھا۔ جس کا اسے خود بھی اعتراف ہے۔ "ہم نے مسلمانوں کو الف لام میم کا مطلب "الف" سے اللہ "ل" سے لا الہ الا اللہ اور "م" سے محمد رسول اللہ سکھایا تھا۔ لیکن ہمارے ساتھ جو ہندو شامل ہیں انہوں نے الف سے اللہ، لام سے لا الہ الا اللہ، اور "م" کی جگہ ریاض احمد گوہر شاہی کر دیا، کیونکہ وہ ہمیں اپنا (کالکی) اوتار سمجھتے ہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۰ نومبر ۱۹۹۸ء مثلہ "حق کی آواز ص ۴ و ص ۵)

(۳) اسلام میں کسی شخص کے اعمال کی قبولیت کے لئے ایمان کا ہونا شرط ہے اور اس پر ضروری ہے کہ پہلے ایمان لائے پھر اس کے اعمال قبول ہوں گے۔ تو گویا اسلام میں ایمان مقدم ہے اور اعمال کا درجہ اس کے بعد ہے جیسا کہ قرآن کریم میں بھی مومن کے لئے ایمان مقدم اور اعمال کو مؤخر ٹھہرایا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

"الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون"

(سورۃ التین آیت ۶ پارہ ۳۰)

"مگر جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے اچھے اعمال کیئے ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔"

یہاں پر ایمان مقدم ہے اور اعمال کا ذکر بعد میں ہے۔ اسی طرح کی اور بھی بہت سی آیات میں ایمان مقدم اور اعمال کو مؤخر ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن گوہر شاہی نے اعمال کو مقدم اور ایمان کو مؤخر ٹھہرا کر تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

"پہلے اعمال ہیں پھر اس کے بعد ایمان ہے۔ اعمال اور چیز ہیں، ایمان اور چیز ہے۔" (تحفہ المجالس دوم ص ۲۴)

(۴) آحادیث میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامات واوصاف میں سے ایک وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ "حضرت مہدی علیہ الرضوان اتنے سخی ہوں گے کہ وہ عوام میں مال کو اس طرح بکھیریں گے کہ اس کو گنیں گے نہیں۔"

(مسند احمد، مسلم شریف)

گوہر شاہی اس حدیث میں تحریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس دولت سے مراد باطنی دولت ہے۔ اس کی یہ منطق ملاحظہ ہو:

"ایک حدیث کے مطابق وہ (مہدی) لوگوں کو بے مانگ بے شمار دولت دیں گے۔ وہ باطنی دولت کی طرف اشارہ تھا۔"

(تقریر بیسویں گیارہویں شریف، کوٹری ۱۳/اگست ۱۹۹۹ء)

بخیل صفت، مال کے حریص گوہر شاہی نے انگریز سے مال ملنے کے لالچ میں تو مہدیت کا دعویٰ کیا تھا، لہٰذا یہ خود لوگوں کو مال کیسے تقسیم کر سکتا ہے؟

(۵) مشرکین مکہ انبیاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ بشر نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدہ کو رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیھم فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون. (پ ۱۴ :النحل.۲)

"ہم نے آپ سے قبل کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر مردوں (انسانوں) کو۔ سو اہل علم سے پوچھو اگر تم خود نہیں جانتے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی بات معلوم نہ ہو تو علماء اور اہل ذکر سے پوچھ لو۔ حضرت امام رازیؒ اور علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہاں اَھل ذکر سے مراد مجتہدین اُمت ہیں۔ اگر کوئی بات معلوم نہ ہو تو مجتہد سے اس کی زندگی میں مشافہۃً اور موت کے بعد اس کے بتلائے ہوئے اصول اور ضوابط سے رہنمائی لی جائے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"ان من الناس من جوز التقلید للمجتهد لهذه الآیة فقال لما لم یکن احد المجتهدین عالماً وجب علیه الرجوع الی المجتهد العالم لقوله تعالیٰ فاسئلو الآیة فان لم یجب فلا اقل من الجواز."

(تفسیر کبیر ج ۱۹ ص ۱۹، روح المعانی ص ۱۴۸ ج ۱۴)

"بلاشبہ بعض لوگوں نے مجتہد کے لئے اس آیت کریمہ سے تقلید کا جواز ثابت کیا ہے وہ (بقول امام رازی) یوں کہ جب مجتہدین میں سے کوئی کسی چیز کو نہیں جانتا تو اس پر مجتہد عالم کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم سوال کرو۔ الخ اگر رجوع کرنا واجب نہ ہو) تو جواز سے کیا کم ہوگا۔"

امام رازیؒ اور علامہ آلوسی کی اس تشریح سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس آیت میں اہل ذکر سے مراد مجتہدین ہیں۔ لیکن ریاض احمد گوہر شاہی نے اس آیت میں تحریف معنوی کر کے اہل ذکر سے مراد وہ لوگ لئے ہیں جن کا دل اللہ اللہ کرتا ہو۔ گوہر شاہی نے اس آیت میں یہ تحریف محض اس لئے کی ہے کہ اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق ٹھہرا سکے، اس لئے کہ اس کا دعویٰ تھا کہ میں لوگوں کے قلب جاری کرتا ہوں، جس سے دل دھڑکنے کے ساتھ اللہ اللہ کی آواز دل سے آتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

"اسی وقت کے لئے شاید قرآن میں آیا ہے کہ جب تم کسی معاملہ میں پریشان ہو جاؤ تو اہل ذکر سے پوچھ لینا۔ اہل ذکر وہ لوگ ہیں جن کا دل اللہ اللہ کرے، ورنہ زبانی ذکر تو طوطا بھی کر لیتا ہے۔"

(تقریر بیسویں گیارہویں شریف، کوٹری ۱۳؍ اگست ۱۹۹۹ء)

(۶) حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامات میں سے ایک علامت حدیث میں یہ بھی بیان کی گئی کہ آپ کا نام محمد ہوگا اور آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۷، ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸) گوہر شاہی نے چونکہ مہدیت کا دعویٰ بھی کیا تھا، اور یہ حدیث اس پر صادق نہیں آتی تھی، کیونکہ اس کا

"ان من الناس من جوز التقلید للمجتھد لھذہ الآیۃ فقال لما لم یکن احد المجتھدین عالماً وجب علیہ الرجوع الی المجتھد العالم لقولہٖ تعالیٰ فاسئلو الآیۃ فان لم یجب فلا اقل من الجواز."

(تفسیر کبیر ج۱۹ ص ۱۹، روح المعانی ص ۱۴۸ ج۱۴)

"بلاشبہ بعض لوگوں نے مجتہد کے لئے اس آیت کریمہ سے تقلید کا جواز ثابت کیا ہے وہ (بقول امام رازی) یوں کہ جب مجتہدین میں سے کوئی کسی چیز کو نہیں جانتا تو اس پر مجتہد عالم کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم سوال کرو۔ الخ اگر رجوع کرنا واجب نہ ہو) تو جواز سے کیا کم ہوگا۔"

امام رازیؒ اور علامہ آلوسی کی اس تشریح سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس آیت میں اہل ذکر سے مراد مجتہدین ہیں۔ لیکن ریاض احمد گوہر شاہی نے اس آیت میں تحریف معنوی کر کے اہل ذکر سے مراد وہ لوگ لئے ہیں جن کا دل اللہ اللہ کرتا ہو۔ گوہر شاہی نے اس آیت میں یہ تحریف محض اس لئے کی ہے کہ اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق ٹھہرا سکے، اس لئے کہ اس کا دعویٰ تھا کہ میں لوگوں کے قلب جاری کرتا ہوں، جس سے دل دھڑکنے کے ساتھ اللہ اللہ کی آواز دل سے آتی ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

"اسی وقت کے لئے شاید قرآن میں آیا ہے کہ جب تم کسی معاملہ میں پریشان ہو جاؤ تو اہل ذکر سے پوچھ لینا۔ اہل ذکر وہ لوگ ہیں جن کا دل اللہ اللہ کرے، ورنہ زبانی ذکر تو طوطا بھی کر لیتا ہے۔"

(تقریر بیسویں گیارہویں شریف، کوٹری ۱۳؍اگست ۱۹۹۹ء)

(۶) حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامات میں سے ایک علامت حدیث میں یہ بھی بیان کی گئی کہ آپ کا نام محمد ہوگا اور آپ کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۷، ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸) گوہر شاہی نے چونکہ مہدیت کا دعویٰ بھی کیا تھا، اور یہ حدیث اس پر صادق نہیں آتی تھی، کیونکہ اس کا

نام ریاض احمد گوہر اور اس کے والد کا نام فضل حسین تھا، اس لئے اس نے اس حدیث کو اپنے اوپر فٹ کرنے کے لئے اس حدیث میں تحریف کرتے ہوئے کہا کہ مہدی کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ بایں معنی ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح اس میں داخل ہو جائے گی۔ اس کا یہ تحریفی فلسفہ ملاحظہ ہو:

''عام لوگوں کی ارضی ارواح ایک دوسرے کے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ پاکیزہ لوگوں کی ارواح پاکیزہ جسموں میں داخل ہوتی ہیں جب کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ارضی ارواح کو صرف امام مہدی کے جسم کے لئے روکا گیا تھا، جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ارضی ارواح کو صرف امام مہدی کے جسم کے لئے روکا گیا تھا، جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے جسم کو آمنہ کا لال کہہ سکتے ہیں، اسی طرح جسم کے کسی حصے یعنی ہاتھ وغیرہ کو بھی آمنہ کا لال کہہ سکتے ہیں۔ جس طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو بھی آمنہ کا لال کہہ سکتے ہیں اسی طرح روح کے کسی بھی دوسرے حصے کو آمنہ کالال کہہ سکتے ہیں، چونکہ روح کا وہی دوسرا حصہ امام مہدی کے جسم میں ہوگا، جس کی وجہ سے ان کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ بھی ہو سکے گا۔''

(تقریر بیسیوں گیارہویں شریف، کوٹری، ۱۳/ اگست ۱۹۹۹ء، روزنامہ جنگ لندن ۲۸/ اگست ۱۹۹۹ء)

(۷) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نماز کے لئے وضو کا صریحاً حکم دیا ہے۔

یاایها الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق وامسحو برأوسکم وارجلکم الی الکعبین.

''کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو تو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرلیا کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولیا کرو۔''

قرآن کریم کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے نماز سے پہلے وضو کرنا شرط ہے، اگر وضو کے

بغیر نماز پڑھی تو نماز نہیں ہوگی۔ ریاض احمد گوہر شاہی نے تحریف کرتے ہوئے مسلمان کے لئے اس کی حیثیت کے مطابق ذکر کی ایک خاص مقدار کو بھی نماز کی قبولیت کے لئے شرط قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

''زکوٰۃ ایک عام مسلمان کے لئے پانچ ہزار روزانہ اور امام مسجد کی زکوٰۃ پچیس ہزار ہے، تب اس کو مقتدیوں پر فضیلت ہے، غوث وقطب کا درجہ حاصل کرنے کے لئے بہتّر ہزار کی زکوٰۃ ہے تب اس کو اماموں پر فضیلت ہے۔ اور فقیر کی زکوٰۃ سوا لاکھ روزانہ ہے، تب اسے غوث وقطب پر فضیلت ہے۔ جس طرح وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی اسی طرح ہر درجہ کے مطابق ذکر کے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی، خواہ وہ سجدوں سے کمر کیوں نہ ٹیڑھی کر لیں۔''

(۸) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

''ان لوگوں کو جو کہ اللہ کے راستے میں شہید کئے جائیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تم کو شعور اور خبر نہیں۔''

یہ آیت مفسرین کی تفسیر کے مطابق ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائیں۔ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائیں، ان کو موت کے بعد ایک خاص قسم کی حیات حاصل ہوتی ہے جو کہ عام مُردوں کو حاصل نہیں ہوتی۔

ریاض احمد گوہر شاہی اس آیت میں تحریف کرتے ہوئے کہتا ہے:

''جب ایسا سالک مرتا ہے تو اس کی انسانی روح عالم برزخ میں مقام علیین میں چلی جاتی ہے اور یہی جُثّے اس کی قبر میں رہتے ہیں جو لوگوں کو فیض پہنچاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے قرآن میں آیا ہے۔''

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء

"جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہوئے انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔"
(سورۃ بقرہ آیت ۱۵۴)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت شہیدوں کے لئے ہے لیکن یہ لوگ شہید اکبر کہلاتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ساری عمر اپنے نفسوں سے جہاد کیا۔ (مینارہ نور ص ۸،۷)

گوہر شاہی نے دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے اس آیت کو ہندوانہ فلسفہ کے ضمن میں صوفیاء پر فٹ کرنے کی کوشش کی ہے، اور مفسرین کی جماعت کو اپنی بات کی وقعت بڑھانے کے لئے "کچھ لوگ" کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ گوہر شاہی ٹولے کو چاہئے کہ مفسرین کی اس کثیر جماعت کی فہرست مع حوالہ کے ضرور شائع کریں کہ جنہوں نے اس آیت سے گوہر شاہی والا مطلب و تفسیر بیان کی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کا یہ طرزِ عمل نہ صرف یہ کہ یہودی اور عیسائی تحریفات کے مشابہ ہے بلکہ انہوں نے اپنی ان تحریفات کے ذریعہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاتھ مضبوط کئے ہیں اور اپنی ان تاویلات اور تحریفات سے انہیں وہ مواد فراہم کیا ہے جو وہ سالہا سال کی کوششوں کے باوجود حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ قرآن و سنت میں اور آئمہ کرام کی تصریحات میں ایسے حضرات کے لئے بہت ہی سخت احکام مذکور ہیں۔

(۱) چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

مَنْ قَالَ فِي الْقُرآنِ برأْيِه فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَفِي رِوَايةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرآنِ بِغَيْرِ علمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النارِ.

(مشکوۃ شریف ص ۳۵ بروایت ترمذی)

"جس شخص نے اپنی رائے سے قرآن میں کلام کیا، وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے بغیر علم کے قرآن میں کلام کیا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ بنائے۔"

(۲) قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں:

کذالک وقع الاجماع علی تکفیر کل من دافع نص الکتاب

اوخص حدیثاً مجمعا علی نقلہٖ مقطوعاً بہٖ مجمعاً علیٰ حملہٖ علی ظاھرہ. (الشفا ص ۲۴۷ ج ۲)

''اسی طرح ہر وہ شخص جو کتاب اللہ کی صریح نص کا انکار کرے یا کسی ایسی حدیث میں تخصیص کرے جس کے نقل پر اجماع ہو اور اس بات پر بھی اجماع ہو کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ ایسے شخص کے کافر ہونے پر اجماع ہے۔''

(۳) یہی قاضی عیاض اسی کتاب میں آگے تحریر فرماتے ہیں:

و کذالک من انکر القرآن اوحرفاً منه اوغیر شیئاً منه اوزاد فیه.

(الشفاء ج ۲ ص ۲۸۹)

''اور اسی طرح ہم اس شخص کو بھی قطعیت کے ساتھ کافر قرار دیتے ہیں جو قرآن کا انکار کرے یا اس کے ایک حرف ہی کا انکار کرے یا اس کے کسی کلمہ کو بدلے یا اس میں اضافہ کرے۔''

(۴) شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے:

والنصوص من الکتاب والسنة تحمل علی ظواھرھا مالم یصرف عنھا دلیل قطعی...... والعدول عنھا ای عن الظواھر الی معان یدعیھا اھل الباطن وھم الملاحدة وسموا الباطنیة لادعائھم ان النصوص لیست علی ظواھرھا بل لھا معان باطنیة لایعرفھا الا المعلم وقصدھم بذالک نفی الشریعة بالکلیة الحاد ای میل وعدول عن الاسلام واتصال واتصاف بکفر لکونه تکذیباً للنبی علیه السلام فیما علم مجیئه بهٖ بالضرورة. (شرح عقائد نسفی ص ۱۶۶)

''اور کتاب وسنت کی نصوص کو ان کے ظاہر پر محمول کیا جائے گا۔ جب تک کہ کوئی دلیل قطعی ظاہر سے پھیرنے والی نہ ہو، اور کتاب وسنت کے ظاہری معنوں کو چھوڑ کر وہ معنی مراد لینا، جن کا اہل باطن ملاحدۃ باطنیہ دعویٰ کرتے ہیں، یہ الحاد ہے یعنی اسلام سے انحراف اور کفر سے اتصال واتصاف ہے، کیونکہ ان معنوں کے مراد لینے

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے، ان امور میں جن کے بارے میں بالبدایت معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو لائے تھے، ان اہل باطن ملحدین کو باطنیہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ کتاب وسنت کے ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ باطنی معنی مراد ہیں جن کو صرف معلم (امام) ہی جانتا ہے اور اس دعوے سے ان کا مقصد پوری کی پوری شریعت کی نفی کرنا ہے، اس لئے یہ صریح کفر ہے۔"

شرح عقائد کی اس عبارت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت یا حدیث سے اس کے ظاہری معنی چھوڑ کر جس کو پوری امت نے تواتر سے آنحضرتؐ سے نقل کیا ہے، کوئی اور معنی مراد لینا حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پوری اُمت پر یہ الزام لگانا ہے کہ انہوں نے اس کے صحیح معنی نہیں سمجھے بلکہ اس کے صحیح معنی میں نے سمجھے ہیں۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پوری اُمت کی تکذیب بھی ہے۔ اور ہر وہ کام جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پوری اُمت کی تکذیب لازم آتی ہو، اس کے بارے میں حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں۔

(۵) ومهما وجد التكذيب وجب التكفير وان كان في الفروع.

(التفرقه ص ۵۷)

"اور جب بھی تکذیب کی صورت پائی جائے گی تو تکفیر واجب ہوگی، اگرچہ اس کا تعلق کسی فروعی مسئلہ سے ہو۔"

(۶) حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کفار کی تین اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان المخالف للدين الحق ان لم يعترف به ولم يزعن له لا ظاهراً ولا باطناً فهو كافروان اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق، وان اعترف به ظاهراً لكنه يفسر بعض ماثبت من الدين ضرورة بخلاف مافسره الصحابه والتابعون واجمعت عليه الامة فهو

الزندیق. (مسویٰ شرح مؤطا امام مالک ج دوم ص ۱۳۰)

ترجمہ: ''دین حق اسلام کے مخالف و منکر کا اگر حال یہ ہے کہ وہ ظاہر میں بھی اسلام کا منکر ہے اور باطن میں یعنی دل سے بھی منکر ہے تو اس کو کافر کہا جائے گا۔ اور اگر اس کا حال یہ ہے کہ ظاہر میں اور زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتا ہے لیکن دل سے منکر ہے تو اس کو منافق کہا جائے۔ اور اگر ایسا ہے کہ بظاہر اسلام کو مانتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے لیکن بعض ایسی دینی حقیقتوں کی جن کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی اور بدیہی ہے، ایسی تشریح اور تاویل کرتا ہے جو صحابہ و تابعین اور اجماع اُمت کے خلاف ہے تو اس کو زندیق کہا جائے گا۔''

(۷) حضرت شاہ صاحبؒ تاویل صحیح اور تاویل باطل کا فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ثم التاویل تاویلان، تاویل ویخالف قاطعاً من الکتاب والسنة واتفاق الامة، وتاویل یصادم ماثبت بقاطع فذالک لذندقة.

(مسویٰ شرح مؤطا امام مالک ج دوم ص ۱۳۰)

ترجمہ: ''پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ تاویل جو کتاب و سنت اور اجماع اُمت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلہ کے خلاف نہ ہو اور دوسری وہ تاویلی جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو تاویل قطعی دلائل سے ثابت ہے پس ایسی تاویل زندقہ ہے۔''

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی نے چونکہ قرآن و سنت میں ایسی تاویلات کی ہیں جو کہ قرآن و سنت اور اجماعت اُمت کے خلاف ہیں، لہٰذا مذکورہ بالا تصریحات کی رُو سے ان کا حکم زندیق والا ہوگا۔ مرتد اور زندیق میں فرق یہ ہے کہ مرتد کو ارتداد اختیار کرنے کے بعد اسلام میں تین دن کی مہلت دی جاتی ہے، تاکہ اس کو اسلام کے بارے میں جو شبہات ہوں ان کا ازالہ کیا جا سکے۔ اگر شبہات دور ہونے کے بعد بھی وہ ارتداد پر قائم رہے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ مرتد شخص جب ارتداد میں داخل ہوتا ہے تو وہ صاف طور پر اپنے آپ کو اسلام سے خارج سمجھتا ہے، اور دوسرے مذہب میں داخل ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ لیکن زندیق شخص ارتداد میں داخل ہونے کے

باوجود اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے اور اسلام کے اصول وقوانین کی ایسی تشریح کرتا ہے کہ جو قرآن وسنت اور اجماع اُمت کے خلاف ہو، ساتھ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ جو تشریح مَیں نے کی ہے وہی صحیح ہے۔ حقیقت میں یہ شخص اس شخص کی طرح ہے کہ جو شراب پر آب زم زم کا اور خنزیر کے گوشت پر بکرے کے گوشت کا لیبل لگا کر فروخت کرتا ہو۔ ایسے شخص کی اسلام میں بالکل گنجائش نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ زندیق کو تین دن کی مہلت بھی نہیں دی جائے گی بلکہ اگر گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلے تو ٹھیک ہے، وگرنہ گرفتار ہونے کے بعد اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی بلکہ فوراً قتل کردیا جائے گا۔ اس مسئلہ کے بارے میں درمختار میں لکھا ہے۔

(۸) او کذا الکافر بسبب (الزندقة) لا توبة لهٗ وجعلهٗ فی الفتح ظاهر المذهب، لکن فی حظر الخانیة الفتویٰ علی انهٗ (اذا أخذ) الساحرا والزندیق المعروف الداعی (قبل توبته) ثم تاب لم تقبل توبته ویقتلّ ولو اخذ بعدها قبلت.

(ردالمحتار علی الدرالمختار ج ٦ کتاب الجهاد ص ٣٦٩ و ص ٣٧٠، مطبوعه مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)

ترجمہ: ''اوراسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہوگیا ہو، اس کی توبہ قابل قبول نہیں اور فتح القدیر میں اسے ظاہر مذہب بتایا گیا ہے لیکن فتاویٰ قاضی خان میں کتاب الحضر میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ جب جادوگر اور زندیق جو معروف اور داعی ہوں، توبہ سے پہلے گرفتار ہوجائیں اور پھر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں بلکہ ان کو قتل کیا جائے گا اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تھی تو توبہ قبول کی جائے گی۔''

(۹) علامہ ابن عابدین الشامی ''ردالمحتار'' میں لکھتے ہیں:

قال فی الفتح : قالو الوجاء زندیق قبل أن یؤخذ فاخبر بانهٗ زندیق وتاب تقبل توبته، فان أخذثم تاب لا تقبل توبتهٗ ویقتل، لانهم باطنیه یعتقدون فی الباطن خلاف ذالک ، فیقتل ولا تؤخد منه

الجزیة. (ردالمحتار ج ۶ کتاب الجهاد ص ۳۰۹)

ترجمہ: ''فتح القدیر میں کہا ہے کہ فقہاء نے فرمایا ہے اگر زندیق قبل اس کے کہ گرفتار کیا جائے، آکر خبر دے کہ وہ زندیق ہے اور اس نے توبہ کرلی ہے، تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، اور اگر گرفتار کیا گیا پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اس کو قتل کیا جائے گا، اس لئے کہ وہ باطنیہ ہیں جو دل میں اس کے اُلٹ اعتقاد رکھتے ہیں، لہٰذا اس کو قتل کیا جائے گا اور اس سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔''

(۱۰) البحر الرائق میں لکھا ہے:

لا تقبل توبة الزندیق فی ظاهر المذهب وهو من لا یتدین بدین.

(ج۵ص۱۳۲)

ترجمہ: ''ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں اور زندیق وہ شخص ہے جو کسی دین کا قائل ہی نہ ہو۔''

فقہاء کرام کی مذکورہ بالا تصریحات سے مرزا غلام احمد اور ریاض احمد گوہر شاہی کا زندیق ہونا واضح ہے، اس لئے کہ امریکی و برطانوی استعمار کے ان خود ساختہ پودوں نے اپنی خود ساختہ نبوت اور دیگر باطل نظریات کی تائید وحمایت میں دل کھول کر قرآن وسنت میں معنوی تحریف کی ہے اور پوری زندگی یہ دونوں قرآن وسنت کو اپنے باطل نظریات کے سانچہ میں ڈھالنے کی سعی مذموم کرتے رہے اور اس ضمن میں اپنے پیشتر واساتذہ یہود ونصاریٰ سے بھی سبقت لے گئے۔ جب ان دونوں کا یہ حکم ہے کہ ان کو قتل کیا جائے تو ان کے ماننے والوں کا بھی یہی حکم ہوگا۔ لہٰذا ان کے پیروکاروں کو چاہئے کہ قبل اس کے ایسا وقت آئے کہ ان کو قتل کیا جائے توبہ کر کے دوبارہ اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆☆

باب یازدھم

گستاخیاں

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض گوہر شاہی اپنے نام نہاد دعووں کے ضمن میں جن گستاخیوں کا ارتکاب کرتے رہے، ان کا ذکر بھی ان کی گمراہیت سے پردہ اٹھانے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ دعویٰ ولایت کے ضمن میں اولیاء کی توہین، دعویٰ نبوت کے ضمن میں انبیاء کی توہین اور دعویٰ الوہیت کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کی توہین بڑی شد و مد سے کرتے رہے۔ اور یہ اپنے مدِ مقابل کی توہین کیوں نہ کرتے؟ ان کا دعویٰ عوام کے سامنے اسی وقت ثابت ہوسکتا تھا جب کہ یہ ان کی توہین کر کے ان سے اپنی برتری ثابت کرلیں۔ ذیل میں ان کی کچھ گستاخیاں درج کی جاتی ہیں، جو ان کی گمراہی اور نامرادی کا بین ثبوت ہیں۔ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر ان خرافات کو ملاحظہ فرمائیں:

اللہ تعالیٰ کی توہین

اللہ تعالیٰ کی شان میں انہوں نے جو گستاخیاں کی ہیں پہلے ان میں سے کچھ کو درج کیا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا:

(۱) ''میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔''

(البشریٰ جلد دوم ص ۷۹، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

اللہ تعالیٰ کو نماز، روزہ کی کیا ضرورت ہے؟ اس لئے کہ نماز، روزہ تو عبدیت کے اظہار اور اپنے معبود کے حکم کی بجا آوری کی وجہ سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ تو خود معبود ہے لہٰذا اس کو اس کی کیا ضرورت ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کیسے سوتا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لا تاخذہ سنة ولا نوم

(۲) مرزا غلام احمد مزید کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا:

انی مع الاسباب اتیک بغتة انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب انی مع الرسول محیط.

''میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا، اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔''

(البشریٰ جلد دوم ص ۷۹، تذکرہ ص ۴۶۲ طبع سوم)

(۳) **انت من ماء نا وھم من فشل.**

''تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ (بزدلی) سے۔''

(تذکرہ ص ۲۰۲، انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵، ۵۶)

(۴) **یحمد اللہ من عرشه ویمشی الیک.**

''خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔''

(تذکرہ ص ۷۹، انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵)

مذکورہ تحریرات میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو افعال مرزا غلام احمد نے منسوب کئے، ان کو اللہ تعالیٰ سے کیا نسبت؟ مرزا غلام احمد کا ان تحریرات میں اللہ تعالیٰ کی شان گھٹا کر اپنی شان بڑھانے کے سوا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

(۵) مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک بچے کی پیدائش کی خبر ان الفاظ میں دی۔

انا نبشرک بغلام مظھر الحق والعلی کان اللہ نزل من السماء

''ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا، گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔''

(حقیقۃ الوحی ص ۹۵ و ص ۹۶، مندرجہ خزائن ج ۲۲ ص ۹۸ و ص ۹۹)

گویا کہ اس صورت میں نعوذ باللہ مرزا باپ ہوا اور اللہ تعالیٰ بیٹا

(۶) مرزا غلام احمد کہتا ہے: ''مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔''

(دافع البلاء ص ۶ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

(۷) مرزا غلام احمد قادیانی اللہ تعالیٰ سے ہم نشینی کا دعویٰ کرتے ہوئے کہتا ہے:

''میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں کچہری میں گیا ہوں، دیکھا تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف ایک سررشتہ دار ہے کہ ہاتھ میں ایک مثل لئے ہوئے پیش کر رہا ہے۔ حاکم نے مثل اٹھا کر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے ایک باریک نظر سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی ہوئی معلوم ہوئی، اس نے مجھے کہا اس پر بیٹھو اور اس نے مثل ہاتھ میں لی ہوئی ہے۔'' (ملفوظات ج۵ ص۵۲)

(۸) مرزا اپنی رسالت کو ثابت کرتے ہوئے کہتا ہے:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

مرزا غلام احمد کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سچا ہونے کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزے کو قادیان میں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر مرزا رسول نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی سچائی بھی نعوذ باللہ مشکوک ہے۔

(۹) مرزا غلام احمد اللہ تعالیٰ کو تیندوے کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے لئے بے شمار ہاتھ پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔'' (توضیح مرام ص۴۲، خزائن ج۳ ص۹۰)

(۱۰) مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کی شان میں مزید گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

'' کیا کوئی عقل مند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا؟ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲)

(۱۱) ''وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا

ہے؟ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔"

(تجلیات الٰہیہ ص ۴، خزائن ج ۲۰ ص ۳۹۶ طبع سوم)

(۱۲) مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔

انت اسم بالاعلیٰ

"اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔"

(البشریٰ جلد دوم ص ۶۱، تذکرہ ص ۳۹۲ طبع سوم)

مرزا غلام احمد کے اس انکشاف سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا نام "غلام احمد" ہے اسی پر بس نہیں بلکہ مرزا غلام احمد نے یہاں تک کہا ہے کہ میں پہلے مریم تھی، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مردانگیت کا اظہار فرمایا، پھر میں حاملہ ہو گیا، کچھ ماہ بعد وضع حمل ہوا، جس کے نتیجے میں مَیں مریم سے عیسیٰ بن گیا۔ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے مرزا غلام احمد کا ایک مخلص مرید قاضی یار محمد قادیانی لکھتا ہے:

(۱۳) "حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔" (ٹریکٹ نمبر ۳۴، اسلامی قربانی ص ۱۲ مطبوعہ ریاض الہند پریس امرتسر)

حمل کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مرزا لکھتا ہے:

"اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ ص ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے۔" بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے، مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا، ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶) میں درج ہے، مجھے

مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔"

(کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

آج تک کسی نے اللہ تعالیٰ پر یہ الزام نہیں لگایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے رجولیت کا اظہار کیا ہے، یہ بدبختی اور اعلیٰ درجہ کی بے غیرتی مرزا غلام احمد کے حصہ میں ہی آئی ہے۔ اور آج تک کوئی شخص یہ دعویٰ نہ کر سکا کہ میں پہلے عورت تھی پھر حاملہ ہو کر خود مرد بن گیا۔ مرزے کا یہ دعویٰ تو عجائب گھر میں رکھنے کے قابل ہے۔ تعجب تو ان لوگوں پر ہے جو ایسی واحیات بکنے والے کو بھی نبی تسلیم کئے ہوئے ہیں، جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کو ماننے کا عقیدہ رکھے گا تو اس کے حصے میں ایسے ہی واحیات لوگ آئیں گے۔

مذکورہ گستاخیاں تو وہ تھیں جن کا ارتکاب مرزا غلام احمد نے کیا ہے، اب ان گستاخیوں میں سے بعض وہ گستاخیاں ذکر کی جاتی ہیں جن کا ارتکاب ریاض احمد گوہر شاہی نے کیا ہے۔

(۱) گوہر شاہی اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم کی نفی کرتے ہوئے کہتا ہے:

"قریب ہے، شاہ رگ کے اُسے کچھ بھی پتہ نہیں۔ بیزار ہوئے محمد کاش تو نے پایا وہ راستہ نہیں۔" (تریاق قلب ص ۱۸)

(۲) گوہر شاہی اللہ تعالیٰ پر اپنا احسان جتلاتے ہوئے کہتا ہے:

مان نہ احسان تو ہم نے تو احسان چڑھا دیا
کہ جھکا ہوا تھا سر تیرے محبوب کا جو بلند کرادیا

(تریاق قلب ص ۴۸)

(۳) گوہر شاہی اللہ تعالیٰ کو مجبور کہہ کر اس کی یوں توہین کرتا ہے:

پہنچ نہ سکے گا ہرگز تو اس شاہراہ کے بغیر
کہ خدا بھی چلتا نہیں قانونِ خدا کے بغیر
اسی نقطے کی تلاش میں طالبوں کی عمر برباد ہوتی ہے
خدا کی قسم اسی نقطے سے مجبور خدا کی ذات ہوتی ہے

(تریاق قلب ص ۷)

(۴) گوہر نے اللہ تعالیٰ کو عاشق کہہ کر اس کی یوں توہین کی:

''ایک دن اللہ تعالیٰ کو خیال آیا کہ میں خود کو دیکھوں، سامنے جو عکس پڑا تو ایک روح بن گئی، اللہ اس پر عاشق اور وہ اللہ پر عاشق ہوگئی۔'' (روشناس ص ۱۷)

(۵) زیور انسان کے لئے زینت کی چیز ہے، اس لئے کہ اس کے ذریعے سے انسان اپنے آپ کو خوبصورت بنانے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے ذریعے سے انسان کی بہت سی خامیوں اور عیبوں پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت اور احتیاج نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی کمزوری اور عیب سے پاک ہے۔ گوہر شاہی نے اللہ تعالیٰ کے لئے زیور کی احتیاج یوں بیان کی ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ہاتھ ملایا، دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

''حدیث میں ہے کہ میں نے خدا سے ہاتھ ملایا، ایک دوسری حدیث میں ہے کہ دیدار کے وقت حضور پاکؐ نے خدا کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی دیکھی جو انہوں نے حضرت علیؓ کو دی تھی۔'' (گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۲۴)

عام آدمی کو یہاں یہ دھوکہ لگ سکتا ہے کہ گوہر نے تو یہ بات حدیث کے حوالے سے کی ہے، اپنی طرف سے نہیں کی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ گوہر نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ احادیث کی کتب میں کہیں بھی موجود نہیں ہے بلکہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی جھوٹی نسبت کی ہے۔

(۶) گوہر شاہی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں خواجہ اور داتا گنج بخش کے روپ میں گھومتا رہتا ہے۔ اس کی یہ ہرزہ سرائی بھی ملاحظہ ہو:

''اس قرآن سے پوچھا اللہ کدھر ہے؟ کہنے لگا بہت دور ہے، بس نمازیں روزہ

پڑھتا رہ اس کا دیدار بڑا مشکل ہے، بہت ہی دور رہتا ہے، جب ان پاروں سے پوچھا وہ کہنے لگے اللہ اسی دنیا میں گھومتا رہتا ہے کبھی خواجہ کے روپ اور کبھی داتا کے روپ، وہ تو اس دنیا میں گھومتا رہتا ہے۔"

(بحوالہ آڈیو کیسٹ خطاب نشتر پارک کراچی، جاری کردہ سرفروش پبلشرز)

گوہر شاہی کے مریدوں نے اس کے ساتھ گوہر شاہی کو بھی شامل کرلیا۔ چنانچہ "پندرہ روزہ سرفروش" میں لکھا ہے:

"رب تعالیٰ ولیوں کے روپ میں دنیا میں جلوہ افروز ہوا ہے...... رب تعالیٰ کی ذات ولیوں کے روپ یعنی حضرت داتا گنج بخش، حضرت سلطان باہو، گنج شکر اور کبھی گوہر شاہی کے جلوؤں میں نظر آتی ہے۔"

(پندرہ روزہ سرفروش ۱۶ تا ۳۰ نومبر ۱۹۹۸ء)

حال ہی (مئی ۲۰۰۵ء) میں گوہر شاہی کے پیروکاروں کی طرف سے جن کی تنظیم کا "انجمن سرفروشان اسلام" ہے ایک اخبار "ہاتف مہدی" کے نام سے شائع ہوا ہے اور اس کو کثیر تعداد میں پھیلانے کی کوششیں کی جارہی ہے، اس اخبار "فرمانِ گوہر شاہی" کے عنوان سے شائع کردہ عبارت کے مطابق لکھا ہے کہ ہمارے پاس اللہ سے کچھ کم نہیں ہے، ہمارے جہان کا نام ریاض الجنۃ ہے۔ ہم چاہیں ایک کو لے جائیں یا کڑوں کو۔ علاوہ ازیں اخبار کے ایک طویل مضمون میں اس بدبخت کو رب الارباب اور اللہ برادری کے خالق قرار دیا گیا۔ اور اخبار میں گوہر شاہی کی تصویر کے نیچے العیاذ باللہ "مالک الملک گوہر شاہی" تحریر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کی تحریرات پڑھ کر انسان یہ کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ جو کام یہود و نصاریٰ صدیوں کی کوشش کے باوجود خود نہ کرسکے، وہ ان خود کاشتہ پودوں کے ذریعہ سے کروالیا۔

انبیاء علیہم السلام کی توہین

اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے اعلیٰ مقام انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہرزہ سرائی کرتے رہے تو ان سے انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں ہرزہ سرائی کرنا کچھ بعید نہیں ہے، اس لئے ان دونوں نے انبیاء کرام علیہم السلام

کی شان میں وہ گستاخیاں کی ہیں کہ ان کو پڑھنے سے ایک مسلمان کی رُوح کانپ اُٹھتی ہے۔ یہاں ان گستاخیوں میں سے کچھ ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) مرزا غلام احمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ
''تین ہزار معجزات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۶۳، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

لیکن مجھ سے دس لاکھ نشان ظہور میں آئے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۲، خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

(۲) ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ...... عیسائیون کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سُور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔''

(مرزا قادیانی کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

(۳) حضرت نوح علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے:
''خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

(۴) مرزا قادیانی حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے:
''پس اس اُمت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دُعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس اُمت کے یوسف (مرزا قادیانی) کی بریت کے لئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی اور بھی نشان دکھلائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۶، ص ۸۲، خزائن ج ۲۱ ص ۹۹)

(۵) مرزا قادیانی حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے:
''اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر کے انہیں تمام ذی روح الانس و جن پر سردار، حاکم اور

امیر بنایا جیسا کہ آیت اسجدوا لادم سے معلوم ہوتا ہے، پھر شیطان نے انہیں بہکایا اور جنتوں سے نکلوادیا اور حکومت اس اژدہے کی طرف لوٹائی گئی۔ اس جنگ و جدال میں آدم کو ذلت و رسوائی نصیب ہوئی اور جنگ کبھی اس رُخ اور کبھی اس رُخ ہوتی ہے اور رحمٰن کے ہاں پرہیزگاروں کے لئے نیک انجام ہے، اس لئے اللہ نے مسیح موعود (مرزا) کو پیدا کیا تا کہ آخر زمانہ میں شیطان کو شکست دے۔"

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ت حاشیہ، خزائن ج۱۶ ص۳۱۲)

تمام انبیاء علیہم السلام کی مجموعی طور پر توہین کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتا ہے:

(۶) "اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود (مرزا) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔" (اربعین نمبر۴ ص۱۰۰، خزائن ج۱۷ ص۴۴۲)

(۷) "میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۵، خزائن ج۲۲ ص۵۷۳)

......(۸)......

انبیاء گرچہ بوداند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آنچہ داد ست ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح مندرجہ روحانی خزائن ج۱۸ ص۴۷۷ و ۴۷۸)

ترجمہ: "(۱) اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں، میں عرفان میں ان نبیوں

میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔"

(۲) مَیں آدم ہوں، نیز احمد مختار ہوں، میں تمام نبیوں کے لباس میں ہوں۔

(۳) خدا نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں، ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیا ہے۔

(۴) میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہوگیا، ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے۔

(۵) مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں مَیں کسی نبی سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے چونکہ خود مسیحیت کا دعویٰ بھی کیا تھا، اس لئے اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایسے الزامات لگائے ہیں کہ شاید ایسے الزامات یہودیوں نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نہیں لگائے ہوں گے۔ ان الزامات کا مقصد صرف مسلمانوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متنفر کرنا تھا۔ صحیح بات یہ ہے کہ ان الزامات کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ صرف بہتان برائے بہتان ہیں۔ ان گستاخیوں میں سے کچھ یہاں درج کی جاتی ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

(۹) "آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی، آپ کا کنجریوں کے ساتھ میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔" (انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

(۱۰) "یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔" (کشتی نوح حاشیہ ص ۷۳، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

(۱۱) ”ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے، پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے، مَیں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔“

(نسیم دعوت ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴ و ص ۴۳۵)

(۱۲) ”یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے، چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے۔“

(ست بچن حاشیہ ص ۱۷۲، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۶)

(۱۳) ”لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے، کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔“

(مقدمہ دافع البلاء ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

(۱۴) ”نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔“ (حاشیہ انجام آتھم ص ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

(۱۵) ”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اسی روز سے شریفوں نے

آپ سے کنارہ کیا۔" (حاشیہ انجام آتھم ص ۶ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

(۱۶) "آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔" (انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

(۱۷) "حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے، جس کو برا نہیں مانتے، بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں۔ کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناتے کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔"

(ایام الصلح اردو، حاشیہ ص ۷۲، خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۰)

(۱۸) "مسیح کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔"

(مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۳ و ص ۲۴)

(۱۹) "اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

(۲۰) "پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔" (چشمہ مسیحی ص ۹، خزائن ج ۲۰ ص ۳۴۶)

(۲۱) "یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے، مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب

ناکام کے رہے۔" (ازالہ اوہام ص ۱۳۰، حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۵۸)

(۲۲) "وہ (مسیح) ایک خاص قوم کے لئے آیا اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ نہ پہنچ سکا۔ ایک ایسی نبوت کا نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا، جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا، اس کے آنے سے ابتلاء اور فتنہ بڑھ گیا۔" ("اتمام الحجۃ" لاہوری ایڈیشن ص ۳۲، خزائن ج ۸ ص ۳۰۸)

(۲۳) "اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں، صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی...... پس اس نادان (مسیح) اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا؟"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)

(۲۴) "(وہ مسیح بن مریم) ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا، مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے، تولد پا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا رہا۔"

(براہین احمدیہ، ص ۳۲۹، چہار حصص، طبع لاہور، خزائن ج ۱ ص ۴۴۱ و ص ۴۴۲)

مرزا قادیانی مردود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ محترمہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر تحریف شدہ انجیل کو بنیاد بنا کر جو بہتان لگائے ہیں، ان کی مثال یہود کی تاریخ میں بھی نہیں ملتی، مرزا قادیانی کی لغویاتِ مذکورہ کی وجہ سے اسے ایک شریف انسان کہنا بھی حقیقت پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مبارکہ میں آپؑ کا بغیر باپ کے محض نفخۂ جبرائیل سے پیدا ہونا، اور آپؑ کی والدہ محترمہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا پاکدامن ہونا اور آپؑ کے معجزات کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے، لیکن مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو مسیح ثابت کرنے کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں کو متنفر کرنے کے لئے نہ صرف آپ کے معجزات کا انکار کیا ہے، بلکہ آپ پر اور آپ کی والدہ اور جدات پر ایسے قبیح بہتانات لگائے ہیں کہ آج تک کوئی متنفس ایسے الزامات اور بہتانات نہ لگا سکا۔

یہ تو تھی مرزا غلام احمد کی انبیاء پر بہتانات اور الزامات کی مختصر سرگذشت! اب ریاض احمد

گوہر شاہی کی ان تحریرات کی طرف آتے ہیں، جن میں اس نے انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و تنقیص کی ہے۔

(۱) گوہر شاہی نے لکھا ہے کہ معراج کی رات میں جب براق اور جبرائیل مزید آگے نہ جاسکے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت پیرانِ پیر کی روح کے محتاج ہوئے اور پیرانِ پیر کی روح نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منزلِ مقصود تک پہنچایا۔ اس کی یہ گستاخی ملاحظہ ہو:

''براق و جبرائیل و رفرف جہاں چلنا شروع ہوئے لیکن آپؐ بڑھتے ہی گئے۔ جب ہر سواری جواب دے گئی تو جناب حضرت پیرانِ پیر شیخ محی الدین کی روح مبارک آپ کو اپنے کندھے پر بٹھا کر منزل تک لے گئی۔'' (مینارہ نور ص ۳۴)

(۲) گوہر شاہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہوئے کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کو اس لئے بوسہ دیا تھا کہ اس پر میری شبیہ تھی اس کی یہ گستاخی بھی ملاحظہ ہو:

''حضور پاک تو بتوں کے خلاف تھے، لیکن حجر اسود بھی تو ایک پتھر ہے تو حضور نے اس کو بوسہ کیوں دیا؟ قدرت کے ایسے ہی راز وقت سے پہلے نہیں کھلتے۔''

(حق کی آواز ص ۳۴)

''گوہر شاہی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹیرے کے ساتھ تشبیہ دے کر آپ کی توہین کرتے ہوئے کہا: ''حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جب لہولہان کیا گیا تو وہ (خدا) انہیں دیکھ رہا تھا، پھر سرکار (گوہر شاہی) نے مثال دیتے ہوئے فرمایا: جس طرح لوگ بٹیروں کو آپس میں لڑواتے ہیں، لیکن مالک دیکھتا ہے کہ بٹیرا اب زخمی ہونے لگا ہے تو اسے الگ کر لیتا ہے، اس کی مرہم پٹی کرتا ہے، اسے اچھا کھلاتا ہے بلکہ جاگ کر اس کی حفاظت بھی کرتا ہے کہ کہیں بلی نہ کھا جائے۔''

(گوہر شاہی کے یادگار لمحات، مجموعہ ملفوظات گوہر شاہی ص ۲۵)

(۴) گوہر شاہی نے عوام کے سامنے اپنی شان کو بڑھانے کے لئے کہا کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روضے سمیت خود میرے پاس حاضر ہوئے۔
چنانچہ وہ لکھتا ہے: ''رات کے تقریباً تین بجے ہوں گے ذکر کی مشق کے بعد کھڑے ہو کر درود شریف کا ورد کر رہا تھا، فجر کا سماں ہو گیا، چشموں کی طرف بے شمار مرد اور بے شمار عورتیں قطار در قطار کھڑے ہیں، سوچتا ہوں کہ شائد آج کوئی مرتبہ ملنے والا ہے، یہ لوگ مجھے دیکھنے کے لئے آئے ہیں لیکن خیال آتا ہے کہ ان کی پشت میری طرف ہے، یہ کسی اور کا انتظار کر رہے ہیں۔ مغرب کی طرف سے ایک سبز رنگ کا روضہ اُڑتا آ رہا ہے اور جہاں وہ لوگ جمع ہیں وہیں اتر گیا۔ روضے میں سے ایک نورانی صورت نمودار ہوئی، عورتوں نے دیکھ کر جھومنا شروع کر دیا، ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے یا نبیؐ سلام وعلیک یا رسولؐ سلام وعلیک، مرد بھی جھوم رہے تھے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ رہے تھے، اب وہ بزرگ مجمع سے گزر کر میری طرف بڑھے، جوں جوں قریب آ رہے تھے، خوشی سے آنسو جاری ہو گئے۔ دیکھنے کی خواہش۔ ہے لیکن نظر اوپر کو نہیں اٹھتی، نور ہے جسے آنکھوں کو دیکھنے کی تاب نہیں، نہ دیکھوں ارمان رہے اور دیکھوں تو جان جائے۔''

(روحانی سفر ص ۲۴ ص ۲۵)

(۵) گوہر شاہی نے لکھا۔ ہے کہ شیطان کا سایہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روپ میں میرے پیشاب کے اندر نظر آیا۔ اس کی یہ ہرزہ سرائی بھی ملاحظہ ہو:
''ایک دن اس نے اپنا سر قدموں میں رکھ دیا اور کہا اے باہمت شخص! جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں نے کہا خبر نہیں۔ کہنے لگا میں تیرا نفس ہوں، میں اور میرے مرشد نے تجھے دھوکہ دینے کی بڑی کوشش کی۔ لیکن تیرا مرشد کامل تھا جس نے تجھے بچا لیا۔ میں نے کہا میرا مرشد کون؟ اس نے کہا جس سایہ سے تجھے ہدایت ہوئی وہ تیرا مرشد تھا اور جس کی وجہ سے تجھے بدگمانی ہوئی وہ میرا مرشد ابلیس تھا، جو تیرے مرشد کے روپ میں پیشاب میں نظر آیا، جو مصنوعی یا رسول اللہؐ بن کر آیا تھا وہ بھی میرا ہی مرشد تھا۔''
(روحانی سفر ص ۲۲)

''ایک دن پتھریلی جگہ پیشاب کر رہا تھا، پیشاب کا پانی پتھروں پر جمع ہو گیا اور وہ ایسا ہی سایہ مجھے پیشاب کے پانی میں ہنستا ہوا نظر آیا، میری اس وقت کیا حالت تھی، میں بیان نہیں کر سکتا، میں جس کو ایک روحانی چیز سمجھتا تھا، جس کے حکم کے مطابق گھر بار چھوڑا، ماں باپ بیوی بچوں کی محبت کو ٹھکرایا، آج میں اس سے بدگمان ہو چکا تھا، اگر وہ سایہ رحمانی ہوتا تو ناپاک جگہ کیوں نظر آتا؟''

(روحانی سفر ص ۲۰)

(۶) گوہر شاہی حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق لکھتا ہے:

''جب آدم علیہ السلام کا جُثہ (بت بنایا گیا) تو شیطان نے نفرت سے تھوکا، جو ناف کے مقام پڑا، اور اس تھوک سے ایک جرثومہ (نفس) اندر داخل ہوا، جو بعد میں شیطان کا آلہ کار بنا اور آدم علیہ السلام اس نفس کی شرارت سے اپنی وراثت یعنی بہشت سے نکال کر عالم ناسوت میں جو جنات کا عالم تھا، پھینکے گئے، جب آپ یہاں پہنچے تو یہاں کی آب وہوا نے جس میں نار تھی آپ کے نفس کو تقویت پہنچانی شروع کی، نتیجہ یہ کہ آپ کو ایک دن عرش و کرسی کا کشف ہوا، جس پہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، کشف کا مطلب تھا کہ آدم علیہ السلام اس کلمہ کو مقدس و افضل جان کر اس کو وسیلہ بنائیں تا کہ نفس کی اصلاح اور معافی ہو۔ آپ نے جب اسم محمد اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا دیکھا تو خیال ہوا کہ یہ محمد کون ہیں؟ جواب آیا تمہاری اولاد میں سے ہوں گے، نفس نے اُکسایا کہ تیری اولاد میں سے ہو کر تجھ سے بڑھ جائیں گے، یہ بے انصافی ہے، اس خیال کے بعد آپ کو دوبارہ سزا دی گئی۔''

(روشناس ص ۸ و ص ۹)

(۷) ''جب آدم علیہ السلام اس نفس کی شرارت سے زمین پر پھینکے گئے تو تو بہ تائب میں لگ گئے، ابلیس نے دیکھا کہ آپ کا نفس کمزور ہو رہا ہے اس کی مدد کے لئے خناس کو آپ کے جسم میں داخل کرنا چاہا۔ ایک دن جب آدم علیہ السلام موجود نہیں تھے ابلیس ایک چھوٹا سا بچہ لے کر مائی حوا کے پاس آیا اور کہا کہ میرا بچہ

امانت ہے میں واپسی پر اسے لے جاؤں گا، اتنے میں آدم علیہ السلام آئے اور بچہ دیکھا، مائی حوا صاحبہ سے پوچھا، سخت غصے ہوئے کہ دشمن کا بچہ کیوں بٹھایا؟ آپ نے اس بچے کو مار کر زمین میں دفنا دیا۔ دوسرے دن پھر آپ کی غیر موجودگی میں آدھمکا۔ بچے کو نہ پا کر خناس، خناس کی آواز دی، وہ زمین سے حاضر حاضر کہہ کر نکل آیا، ابلیس اسے وہیں چھوڑ کر پھر چلا گیا، اب کی دفعہ آدم علیہ السلام نے اس کے چار ٹکڑے کئے، چاروں پہاڑوں پر دور دور پھینک دیئے۔ حتیٰ کہ ابلیس نے آ کر پھر آواز دی خناس پھر حاضر ہو گیا، شیطان نے اس کو پھر وہیں چھوڑا، اور خود چلا گیا، اس موقع پر آدم علیہ السلام نے بچے کو آگ میں جلا کر اس کی راکھ پانی میں ڈال دی، شیطان دوبارہ آیا اور اس کو پکارا، جس پر وہ دوبارہ آموجود ہوا، شیطان اس کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا، اس بار آدم علیہ السلام کو سخت غصہ آیا اور کوئی تدبیر بھی نظر نہ آئی، تب آپ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا لیا۔ اب ابلیس آپ کی موجودگی میں آیا، آواز دی تو آدم علیہ السلام کے دل کے قریب سے ہی حاضری کا جواب آیا۔ ابلیس نے کہا اب یہیں رہ میرا یہی مطلب تھا۔" (مینارہ نور ص ۱۱ص ۱۲طبع اوّل)

(۸) گوہر شاہی جادوگروں کو موسیٰ علیہ السلام کے برابر ٹھہراتے ہوئے لکھتا ہے:

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر رب ذوالجلال سے گفتگو کرنا تو کیا وہ بھی شرک تھا؟ جب کہ ولی نبی کا نعم البدل ہے، حالانکہ قدرت نے سحر والوں کو بھی اتنی طاقتیں بخشیں۔" (مینارہ نور ص ۳۱)

(۹) گوہر شاہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین ایک اور مقام پر یوں کرتا ہے:

"بیت المقدس سے دو میل دور موسیٰ علیہ السلام کا مزار ہے، یہودی مرد اور عورتیں وہاں شراب نوشی کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ مزار فحاشی کا اڈہ بن گیا۔ جس کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کے لطائف وہ جگہ چھوڑ گئے اور مزار خالی بت خانہ رہ گیا۔" (مینارہ نور ص ۶۲)

(۱۰) گوہر شاہی اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"ولایت کے پانچ درجے ہیں۔ قلب کی ولایت حضرت آدم علیہ السلام کو ملی اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو روح کے ذریعہ ولایت کے دو درجے ملے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لطیفہ...... کے ذریعہ ولایت کے تین درجے ملے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لطیفہ خفی کے ذریعہ ولایت کے چار درجے ملے اور حضور پاک کو لطیفہ اخفی کے ذریعہ ولایت کے پانچوں درجے عطا ہوئے یعنی پہلے درجے والا بقدم حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے درجے والا بقدم حضرت ابراہیم علیہ السلام، تیسرے درجے والا بقدم حضرت موسیٰ علیہ السلام، چوتھے درجے والا بقدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پانچویں درجے والا بقدم حضور پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

و کل ولی له قدم و انی علی قدم النبی بدر الکمال۔ (قصیدہ غوثیہ)

ترجمہ: ''ہر ولی کا قدم کسی نبی کے قدم پر ہوا کرتا ہے لیکن میرا قدم جد پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک پر ہے۔''

ولایت کے یہ پانچوں درجے آپ کے طفیل آپ کی اُمت کے بھی خواص کو ملے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو علم لدُنّی سکھایا، آپ کا ظاہر باطن ایک تھا۔ آپ کو لوح محفوظ کا بھی کشف تھا، یہ کرامت اس امت کے ولیوں کو بھی عطا ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہوئی، اس اُمت کے بھی کئی ولی آگ پر چہل قدمی کر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس عصا تھا جو پھینکنے سے اژدھا بن جاتا، اس امت کے ولیوں کو بھی یہ طاقت حاصل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کر لیتے، ان ولیوں میں سے بھی ایسی کرامت رونما ہوئی۔ وہ نبی دیدار کو ترستے آئے اور یہ دیدار میں رہتے ہیں۔ (مینارہ نور ص ۲۹ و ص ۳۰)

''یہ اسم ذات اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں کے علاوہ کسی نبی کو عطا نہیں کیا۔ یہی وجہ تھی کہ بنی اسرائیل کے نبی اللہ کا دیدار نہیں کر سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتیوں نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔'' (تحفۃ المجالس، حصہ سوم ص ۱۳)

''موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ دیدار دے۔ جواب آیا تاب نہیں، کہنے لگے کس میں تاب ہوگی؟ جواب آیا ایک میرا حبیب اور اس کی اُمت، موسیٰ علیہ السلام کو جلال آگیا، مَیں نبی ہو کر اُمتی کے برابر نہیں، جلوہ دے دیکھی جائے گی۔ جب

جلوہ پڑا موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ (گوہر کانفرنس، جون ۱۹۹۶ء لندن)

مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کی تحریرات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ان کی تحریرات میں وہ گمراہ کن مواد موجود ہے کہ جن سے انبیاء کرام علیہم السلام جیسی پاکیزہ ہستیاں بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ ان بے بنیاد بہتان اور افتراء پردازیوں نے ایسا ریکارڈ قائم کیا ہے کہ انہوں نے یہودیوں کے بہتان اور الزامات کو بھی مات دے دی ہے۔

علماء کرام اور اولیاء عظام کی توہین:

جیسا کہ یہ بات کسی پہ بھی مخفی نہیں کہ علماء اور اولیاء کرام اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا نہایت قیمتی سرمایہ ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کی تحریرات میں ان پاکیزہ ہستیوں کے بارے میں بھی نہایت غلیظ مواد موجود ہے۔ ان مغلظات میں سے بعض یہاں ذکر کی جا رہی ہیں۔

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی ان علماء کرام کے بارے میں جو کہ اس کے باطل نظریات کی بیخ کنی میں مصروف تھے، لکھتا ہے:

''ایسا ہی ان بدبخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل اب تک نزدیک نہیں آئی، علماء اور فقراء کے دل تاریک ہو گئے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۱)

(۲) نااہل مولویوں کا ظلم انتہاء سے گذر گیا، بعض خبیث طبع مولوی یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ مگر یہ دل کے مجذوب اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔ اے مردار خور مولویو اور گندی روحو! تم پر افسوس، اے اندھیرے کے کیڑو۔'' (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۲۱ و ص ۲۵)

(۳) ''مگر خدا تعالیٰ نے ان مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے اس خسوف کسوف میں ایک امر خارق عادق رکھا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۸)

(۴) ''اے بے ایمانو! نیم عیسائیو، دجال کے ہمراہیو، اسلام کے دشمنو! تمہاری ایسی تیسی'' (اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ ص ۵)

(۵) ''اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے؟ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی پیالہ عوام کالانعام کو بھی پلایا۔''

(انجام آتھم حاشیہ ص ۲۱)

(۶) ''ہمارے محبوب مولوی کیسے دانا کہلا کر تعصب کی وجہ سے نادانی میں ڈوب گئے ۔ان جلد باز مولویوں، ان لوگوں کو نجاست خوری کا کیوں شوق ہو گیا ہے۔''

(آسمانی فیصلہ ص ۳۱ وص ۳۲)

(۷) ''ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے۔ اے نادانوں! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو ذرا سوچو'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶)

(۸) ''اب وہ دنیا پرست مولوی جو عیسائیوں کے ساتھ ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں، ہمیں جواب دیں کہ انہوں نے کیوں ہماری عداوت کے لئے اپنا منہ کالا کیا۔ افسوس کہ ہمارے بعض مولویوں اور ان کے نالائق چیلوں نے جو نام کے مسلمان تھے اس جگہ اپنی فطرتی بدذاتی سے بار بار حق کی تکذیب کی۔''

(ضیاء الحق ص ۲۷)

(۹) مرزا غلام احمد اولیاء کرام کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں، جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہو اور میرے عہد پر ہو۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۷۰، خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

(۱۰) ''اے میرے مخالف الرائے مولویو اور صوفیو اور سجادہ نشینوں! جو میرے مکفر اور مکذب ہو، مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ لوگ مل جل کر یا ایک ایک آپ میں سے ان آسمانی نشانوں میں میرا مقابلہ کرنا چاہیں جو اولیاء الرحمٰن کے لئے لازم ہوا کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ تمہیں شرمندہ کرے گا اور تمہارے پردوں کو پھاڑ

دے گا۔" (ازالہ اوہام ص ۱)

(۱۱) حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق مرزا بشیر احمد بن مرزا غلام احمد قادیانی اپنے باپ کا خواب نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ دیکھا کہ سید عبدالقادر صاحب جیلانی آئے ہیں اور آپ نے پانی گرم کرا کر مجھے غسل دیا ہے اور نئی پوشاک پہنائی ہے اور گول کمرہ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ آؤ ہم اور تم برابر برابر کھڑے ہو کر قد ناپیں۔ پھر انہوں نے میرے بائیں طرف کھڑے ہو کر کندھے سے کندھا ملایا تو اس وقت دونوں برابر رہے۔" (سیرۃ المہدی ج سوئم ص ۱۶)

(۱۲) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی فضیلت ثابت کرتے ہوئے مرزا قادیانی کہتا ہے:

"حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں آپ ہی تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے بعد آنے والے ہیں، جن پر حضرت احدیت کی خاص خاص عنایات ہیں، ان سے افضل نہیں ہوں اور نہ وہ میرے پیرو ہیں۔ سو یہ عاجز بیان کرتا ہے نہ فخر کے طریق پر بلکہ واقعی طور پر شکراً نعمۃ اللہ کے اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے ان بہتوں پر فضیلت بخشی ہے کہ جو حضرت مجدد صاحب سے بھی بہتر ہیں اور مراتب اولیاء سے بڑھ کر نبیوں سے مشابہت دی ہے۔"

(ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ حیات احمدیہ ج ۲ ص ۷۹)

(۱۳) مرزا قادیانی اپنے ایک مصنوعی الہام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: "سلطان عبدالقادر اس الہام میں میرا نام سلطان عبدالقادر رکھا گیا۔ کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے، اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں، ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت

کا جوا اپنی گردن پر نہ اٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ قدمی هذه علی رقبة كل ولي الله یہ فقرہ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہٗ کا ہے، جس کے معنی ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔" (تذکرہ ص۲۰۶ طبع دوم)

(۱۴) حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے مرزا قادیانی کو اس کی بعض خرافات کی طرف توجہ دلائی، اس پر مرزا قادیانی دشنام طرازی پر اتر آیا اور حضرت مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس نے نہایت بازاری زبان استعمال کی۔ اس کی دشنام طرازی کے کچھ نمونے ملاحظہ ہوں:۔

"مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر شاہ صاحب) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پہ لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔"

(اعجاز احمدی ص ۷۵، خزائن ج۱۹ص ۱۸۸)

"دیکھو اہل حق پر حملہ کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مجھے چند فقرہ کا سارق قرار دینے سے ایک تمام و کمال کتاب کا خود چور ثابت ہو گیا اور نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی کہ ایک گندہ جھوٹ اپنی کتاب میں شائع کیا اور کتاب میں لکھ مارا کہ یہ میری تالیف ہے حالانکہ یہ اس کی تالیف نہیں۔ کیوں پیر جی اب اجازت ہے کہ اس وقت ہم بھی کہہ دیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ رہا محمد حسن پس چونکہ وہ مر چکا ہے اس لئے اس کی نسبت لمبی بحث کی ضرورت نہیں، وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی۔"

(نزول المسیح حاشیہ ص ۷۰، خزائن ج۱۸ص ۴۴۸)

"معمار، معمار کی نکتہ چینی کر سکتا ہے اور حداد حداد کی۔ مگر ایک خاکروب کو حق نہیں پہنچتا کہ ایک دانا معمار کی نکتہ چینی کرے۔ آپ کی ذاتی لیاقت تو یہ ہے کہ ایک سطر بھی عربی نہیں لکھ سکتے۔ چنانچہ سیف چشتیائی میں بھی آپ نے چوری کے مال کو اپنا مال قرار دیا تو پھر اس لیاقت کے ساتھ کیوں آپ کے نزدیک شرم نہیں آتی ......

افسوس کہ دس برس کا عرصہ گذر گیا کسی نے شریفانہ طریق سے میرا مقابلہ نہیں کیا۔ غایت کار اگر کیا تو یہ کیا کہ تمہارے فلاں لفظ میں فلاں غلطی ہے اور فلاں فقرہ فلاں کتاب کا مسروقہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ جب تک خود انسان کا صاحب علم ہونا ثابت نہ ہو کیونکر اس کی نکتہ چینی صحیح مان لی جائے؟...... ورنہ بغیر ثبوت عربی دانی کے میری نکتہ چینی کرنا اور کبھی سرقہ کا الزام دینا اور کبھی صرفی نحوی غلطی کا، یہ صرف گوہ کھانا ہے۔" (نزول المسیح ص ۶۵، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۱)

مرزا قادیانی نے علماء کرام اور اولیاء عظام کے بارے میں جو بازاری زبان استعمال کی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو اس کے والدین بچپن میں اسی پاکیزہ تعلیم سے بہرہ ور کرتے رہے ہیں بچپن میں مرزا قادیانی کو اس کے والدین نے اس کی اُلٹی سیدھی حرکات کی وجہ سے جتنی گالیاں دی تھیں، ان کا غصہ مرزا قادیانی نے ان پاکیزہ ہستیوں پر اتارا ہے۔

اب گوہر شاہی کی ان گستاخیوں اور توہین آمیز تحریرات میں سے بعض کو نقل کیا جارہا ہے جو اس نے علماء کرام اور اولیاء عظام کی شان میں لکھی ہیں:

گوہر شاہی نے علوم شریعت کو علم ظاہر کا نام دے کر ان علوم کے......(علماء کرام) کے بارے میں نہایت بازاری زبان استعمال کی ہے۔ چنانچہ یہ لکھتا ہے:

(۱) "ظاہر عبادت کا تعلق شریعت سے ہے، ہر وقت تلاوت کرنے والے یا نوافل پڑھنے والے و تسبیح گھمانے والے یا ذکر لسانی والے حافظ عالم قاری اس مقام شریعت میں ہی ہوتے ہیں، وہ جنت اور حوروں کے طالب ہیں ان کا نفس نہ مرا نہ پاک ہوا۔" (مینارہ نور ص ۵)

(۲) "آج کل روحانی رسالوں کے ذریعہ مراقبہ کی تعلیم دی جاتی ہے، جس سے کوئی ایک آدھ حقیقت کے علاوہ سب باطل ہے۔ کیونکہ شریعت مقام مراقبہ نہیں بلکہ مقام خواب ہے۔ مراقبہ اس شخص کے اوپر صحیح لگتا ہے جو تصفیۂ قلب، تزکیہ نفس اور تجلیہ رُوح کا کوئی مقام حاصل کر چکا ہو، یہاں تک کا اسٹیج ایک کھچڑی ہے، جس میں ایمان کے ساتھ ساتھ تکبر، بغض، حسد اور حرص وغیرہ رہتے ہیں۔ اس درجے کا

مسلمان نہ ہی حقیقی مسلمان ہے اور نہ ہی عالم باعمل ہے۔ اس درجہ والوں کی تصانیف اور تلقین بھی مشکوک ہے۔" (مینارۂ نور ص ۵، ۶)

(۳) "قرب قیامت دجال کا عروج ہوگا، ستر ہزار علماء اس کے پیروکار ہو جائیں گے، وہ بھی دعویٰ مہدیت کرے گا، تمام مسلمان علماء سے کہیں گے ہمیں تو امام مہدی کی شناخت نہیں، مہربانی کر کے آپ لوگ ان کے پاس جائیں دجال علماء کے ہر سوال کا جواب اطمینان بخش دے گا، اس طرح وہ ان کے دماغوں کو مطمئن کر دے گا جب کہ ان علماء کے دل نورِ الٰہی سے خالی ہوں گے، نورِ الٰہی سے خالی ہونے کی وجہ سے ان کے دلوں میں چھوٹے شیطان اپنا مسکن بنالیں گے۔ اس طرح ان کے دلوں کے چھوٹے شیطان بڑے شیطان یعنی دجال کی اطاعت قبول کرلیں گے کیونکہ دجال میں ابلیس خود موجود ہوگا۔"

(سرفروش یکم تا ۱۵/ اکتوبر ۱۹۹۶ء)

(۴) "آج کل اکثر علماء بے سلاسل و مرشدان لاحاصل طریقت، حقیقت اور معرفت کو مقامِ شریعت میں ہی سمجھتے ہیں لیکن شریعت تو سننا، سنانا، بابت، عالم غیب، حوریں، ملائک و بہشت و نار ہے۔ ان کے اوپر زکوٰۃ اڑھائی فیصد ہے۔ یہ دنیا دار نفسانی ہیں، نفس کو سدھارنے کے لئے سال میں ایک ماہ روزے رکھتے ہیں۔ ان کا علم حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ ہے۔ جس میں ان کی عقل کو اختیار ہے۔ اس کی انتہاء بحث و مناظرہ ہے جو مقامِ شر بھی ہے۔" (مینارہ نور ص ۱۷ و ص ۱۸)

(۵) "جن لوگوں میں واقعی اللہ کی محبت پیدا ہوئی، وہ ہمارے ساتھ تن من دھن سے لگ گئے اور دوسروں کو بھی راہ ہدایت دے رہے ہیں۔ گوہر شاہی نے کہا بعض نام نہاد علماء اور سیاستدان ہم سے خوامخواہ پریشان ہیں جب کہ ہم نے انہیں واضح طور پر بتادیا ہے کہ مستقبل میں ہمارا سیاست میں آنے کا قطعی ارادہ نہیں۔ بعض علماء کی مخالفت کا سبب ان کا حسد اور تکبر ہے، سب لوگوں کے دل میں اللہ اللہ ہونے لگتی ہے تو وہ ان کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ ہو لیتے ہیں، اس طرح وہ ہماری مخالفت

شروع کر دیتے ہیں۔ مولوی خیالی جنت کی طرف لوگوں کو لے جاتے ہیں۔ جب کہ اللہ سے محبت ہو جاتی ہے اور اس سے کنکشن مل جاتا ہے تو اللہ اس بندے کو دنیا میں ہی حقیقی جنت کا ٹھکانہ دکھا دیتا ہے۔" (سرفروش یکم تا ۱۵ اگست ۱۹۹۵ء)

(۶) اہل سنت میں روحانی نو سلسلے تھے۔ جن سے کاملین آتے رہے لیکن اب چھ سلسلے سینہ کے علم سے کٹ کر علم ظاہر میں آگئے۔ علماء کے منطق فلسفے نے ان کے بھی ٹکڑے کر دیئے۔ ایک کے مقابلہ میں دوسرا اور اس کے مقابلہ میں تیسرا عالم آیا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے بن گئے ......لیکن یہ سب علم ظاہر کی پیداوار ہیں۔ نہ ان میں روحانیت ہے اور نہ ہی کسی کی روحانیت کے قائل ہیں۔"

(مینارۂ نور ص ۲۶ و ص ۲۷)

(۷) "ایک طالب علم دس بارہ سال تک حصول دین کے لئے نکلتا ہے، مسئلے مسائل، منطق، حدیث سیکھتا ہے، اسے مدرسوں میں یہی سمجھایا جاتا ہے کہ تیرا کوئی قدم سنت نبوی سے باہر نہ ہو۔ تو ہی حضور پاک کے دین کا وارث ہے۔ کہ تیرے ہی لئے حدیث ہے میرے علماء اسرائیل کے نبیوں کے مانند ہوں گے اور تجھے ہر شخص پر فضیلت ہے۔ ان باتوں سے اس میں تکبر، انا، غرور پیدا ہو جاتا ہے۔"

(مینارۂ نور ص ۵۱)

(۸) "عالم ثانی: پیٹ کی خاطر پیشہ اختیار کیا۔ جہاں زیادہ تنخواہ یا مرغ پلاؤ دیکھا فوراً گھٹنے ٹیک لئے۔ اس کا قلب جاہل اور سیاہ موقع کے مطابق گھومنے والا اور عوام میں خوار ہوتا ہے۔" (رہنمائے طریقت و اسرار حقیقت ص ۱۷)

(۹) گوہر شاہی کی مستانی محبوبہ نے جس کے ساتھ گوہر شاہی چلہ گاہ میں رنگ رلیاں مناتا رہا ہے۔ گوہر شاہی کو اس سے رخصت ہوتے وقت یہ نصیحت کی تھی۔

"عورت خواہ بیوی ہی ہو اس کو راز مت دینا۔ مولوی خواہ بیٹا ہی ہو اس سے ہوشیار رہنا۔ اور پولیس والا خواہ گہرا دوست ہی ہو، اس پر اعتبار مت کرنا اور کبھی کبھی خاص حالتوں میں ہمیں یاد رکھنا۔ (روحانی سفر ص ۳۹)

یہ تو تھے گوہر شاہی کی ان گستاخیوں کے کچھ نمونے جو اس نے علماء کرام کی شان میں کی ہیں۔ اب ان گستاخیوں کے کچھ نمونے ذکر کئے جا رہے ہیں جو اس نے اولیاء کرام کی شان میں کی ہیں۔ چنانچہ گوہر شاہی لکھتا ہے:

(۱۰) ''اگر کہیں مرید ہے تو اس سے اسم ذات کا قلبی ذکر مانگے، کامل ذات ایک ہی نظر سے کامل ممات زیادہ سے زیادہ تین دن سے اور کامل حیات سات دن تک قلب کا منہ کھول کر ذاکر قلبی بنا دیتے ہیں۔ اگر کوئی مرشد سات دن سے زیادہ ٹال مٹول سے کام لے تو بہتر ہے اس سے جدا ہو جائے، اپنی عمر عزیز برباد نہ کرے۔''

(روشناس ص۶)

(۱۱) ''کامل ذات: جن کا فیض حیات و ممات میں ایک ہی جیسا رہتا ہے، یہ طالب کو ایک ہی نظر میں خدا رسیدہ بنا دیتے ہیں۔ اس لئے طالب حق کو چاہئے کہ مرشد کو سات دن تک آزمائے، ورنہ اس سے جدا ہو جائے، اپنی قیمتی زندگی برباد نہ کرے۔'' (مینارہ نور ص ۱۵)

(۱۲) ''دیدارِ الٰہی والوں (ولیوں) کی پہچان یہ ہے کہ وہ اگر اینٹ پر نظر ڈالیں تو سونا بن جائے، پھر بھی شک ہے کیونکہ یہ طاقت ابلیس کو بھی حاصل ہے۔ کسی کی آنکھوں کا نور یا جسم کی طاقت سلب کرے یا آسیب زدہ مریض اچھا ہو جائے، لیکن اس میں بھی شک ہے کیونکہ یہ کام بھی ابلیس کر سکتا ہے۔ اس کی اصل اور آخری پہچان یہ ہے کہ ایک ہی نظر سے مردہ قلب کو خواہ کافر ہو یا مسلمان ذکر اللہ سے زندہ کر کے خدا رسیدہ بنا دے۔'' (مینارہ نور ص ۱۹)

گوہر شاہی نے کس قدر مکاری سے اولیاء کو شیطان کے برابر لا کھڑا کیا ہے؟ حقیقی ولی صرف اسی کو ٹھہرایا ہے جو گوہر شاہی کی طرح مسلمانوں اور کافروں کو اپنے پیچھے لگائے ہوئے ہو۔

(۱۳) ''ننگے گھومنے والوں کو ولی قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''جب کوئی سالک راہ فقر میں چلتا ہے تو ابتداء میں اسے معیوب سمجھا جاتا ہے جب تک عبادت، مجاہدے، ریاضتیں کرتا رہتا ہے مجوب کہلاتا ہے اور جب اس

کے اوپر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر یعنی تجلی پڑتی ہے، اگر اس کا شیشہ عقل ٹوٹ گیا تو مجذوب ہوا، اگر ثابت قدم رہا تو محبوب ہوا اس وقت خلق کے قلوب کے تصفیہ کے قابل ہے، مجذوبوں سے تلقین لینا ایک بڑا نقصان ہے، کیونکہ وہ شریعت سے ہٹ جاتے ہیں، بے شک یہ سلسلے سے ہوتے ہیں لیکن ان سے کوئی سلسلہ نہیں چلتا، یہ اللہ کے عشق کی خاطر نکلے اور دیوانے ہو گئے ان کا مرتبہ بھی بہت بلند ہے، خواہ ننگے ہی کیوں نہ گھوم رہے ہوں۔" (مینارہ نور ص ۲۲)

☆......غور فرمائیں کہ گوہر شاہی کے نزدیک شریعت کی پابندی کرنے والے علماء کرام اور اولیاء عظام تو متکبر ہیں، لیکن شریعت کی پابندی نہ کرنے والے اور ننگے گھومنے والے ولی ہیں۔

(۱۴) گوہر شاہی ننگے گھومنے والوں کو ایک اور جگہ ولی ٹھہراتے ہوئے لکھتا ہے:

"فقر محمدیؐ میں قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی کے علاوہ بھی مختلف قسم کے سلسلے ہیں جیسے ایک فرقہ ملامتیہ بھی ہے، (جن کو ننگا بھی کہتے ہیں)، اس سلسلے والے بارہ سال تک ننگے رہتے ہیں۔ ان کو ملامت ہوتی رہتی ہے اور دنیا سے بھی کٹ جاتے ہیں۔ جب ملامت، بھوک، پیاس، سردی، گرمی سے ان کا نفس سدھر جاتا ہے تو پھر ان کو ذکر قلبی عطا ہوتا ہے۔" (مینارہ نور ص ۴۵)

(۱۵) گوہر شاہی نے اولیاء کرام پر بہت سی جھوٹی تہمتیں بھی لگائی ہیں، اس کا نظریہ یہ ہے کہ بہت سے اولیاء کرام ولایت کے درجہ پر پہنچنے کے بعد بھی بہت سی بدعات میں مبتلا تھے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"کچھ بزرگوں کے حالات کتابوں میں پڑھتے تھے کہ وہ ولایت کے باوجود کئی بدعتوں میں مبتلا تھے، جیسا سمن سرکار کا بھنگ پینا، لال شاہ کا نسوار اور چرس پینا، سدا سہاگن کا عورتوں سا لباس پہننا اور نماز نہ پڑھنا، امیر کلال کا کبڈی کھیلنا، سعید خزاری کا کتوں کے ساتھ شکار کرنا، خضر علیہ السلام کا بچے کو قتل کرنا، قلندر پاک کا نماز نہ پڑھنا، داڑھی چھوٹی اور مونچھیں بڑی رکھنا، حتیٰ کہ رقص کرنا۔ رابعہ بصری کا طوائفہ بن کر بیٹھ جانا، شاہ عبدالعزیز کے زمانے میں ایک ولیہ کا ننگے تن گھومنا۔"

(روحانی سفرص ۳۶)

"بہت سے اولیاء بھی مرتبہ کے بعد کئی بدعتوں کا شکار ہوئے جیسے مظفر آباد میں سہیلی سرکار نہ نماز پڑھتے ، نہ داڑھی ، وفات کے بعد مولویوں نے کہا کہ یہ بے دین تھا اس وجہ سے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے ، لیکن جب منہ سے کپڑا اٹھایا تو ریش موجود تھی ۔ مری میں لعل شاہ ننگے بیٹھے رہتے ، نسوار کا نشہ کرتے اور نماز بھی نہ پڑھتے ، لیکن جو کلام منہ سے نکالتے پورا ہو جاتا ۔ سدا سہاگن بھی عورتوں جیسا سرخ لباس اور چوڑیاں پہنتے ۔" (روحانی سفرص ۵۲)

مرزا غلام احمد قادیانی اور گوہر شاہی کی تحریرات علماء کرام اور اولیاء عظام کے بارے میں گستاخیوں سے اس قدر متعفن ہیں کہ وہ ان کے شیطانی ذہن کی عکاسی و ترجمانی کرتی نظر آتی ہیں ۔ کیونکہ علماء کرام و الیاء عظام کے بارے میں اس قدر بغض وعناد کسی ازلی شقی کو ہی ہو سکتا ہے ۔ ویسے بھی برتن سے وہی چیز خارج ہوتی ہے جو اس کے اندر ہو ۔ تو جب ذہن میں ہی بغض وعناد گھر کئے ہوئے ہے تو اس سے توصیفی کلمات کیسے صادر ہو سکتے ہیں ؟

شعائر اسلام و دین اسلام کی توہین

اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہرزہ سرائی پر مشتمل مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کی گستاخانہ عبارات نقل کی جا چکی ہیں ۔ تو جب ان کی زبان اور تحریرات سے وہ ہستیاں محفوظ نہیں رہیں کہ جنہوں نے ہمیں شریعتِ اسلام سے بہرہ ور کیا ہے تو خود شریعتِ اسلام ان کی زبان درازیوں سے کیسے محفوظ رہ سکتی ؟ اس لئے انہوں نے اپنی باطل تعلیمات کی اہمیت کو عوام کے دل میں بٹھانے کے لئے شریعتِ اسلام کی توہین و تذلیل کرنے سے بھی گریز نہیں کیا ۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی دینِ اسلام کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے :

(۱) "یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی اُمید نہیں ، صرف قصوں کی پوجا کرو ۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے ۔ جس میں براہِ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا ، جو کچھ

ہیں قصے ہیں اور کوئی اگر چہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے، اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کر لے، تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۴)

(۲) مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اسلام میں اگر میری تعلیمات شامل نہ ہوں تو وہ حقیقی اسلام نہیں بلکہ مردہ اسلام ہے۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے "الفضل" میں اس کا ایک مرید لکھتا ہے:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر صاحب اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے (رسالہ) ریویو آف ریلیجینز (قادیان) کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں، بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام نہ ہو۔ مگر حضرت اقدس (مرزا قادیانی نے) اس تجویز کو اس بناء پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے۔ اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔"

(اخبار "الفضل" قادیان ج ۱۶، نمبر ۳۲ ص ۱۱ مورخہ ۱۹/۱ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

(۳) مرزا قادیانی حدیث شریف کے متعلق لکھتا ہے:

"اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔" (اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ص ۱۴۰ ج ۱۹)

''اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے، اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰، خزائن حاشیہ ص ۵۱ ج ۱۷)

مرزا بشیر الدین محمود اپنے باپ مرزا قادیانی کے الہام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

''قرآن کریم اور الہامات مسیح موعود، دونوں خدا تعالیٰ کے کلام ہیں، دونوں میں اختلاف ہو ہی نہیں سکتا اس لئے مقدم رکھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا...... حدیث تو بیسوں راویوں کے پھیر سے ہمیں ملی ہے اور الہام براہِ راست، اس لئے (مرزا قادیانی کا) الہام مقدم ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۳۳ ص ۶، مورخہ ۲۹/ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۴) نماز کو مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں نے ایک تماشہ بنا رکھا تھا۔ مرزا قادیانی کبھی تو نماز میں پان کھاتا جیسا کہ اس کے بیٹے نے لکھا ہے:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تا کہ آرام سے پڑھ سکیں۔'' (سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۰۳، از مرزا بشیر احمد)

اور کبھی اپنی شیطانی وحی کے بہانے سے نماز توڑ کر گھر چلا جاتا تھا جیسا کہ رسالہ دلگداز میں لکھا ہے:

''اب پنجاب میں حاجی (ریاض الدین احمد) صاحب فقط وحشت دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کو گئے تھے۔ دل میں آئی کہ چلو ذرا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے بھی مل لیں۔ دیکھیں کس قماش کے بزرگ ہیں۔ لاہور سے روانہ ہو کے قادیان میں پہنچے مرزا صاحب مرحمت واخلاق سے ملے۔ اپنے کانگری گیشن کے رُکن اعظم حکیم نور الدین صاحب مرحوم سے ملایا اور پھر مرزا صاحب نے اپنے

حجرے میں جو مسجد سے ملحق تھا، اپنی خلوت خاص میں جگہ دی۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ حکیم نورالدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور مرزا صاحب نیت توڑ کے گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی صاحب سخت حیران! کیا افتاد پیش آئی جو مرزا صاحب کو نماز کی نیت توڑ دینے پر مجبور ہونا پڑا؟ نماز کے بعد حاضرین مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مرزا صاحب پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بے تاب ہو کے اندر چلے جاتے ہیں۔"

(رسالہ "دلگداز" لکھنؤ بابت مارچ ۱۹۱۶ء)

اس بات کی تائید قادیانی اخبار "الفضل" قادیان ج ۳، نمبر ۱۰۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء سے بھی ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی کے لئے نماز توڑنا ایک معمولی اور عام سی بات تھی۔

مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کا نماز سے باہر ایک دوسرے کے ساتھ نامناسب حرکات کا معمول تو تھا ہی، کبھی نماز کے اندر بھی یہ سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اس کی تائید مرزا قادیانی کے بیٹے کی صراحت سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس (مرزا قادیانی) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔" (سیرت المہدی جلد سوئم ص ۲۶۵ از مرزا بشیر احمد قادیانی)

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور (مرزا قادیانی) نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آج کل موجودہ مسجد مبارک میں حضور (مرزا قادیانی) نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آج کل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھری کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا اور وہ حضرت (مرزا قادیانی) کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آکر مرزا قادیانی نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ (یہ شخص مرزا قادیانی کے ساتھ ہی ایسا کیوں کرتا تھا؟ ظاہر بات ہے کہ مرزا قادیانی نماز سے باہر اس سے ایسی حرکات کرتا ہوگا جبھی تو یہ نماز میں موقع کو غنیمت سمجھ کر پہنچ جاتا تھا) مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہوگی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے...... وہ معذور شخص جو ویسے مخلص تھا، اپنے خیال میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔'' (سیرت المہدی ج سوئم ص ۲۶۸ و ص ۲۶۹)

جب مرزا قادیانی کی نماز کی یہ حالت تھی تو ظاہر بات ہے کہ اس کا اثر اس کے مریدوں پر بھی پڑنا ضروری تھا۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی کے ایک مرید نے نماز پڑھاتے ہوئے رکوع کے بعد مرزا قادیانی کی فارسی نظم پڑھنا شروع کر دی تھی۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور (مرزا قادیانی) بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دُعاؤں کے حضور (مرزا قادیانی) کی ایک فارسی نظم پڑھی، جس کا یہ مصرعہ ہے ؂

''اے خدا اے چارہ آزار ما''

(سیرت المہدی جلد سوئم ص ۱۳۸)

(۵) مرزا قادیانی کی نماز کا حال ماقبل میں بیان کر دیا گیا ہے، یہی حال اس کے روزوں کا تھا کہ جب دل چاہا روزہ یا تو رکھا ہی نہیں یا رکھنے کے بعد بچوں کی طرح توڑ دیا۔ مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد اپنے والد کے روزوں کے متعلق لکھتا ہے:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا، اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے خاکسار (بشیر احمد) نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔'' (سیرت المہدی جلد دوئم ص ۶۵ و ص ۶۶)

ذرا غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی کو صرف رمضان کے مہینے میں دورے پڑتے تھے، باقی پورا سال دورے نہیں پڑتے تھے۔ مزید یہ کہ مرزا قادیانی کو رمضان میں روزے رکھنے سے تو دورے پڑتے تھے لیکن رمضان میں اسلام کے خلاف کتب کی تصنیف سے دورے نہیں پڑتے تھے۔

پھر مرزا قادیانی جیسا کہ خود رمضان میں قصداً روزہ توڑنے سے دریغ نہیں کرتا تھا، اسی طرح اپنے مریدوں کے بھی روزے تڑوانے سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ جیسا کہ اس کے بیٹے بشیر احمد نے لکھا ہے:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں، آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں، اللہ تعالیٰ کی رُخصت پر عمل کرنا چاہئے۔ چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا دیئے۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص ۵۹)

اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟

(٦) بیت اللہ کے متعلق ارشادِ باری ہے:

من دخله كان آمنا.

(جو اس میں داخل ہوا وہ مامون ہوگیا) لیکن مرزا قادیانی اس آیت کا مصداق اپنی مسجد کو ٹھہراتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"بیت الفکر سے مراد اس جگہ وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز" کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا ومن دخلهٔ كان آمنا اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے:" (براہین احمدیہ ص ۵۵۸، خزائن ص ۶۶۷ ج ۱ حاشیہ در حاشیہ)

(۷) مرزا قادیانی نے حرمین شریفین کے مقابلہ میں قادیان کو ارضِ حرم ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
(درثمین ص ۵۲ مجموعہ کلام مرزا قادیانی)

اسی طرح قادیانی اخبار میں لکھا ہے:

"جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس موقعہ (جلسہ سالانہ) پر قادیان نہیں آسکے وہ تو خیر معذور ہیں ...... لیکن جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد واثق کا پاس کیا اور ...... ارضِ حرم (قادیان) کے انوار و برکات سے بہرہ اندوز ہونے، امام محترم کی زیارت کرنے ...... کے شوق میں دارالامان ٹھیک وقت پر آن ہی پہنچے ان کی للّٰہیت ان کا اخلاص فی الواقعہ قابل تحسین ہے۔
اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں نہیں سما سکتا تو گلیوں، دکانوں اور راستوں تک میں نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں اور ارض حرم کے چاروں مصلوں کی حقیقت ظاہر کرنے والا یہ نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے۔"
(اخبار "الفضل" قادیان جلد ۳ نمبر ۴۷ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء)

(۸) مرزا قادیانی نے بیت اللہ کے تقدس کو مجروح کرتے ہوئے قادیان کی زیارت کو حج قرار دیا اور کہا کہ قادیان میں آنا نفلی حج سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ اس طرح اس نے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے ہوئے ایک اور حج کا ڈھونگ رچایا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲، خزائن ج ۵ ص ۳۵۲)

اسی بات کی مزید وضاحت کرتے مرزا قادیانی کا بیٹا کہتا ہے:

"چونکہ حج پر وہی لوگ جاسکتے ہیں جو مقدرت اور امیر ہوں حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں ہی پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غربا کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا، تا وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تا وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہوسکیں۔" (خطبہ جمعہ میاں محمود مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان جلد نمبر ۲۰ نمبر ۶۶ ص ۵ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

(۹) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صفا اور مروہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

ان الصفا والمروة من شعائر الله.

کہ بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اور دیگر شعائر اسلام مثلاً مکہ، مدینہ اور بیت اللہ وغیرہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔"

ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب.

"کہ جس نے شعائر اللہ کی تعظیم کی تو یہ اس کے دل کی پیرہیزگاری کی علامت ہے۔ لیکن مرزا قادیانی اس کے مقابلہ میں قادیان کے سالانہ جلسہ کو اور اس میں شرکت کرنے والے قادیانیوں کو شعائر اللہ ٹھہراتا ہے۔ چنانچہ اس کا بیٹا بشیر الدین محمود اپنے باپ کے حوالے سے کہتا ہے:

"مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمادیا تھا کہ دینی اغراض کے لئے قادیان میں اس موقعہ (سالانہ جلسہ) پر اس کثرت سے لوگ آیا کریں گے کہ ان کے اس ہجوم سے جو صرف دین کی خاطر ہوگا، قادیان کی زمین حرم کا نام پائے گی۔ پس ہمارا جلسہ شعائر اللہ ہے بلکہ ہر آنے والا شعائر اللہ ہے اور ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب کے مطابق جو اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی عظمت کرتا ہے وہ اپنے تقویٰ کا ثبوت دیتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ بشیر الدین محمود مندرجہ الفضل جلد ۱۳ نمبر ۷۲ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء)

مسلمان بھائیو! ذرا غور تو کرو کہ وہ کون سی چیز ہے جس کی مرزا قادیانی نے توہین نہیں کی؟ دین اسلام اور شعائر اسلام کی ایک ایک چیز کو چن چن کر اس کی توہین کرنا یہود و نصاریٰ کے ایجنٹوں کا ہی کام ہوسکتا ہے۔

اب ذرا گوہر شاہی کی طرف بھی متوجہ ہوں، اس نے بھی شریعت اسلام، نماز، روزہ وغیرہ کی تصوف کی آڑ میں شرمناک توہین کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

(۱) ''جو لوگ اس علم سے بے بہرہ یا ذکر جہری کے مخالف ہیں وہ کبھی بھی ظاہری عبادت یا ظاہری علم سے قلب تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ ظاہری علم کی انتہاء بحث و مباحثہ و مناظرہ ہے جو مقام شر بھی ہوسکتا ہے، کیونکہ بہتر فرقے اسی ظاہری علم کی پیداوار ہیں اور باطنی علم یعنی قلبی عبادت کی انتہا محفل حضوری صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو ہر قسم کے شر سے محفوظ اور منزہ ہے۔'' (روشناس ص ۴ و ص ۵)

(۲) '' آج کل اکثر علماء بے سلاسل و مرشدان لاحاصل طریقت و حقیقت اور معرفت کو مقام شریعت میں سمجھتے ہیں، لیکن شریعت تو سننا، سنانا، بابت عالم غیب حوریں، ملائک و بہشت و نار ہے۔ ان کے اوپر زکوٰۃ ڈھائی فیصد ہے، یہ دنیا دار نفسانی ہیں۔ نفس کو سدھارنے کے لئے سال میں ایک ماہ روزے رکھتے ہیں۔ ان کا علم حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ ہے جس میں ان کی عقل کو اختیار ہے۔ اس کی انتہاء بحث و مناظرہ ہے جو مقام شر بھی ہوسکتا ہے لیکن طریقت والوں کا مقام ''وید'' ہے، یہ ان غیبی چیزوں کو دیکھتے ہیں اپنے نفس کو مارنے کے لئے ریاضتیں، بھوک، پیاس کی تکالیف اکثر اٹھاتے رہتے ہیں۔ یہ تارک الدنیا کہلاتے ہیں۔ دنیا میں رہ کر بھی ہر نفسانی چیز سے تارک ہوتے ہیں۔ ان کی زکوٰۃ ساڑھے ستانوے فیصد ہے۔ اور ان کا علم صرف عشق حقیقی ہے جو بحث و مناظرہ و فرقہ بندی سے دور ہے۔ ان کی انتہاء مجلس محمدی ہے۔'' (مینارہ نور ص ۷ او ص ۱۸)

(۳) ''ایک امریکی خاتون شاہ صاحب (گوہر شاہی) سے ملاقات کرنے آئی، وہ بھی روحانیت کی طالب تھی۔ اس امریکی خاتون کے ساتھ ایک پاکستانی جوڑا بھی تھا، پاکستانی جوڑے نے سرکار (گوہر شاہی) کو بتایا کہ یہ امریکن خاتون آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا چاہتی ہے۔ یہ سن کر شاہ صاحب (گوہر شاہی) براہ راست اس خاتون سے مخاطب ہوئے اور پوچھا تمہیں کیا چاہئے؟ صرف اسلام یا

خدا؟ اس انگریز خاتون نے برجستہ کہا خدا۔ شاہ صاحب نے کہا ٹھیک ہے ہم تمہیں خدا کا راستہ بتاتے ہیں، خدا کی طرف دو راستے جاتے ہیں۔ ایک راستہ دین سے ہو کر جاتا ہے اور دوسرا راستہ عشق و محبت کا راستہ ہے۔ وہ امریکی خاتون بڑی توجہ سے سرکار (گوہر شاہی) کی باتیں سن رہی تھی۔ سرکار نے فرمایا۔ دین کے ذریعے جو راستہ جاتا ہے وہ اس طرح سے ہے جس طرح کوئی گاڑی شہر سے ہو کر گزرے، شہر سے گذرنے کی وجہ سے اس پر بہت سے قوانین لاگو ہو جاتے ہیں۔ راستے میں سگنل بھی آتے ہیں اور اسٹاپ بھی آتے رہتے ہیں، ٹریفک کی پوری پابندی کرنی پڑتی ہے اور گاڑی بھی ایک سلیقے سے چلانی پڑتی ہے۔ خدا کی طرف دوسرا جانے والا راستہ عشق و محبت کا راستہ ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی گاڑی شہر میں داخل ہوئے بغیر ہی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو، اس پر شہر کے قوانین بھی لاگو نہیں ہوتے اور شہر کے قوانین پر عمل کئے بغیر ہی اپنی منزل کی طرف گامزن رہتی ہے، ایسے راستہ کو بائی پاس کہتے ہیں۔" (سالنامہ گوہر ۹۷/۱۹۹۶ء ص ۷)

(۴) گوہر شاہی کا نظریہ یہ ہے کہ شریعت پر عمل نہ کرنے والوں کی کرامات اور فیض شریعت پر عمل کرنے والوں سے زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ اس کی کتاب "تحفۃ المجالس" میں لکھا ہے:

"بعض ولیوں کا شریعت پر بڑا زور ہوتا ہے جب کہ بعض اتنا زور نہیں دیتے، مگر ان کی کرامت اور فیض ان سے زیادہ ہوتا ہے۔" (تحفۃ المجالس، حصہ چہارم ص ۷۷)

(۵) گوہر شاہی کا کہنا ہے کہ اگر شریعت میں ذکر قلبی شامل نہ ہو جس کو اس نے ایجاد کیا ہے تو وہ شریعت ناقص ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کا باطن خراب ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے: "شریعت ناقصہ کے تین مقام ہیں، اوّل وہ لوگ جن کا ظاہر بھی خراب، باطن بھی خراب ہیں خواہ خانوادے ہوں یا پیرزادے یا سیدزادے، ان سے تلقین لینا گناہ ہے۔ دوسرے وہ جن کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ ہے جیسا مجاذیب وغیرہ، ان سے بھی تلقین لینا جرم ہے۔ تیسرے جن کا ظاہر آراستہ اور

باطن خراب ہے، جیسے مولوی ملا وغیرہ ان سے تلقین لینا بھی مشکوک ہے۔"

(مینارہ نور ص ۲۷)

(٦) نماز، روزہ وغیرہ کو گوہر شاہی ظاہری عبادت کا نام دے کر اس کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ "جو لوگ اس علم سے بہرہ یا ذکر جہری کے مخالف ہیں وہ کبھی ظاہری عبادت یا ظاہری علم سے قلب تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ ظاہری علم کی انتہاء بحث و مناظرہ ہے جو مقامِ شر بھی ہو سکتا ہے۔" (روشناس ص ۴)

(٧) "انسان کے جسم میں سات روحانی مخلوقات بند ہیں، جس طرح ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے، اس طرح مرشد اس مخلوق کو نور مہیا کرتا ہے، پھر جس طرح بچہ بڑا ہوتا ہے تو گھر سے باہر نکلتا ہے اور دُور دُور تک دوڑتا ہے، یہ مخلوق بھی اسی طرح جسم سے نکلتی ہے اور دُور دُور تک جاتی ہے حتیٰ کہ وہاں تک پہنچ جاتی ہے جہاں خدا کی ذات ہے، یہ لوگ مذہب کی خشک عبادات سے مطمئن نہیں ہوتے اور اس کی تلاش کے لئے جنگلوں میں، پہاڑوں میں نکل جاتے ہیں اور دل کا راستہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ (دی گریٹ گاڈ، اسلام آباد، جولائی ۱۹۹۷ء)

(٨) "نماز، روزہ، حج، زکوۃ عبادات ہیں، روحانیت نہیں، روحانیت کا تعلق دل کی ٹک ٹک کے ذریعے اللہ اللہ کرنا ہے۔" (حق کی آواز ص ۳)

(٩) گوہر شاہی قرآن کریم کے تیس پاروں کے علاوہ جن مزید دس پاروں کے اپنے اوپر نازل ہونے کا مدعی ہے، ان کے بارے میں کہتا ہے:

"یہ قرآن مجید فرماتا ہے نماز پڑھ ورنہ گنہگار ہو جائے گا، وہ (جعلی پارے) کہتے ہیں اگر تو نے نماز پڑھی تو گنہگار ہو جائے گا۔" (آڈیو کیسٹ، خطاب نشتر پارک کراچی)

اسی خطاب میں روزہ کے متعلق کہتا ہے:

"پھر اس قرآن نے کہا ذرا بھی پانی پئے گا تو تیرا روزہ ٹوٹ جائے گا، اس (دس پاروں کے مجموعہ) نے کہا دن رات کھاتا پیتا رہ تیرا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔"

زکوۃ کے متعلق اسی خطاب میں کہتا ہے:

"یہ قرآن کہتا ہے کہ زکوٰۃ دے ڈھائی پرسینٹ زکوٰۃ دے، وہ کہتا ہے ڈھائی پرسینٹ پاس رکھ ساڑھے ستانوے پرسینٹ زکوٰۃ دے۔"

اسی خطاب میں حج کے متعلق کہتا ہے:

"آگے پھر حج آ گیا یہ قرآن فرماتا ہے طاقت ہے تو حج میں ضرور جا۔ انہوں (دس پاروں) نے کہا کعبہ ول او جاندے...... توں تے اشرف المخلوقات ہے اس (کعبہ) کو ابراہیم علیہ السلام نے گارے کی مٹی سے بنایا ہے، تجھے تو اللہ کے نور سے بنایا ہے، تو اس کعبہ کی طرف کیوں جاتا ہے؟ وہ کعبہ تیری طرف آئے نا۔"

اسی خطاب میں ذکر کے متعلق کہتا ہے: "یہ قرآن مجید فرماتا ہے اٹھتے بیٹھتے لیٹتے میرا ذکر کرو۔ وہ پارے کہتے ہیں اپنا وقت ضائع نہ کر، اسی کو دیکھ لینا اس کی یاد آئے تو۔"

مسلمان بھائیو! ریاض احمد گوہر شاہی اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اللہ تعالیٰ، انبیاء کرام، دینِ اسلام، شعائرِ اسلام، علماء کرام اور اولیاء عظام کی شان میں گستاخیاں کر کے جس نامرادی اور بدبختی کا ثبوت دیا ہے، اس کی مثال بیرونی ایجنٹوں کے سوا ملنا مشکل ہے جو مواد ان دونوں نے اپنے بعد چھوڑا ہے، وہ ایسی ہی شیطنت آمیز تحریرات سے بھرا ہوا ہے۔ یہی وہ اسلام کی خدمت ہے جس پر ان کے پیروکاروں کو فخر ہے۔ ایسے بدبخت انسانوں کا حکم کیا ہو سکتا ہے؟ قبل اس کے ہم ان کے بارے میں اپنی رائے قائم کریں، پہلے شریعت کے دروازے پر جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ شریعت ایسے بدبخت کے بارے میں کیا کہتی ہے؟ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ، انبیاء کرامؑ، قرآن، شعائر اسلام، دین اسلام، علماء کرام اور اولیاء عظام سب کی توہین کی ہے، چونکہ یہ سب گستاخیاں حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ہی توہین ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان تمام چیزوں کو معزز ٹھہرایا ہے اور ان پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام ان تعلیمات کو لانے کا واسطہ بنے ہیں لہٰذا یہ سب گستاخیاں براہِ راست اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ہی توہین شمار کی جائے گی اور شریعت کی رُو سے حکم بھی اسی کا بیان کیا جائے گا۔

اسلام میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کی سزا

اسلام میں اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا قتل

ہے۔اس کی مختصر تشریح احادیث، علماء کرام اور فقہاء ملت کی تصریحات کے مطابق کچھ یوں ہے۔

(۱) "عن عکرمة قال حدثنا ابن عباس انّ اعمٰی کانت لهٗ امّ ولد تشتم نبی صلی اللّٰه علیه وسلم وتقع فیه فینهاها فلا تنتهی ویزجرها فلا تنزجر قال فلما کانت ذات لیلة جعلت تقع فی النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم وتشتمه فاخذ المغول فوضعهٗ فی بطنها واتکا علیها فقتلها." (ابوداؤد شریف ص ۵۹۹، طبع میر محمد کتب خانہ کراچی)

ترجمہ "حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابیؓ کی اُم ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ کی عیب جوئی کرتی تھی اور وہ (نابینا صحابیؓ) منع کرتے تھے لیکن وہ رُکتی نہ تھی اور وہ اس کو ڈانٹتے تھے مگر اس پر ڈانٹ کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا، راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک رات وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عیب جوئی میں مصروف تھی اور گالیاں بھی دے رہی تھی کہ اس نابینا صحابیؓ نے ایک چھوٹی سی تیز تلوار لی اور اس کے پیٹ میں پیوست کر کے اس پر وزن ڈالا اور اسے قتل کر دیا۔"

(۲) عن علی قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من سب الانبیاء قتل ومن سب اصحابی جلد."

(کنز العمال ص ۵۳۱ جلد ۱۱، مجمع الزوائد ص ۲۶۰ جلد ۶)

ترجمہ "حضرت علیؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو گالی دے انبیاءؑ کو، قتل کیا جائے اور جو گالی دے میرے اصحابہؓ کو اسے کوڑے لگائے جائیں۔"

(۳) عن ابی بردة قال کنت عندابی بکر فتغیض علیٰ رجل فاشتد علیه فقلت تاذن یاخلیفة رسول اللّٰه اضرب عنقهٗ قال فاذهبت کلمتی غضبه فقام فدخل وارسل الی فقال ماالذی کنت انفا قلت ائذن لی اضرب عنقه قال اکنت فاعلاً لو امرتک قلت نعم، قال لا واللّٰه ماکانت بشر بعد محمد علیه السلام.

(ابوداؤد شریف ص۶۰۰ طبع میر محمد کتب خانہ)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس تھا کہ اتنے میں ایک آدمی پر آپ غصہ ہوئے تو وہ آدمی بھی آپ پر سختی سے پیش آیا، پس میں نے کہا اے رسول اللہؐ کے خلیفہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار ڈالوں، حضرت بردہؓ فرماتے ہیں کہ میرے ان الفاظ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غصے کو ختم کر دیا پس آپ کھڑے ہوئے اور اندر چلے گئے پھر میری طرف کسی کو بھیج کر فرمایا کہ تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا کہ مجھے اس بات کی اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا تم اس کام کو کر دیتے اگر میں تم کو حکم دیتا؟ میں نے کہا ہاں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم، نہیں ہے یہ حکم کسی بھی بشر کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد۔'' ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔

(۴) علامہ ابن حزمؒ ''کتاب الفصل'' میں لکھتے ہیں:

" واما من قال ان الله عزّوجلّ هو فلان لانسان بعينه وان الله يحل في جسم من اجسام خلقه، اوان بعد محمد صلى الله عليه وسلم نبي غير عيسىٰ بن مريم فانه لايختلف اثنان في تكفيره. "

(کتاب الفصل فی الملل والنحل ص۲۴۹ وص۲۵۰ جلد۳)

ترجمہ: ''جس شخص نے کسی انسان کو کہا کہ یہ اللہ ہے یا یہ کہا کہ اللہ اپنی خلقت کے اجسام میں سے کسی جسم میں حلول کرتا ہے یا یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہے سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے، پس ایسے شخص کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کا بھی اختلاف نہیں۔''

(۵) مغنی المحتاج شرح منہاج میں لکھا ہے:

(او) نفى (الرسل) بان قال لم يرسلهم الله اونفى نبوة نبى او ادعىٰ نبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم اوصدق مدعيها اوقال النبى

صلی اللّٰہ علیہ وسلم اسود اوامرد اوغیر قرشی او قال النبوۃ مکتبسۃ او تنال رتبتھا بصفاء القلوب اواوحی الیّ ولم یدع نبوۃ (او کذب رسولا اونبیاً) اوسبّہ اواستخلف بہ اوباسمہٖ اوباسم اللّٰہ (کفر)۔" (مغنی المحتاج ص۱۳۵ ج۴)

"یا کوئی شخص رسولوں کی نفی کرے اور یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نہیں بھیجا یا کسی خاص نبی کی نبوت کا انکار کرے یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرے یا یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) کالے تھے یا بے ریش تھے یا قریشی نہیں تھے، یا یہ کہے کہ نبوت حاصل ہوسکتی ہے یا قلب کی صفائی کے ذریعہ نبوت کے رُتبے تک پہنچ سکتے ہیں یا نبوت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے یا کسی رسول و نبی کو جھوٹا کہے یا نبی کو بُرا بھلا کہے یا کسی نبی کی تحقیر کرے یا اللہ تعالیٰ کے نام کی تحقیر کرے تو ان سب صورتوں میں کافر ہوجائے گا۔

(۶) مغنی ابن قدامۃ میں لکھا ہے:

" ومن سب اللّٰہ تعالیٰ کفر سواء کان مازحاً اوجاداً وکذالک من استھزأ باللّٰہ تعالیٰ اوبآتہ اوبرسلہٖ او کتبہ قال اللّٰہ تعالیٰ (ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قال اباللّٰہ وآیاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن.

لاتعذر واقد کفرتم بعد ایمانکم) وینبغی ان لایکتفی من الھازیٔ بذالک بمجرد الاسلام حتی یؤدّب ادباً یزجزہ عن ذالک فانہ اذا لم یکتف ممن سب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالتوبۃ فممن سب اللّٰہ تعالیٰ اولیٰ." (مغنی ابن قدامہ مع الشرح الکبیر ص۱۱۳ ج۱۰)

ترجمہ: "جو شخص (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو گالی دے وہ کافر ہے، خواہ بطور مزاح ایسا کرے یا واقعی سچ مچ۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ یا اس کی آیات کا یا اس کے

رسولوں کا یا اس کی کتابوں کا مذاق اڑائے وہ بھی کافر ہے۔"

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولئن سألتهم الخ

"اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی دل لگی اور ہنسی کھیل کر رہے تھے؟ بہانے نہ بناؤ، تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو۔" اور چاہئے کہ ایسے ہنسی کرنے والے کے صرف اسلام لانے پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ اس کو عقل سکھانے کے لئے سزا بھی دی جائے تا کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ناشائستہ الفاظ کہنے والے کی توبہ پر اکتفا نہیں کیا جاتا تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے حق میں گستاخانہ الفاظ کہے وہ بدرجہ اولیٰ سزا کا مستحق ہوگا۔"

(۷) حجة الاسلام امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاویؒ "العقیدة الطحاویة" میں لکھتے ہیں۔ "ومن وصف الله بمعنی من معانی البشر فقد کفر فمن ابصر هذا اعتبر، وعن مثل قول للکفار انزجر وعلم انه بصفاته لیس کالبشر." (ص ۷)

ترجمہ: "جس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر انسانی اوصاف میں سے کسی وصف کے ساتھ کیا، اس نے کفر کیا۔ جس نے اس میں بنظر بصیرت غور کیا اس نے نصیحت حاصل کی اور کفار کے اقوال ونظریات سے بچ نکلا اور وہ اس حقیقت کو جان گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ انسان کی طرح نہیں ہے۔"

(۸) شیخ وھبة الزحیلیؒ لکھتے ہیں:

"واما من سب الله تعالیٰ اوالنبی صلی الله علیه وسلم او احد من الملائکة او الانبیاء فان کان مسلماً قتل اتفاقاً.

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ص ۱۸۴ جلد ۶)

ترجمہ: "اور جو شخص گالی دے اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہؐ کو یا ملائکہ میں سے کسی کو یا دیگر انبیاءؑ کو پس اگر وہ مسلمان ہو تو اسے بالاتفاق قتل کیا جائے گا۔"

(۹) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

قال ابن المنذر اجمع عوام اهل العلم على ان حدسب النبى صلى الله عليه وسلم القتل ۔ " (الصارم المسلول ص ۵)

ترجمہ: ''ابن منذرؒ فرماتے ہیں کہ عام اہل علم نے اس پر اجماع قائم کیا ہے کہ شاتمِ رسول کی حد قتل ہے۔''

(۱۰) محقق کبیر شیخ محمد علیش لکھتے ہیں:

" عياض اجمعوا علىٰ تكفير من استخف نبينا محمد صلى الله عليه وسلم اوباحدٍ من الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام اوزرىٰ عليهم اواذاهم اوقتل نبيًّا اوحاربه فهو كافر بالاجماع ."

(منح الجليل ص ۲۱۰ جلد ۹)

ترجمہ: ''عیاض فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اجماع کیا ہے اس شخص کے کفر پر جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی نبی کی تحقیر کرے یا ان پر عیب لگائے یا انہیں تکلیف پہنچائے یا قتل کرے کسی نبی کو یا لڑے اس سے پس وہ بالا جماع کافر ہے۔''

(۱۱) علامہ ابن عابدینؒ تنبیہ الولاۃ الاحکام میں لکھتے ہیں:

قال ابو سلمان الخطابى لااعلم احداً من المسلمين اختلف فى وجوب قتله اذا كان مسلماً . (رسائل ابن عابدين ص ۳۱۶ جلد ۱)

ترجمہ: ''ابوسلمان خطابی فرماتے ہیں میں نہیں جانتا مسلمانوں میں سے کسی ایک کو بھی کہ وہ اختلاف رکھتا ہو شاتم رسول کے قتل کے وجوب میں جب کہ وہ مسلمان ہو۔''

(۱۲) قاضی عیاضؒ الشفاء میں لکھتے ہیں:

" اجمعت الامة علىٰ قتل منتقصه من المسلمين وسبه."

(الشفاء ص ۱۶۸ جلد ۲)

ترجمہ: ''اُمت نے اجماع کیا ہے اس شخص کے قتل پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرے یا آپ کو گالی دے مسلمان ہوتے ہوئے۔''

(۱۳) علامہ زین الدین ابن نجیمؒ ''البحر الرائق'' میں لکھتے ہیں:

" قال في الفتح القدير من ابغض رسول الله صلى الله عليه وسلم بقلبه كان مرتداً فالساب بطريق اولىٰ ثم يقتل حداً."

(البحر الرائق ص ۱۳۵ جلد۵)

ترجمہ: "علامہ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر میں فرمایا ہے کہ جو شخص بغض رکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے دل میں تو مرتد ہو جائے گا۔ اور گالی دینے والا تو بطریق اولیٰ مرتد ہو جائے گا پھر اسے بطور حد کے قتل کیا جائے گا۔"

(۱۴) جامع الفصولین میں لکھا ہے۔

" ومن لم يقر ببعض الانبياء عليهم السلام اوعاب نبيا بشئي اولم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام كفر."

(جامع الفصولین ص۳۰۲ ج۲)

ترجمہ: "اور جو شخص انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کا اقرار نہ کرے یا کسی نبی پر کوئی معمولی سا عیب بھی لگائے یا انبیاء علیہم السلام کی سنتوں میں سے کسی پر راضی نہ ہو تو وہ شخص کافر ہے۔"

احادیث مبارکہ اور فقہاء ملت کی تصریحات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے اور ایسا شخص اسلام سے خارج ہے اور وہ مرتدین میں شمار کیا جائے گا۔ لہٰذا گوہر شاہی اور مرزا قادیانی بھی مرتدین میں شامل ہیں اور جو لوگ ان کو اپنا مقتدا مانتے ہیں، وہ بھی مرتد شمار ہوں گے۔ اگر پاکستان میں اسلامی قانون کا نفاذ ہو گیا تو انشاء اللہ سنتِ صدیقی دُہرائی جائے گی۔ ایسے شخص کی سزا قتل ہونی بھی چاہیے اس لئے کہ جب ملک و ملت کے خلاف سازشیں کرنا جرم ہے اور اس کی سزا قتل ہے تو اسلام کے خلاف سازش اور گستاخانہ رویہ رکھنا بھی اس سے کم درجہ کا جرم نہیں اور جب بادشاہ اور حاکم کے خلاف سازش کرنا اور اس کی گستاخی کرنا جرم ہے تو احکم الحاکمین اور انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنا اس سے بھی بدتر جرم ہے۔

باب دوازدھم

دروغ گوئی کے نمونے

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی نے اپنے نام نہاد دعوؤں کے ثبوت میں قرآن وحدیث سے واضح دلائل پیش کرنے کی بجائے جھوٹ اور دروغ گوئی سے بکثرت کام لیا ہے اور ان کے کذبات کو اگر جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ ان کی حقیقت کو مزید سمجھنے کے لیے ان کی دروغ گوئی کے کچھ نمونے یہاں نقل کئے جا رہے ہیں۔ پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کی دروغ گوئی کے کچھ نمونے پیش خدمت ہیں:

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہے، علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے۔"

(شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ص ۳۳۷ ج ۶ قدیم)

بخاری کی حدیث ہونے کا حوالہ یہاں جس حدیث کے متعلق دیا جا رہا ہے، وہ بخاری شریف میں ہرگز موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ مرزا کی کذب بیانی ہے۔

(۲) "ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہو گئیں۔ اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رُو سے دو صدیوں میں اشتراک رکھے گا اور دو نام

پائے گا اور اس کی پیدائش دو خاندان سے اشتراک رکھے گی اور چوتھی دو گونہ صفت یہ کہ پیدائش میں بھی جوڑے کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو یہ سب نشانیاں ظاہر ہوگئیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم ص ۳۵۹ خزائن جلد ۲۱ ص ۱۸۸)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے کئی جھوٹ بولے ہیں۔

(۱) حضرت مسیحؑ چودھویں صدی کے مجدد ہوں گے اور اس کے سر پر آئیں گے، حالانکہ یہ بات کسی حدیث میں بھی نہیں ہے۔ (۲) حضرت مسیحؑ دو صدیوں میں اشتراک رکھیں گے، یہ بات بھی کسی حدیث میں موجود نہیں ہے۔ (۳) حضرت مسیح پیدائش کے ذریعہ ظہور فرمائیں گے، حالانکہ حدیث میں تو ان کے زندہ آسمان پر جانے اور پھر آسمان سے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ (۴) مسیحؑ کی پیدائش دو خاندان سے اشتراک رکھے گی، جب حدیث سے ان کی پیدائش ہی ثابت نہیں تو دو خاندان سے اشتراک کا تصور کہاں سے ہوگا۔ (۵) مسیحؑ ایک اور بچے کے ساتھ جڑواں پیدا ہوں گے۔ یہ بھی جھوٹ ہے کسی حدیث میں یہ بات نہیں ملتی۔

(۳) "اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۴۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۹۰)

یہاں پر بھی مرزا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے دھڑک بہتان باندھا ہے۔ کیونکہ کسی حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میری اُمت میں سے کوئی ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم ہوگا۔

(۴) "مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجال رکھتے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے ہی فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے۔ اور ایسا جوش دکھلائیں گے اور اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۸، خزائن ص ۳۲۲ ج ۱۱)

یہ بھی مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ ہے۔ کسی حدیث میں مہدی علیہ الرضوان کو کافر

ٹھہرانے اور علماء کی مخالفت کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف مسلمانوں کے مہدی علیہ الرضوان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا ذکر ہے جیسا کہ ماقبل میں آحادیث ذکر کی جاچکی ہیں۔ جو مرزا کے دجل کو تارتار کرنے کے لئے کافی ہیں۔

(۵) ''چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیش گوئی آج پوری ہوگئی۔''

(انجام آتھم ص ۴۰/۳۲۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۰)

چھپی ہوئی کتاب کا ذکر کسی حدیث صحیح میں موجود نہیں ہے بلکہ یہ بھی مرزا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے۔

(۶) ''خدا کے پاک نبی ابتداء سے خبر دیتے آئے تھے کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے یہ ماتمی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۶۵، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۱)

یہ بات مرزا نے سورج گرہن کے متعلق کہی ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ یہ کہیں نہیں لکھا کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے کسوف وخسوف ہوگا۔

(۷) ''لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور آحادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ (نمبر ۱) مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دُکھ اٹھائے گا۔ (نمبر ۲) وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔ (نمبر ۳) اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے۔ (نمبر ۴) اور اس کی سخت توہین کی جائے گی۔ (نمبر ۵) اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج (نمبر ۶) اور دین کو تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔'' (اربعین نمبر ۳ ص ۶۲، خزائن ص ۴۰۴ ج ۱۷)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے اکٹھے چھ عدد جھوٹ بولے ہیں۔ قادیانی کیا یہ بتلا سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں یہ چھ باتیں کہاں لکھی ہیں؟

(۸) ''میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو باآواز بلند

پڑھا کہ انا انزلنا قریباً من القادیان. تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا مکہ اور مدینہ اور قادیان۔"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص ۱۴۰، خزائن ص ۱۴۰ ج ۳)

اس عبارت میں بھی مرزا قادیانی نے کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ قادیان کا نام قرآن شریف میں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ قادیانی عوام سے سوال ہے کہ کیا وہ اپنے نبی کی اس بات کو سچ ثابت کر سکتے ہیں؟ اگر کسی قادیانی میں غیرت نام کی کوئی چیز ہے تو آئے اور اپنے نبی کی اس جھوٹی بات کو سچ ثابت کر کے دکھائے۔

(۹) "تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم ص ۴۱۰، خزائن جلد ۲۱ ص ۲۳۴)

یہ الزام مرزا قادیانی نے خود حضرت ابو ہریرہؓ پر لگایا ہے۔ تفسیر ثنائی میں یہ بات بالکل نہیں ہے۔

(۱۰) (حدیثوں میں) کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک فارسی الاصل ہوگا۔" (ازالہ اوہام ص ۳۹۳، خزائن ج ۳ ص ۴۹۳)

یہ بھی مرزا قادیانی کا امام الانبیاء علیہ السلام پر صریح جھوٹ ہے۔ کسی حدیث میں قرآن کے آسمان پر جانے اور پھر دوبارہ آنے کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۱) "سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی استاذ کا

شاگرد نہیں ہوگا۔ سومیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے، کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ مَیں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔"

(ایام الصلح ص ۱۶۸، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے قسم کھا کر کہا ہے کہ میرا کوئی استاذ نہیں ہے۔ یہاں پر تو مرزا قادیانی نے جھوٹ بولنے اور کذب بیانی کا ریکارڈ ہی توڑ دیا۔ اس لئے کہ اس نے اپنی دوسری کتاب "کتاب البریہ" میں خود اپنے استاذوں کے نام اور ان سے جو جو کتابیں پڑھی ہیں، ان کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

"بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا، اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی، اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور مَیں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب مَیں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا، ان کا نام گل علی شاہ تھا، ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔"

(کتاب البریہ ص ۱۶۱ تا ص ۱۶۳، خزائن ج ۱۳ بر حاشیہ ص ۱۷۹ تا ص ۱۸۱)

انصاف فرمایئے! اس عبارت میں مرزا قادیانی نے خود قرآن شریف اور دیگر کتابیں

اپنے استاذ فضل الٰہی، فضل احمد اور گل علی شاہ سے پڑھنے کا اقرار کیا ہے۔ ایسے کذبات اور جھوٹوں کا کیا علاج ہے؟ میں تو یہی کہوں گا کہ آپ ایسے جھوٹے شخص پر جو بھیج سکتے ہیں، بھیجیں۔

(۱۲) "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاذ سے نہیں پڑھا تھا، مگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاذ سے تمام توراۃ پڑھی تھی۔"

(ایام الصلح ص ۱۶۸، خزائن ص ۳۹۴ ج ۱۴)

یہ بھی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰؑ پر صریح الزام ہے۔ مرزائیوں پر لازم ہے کہ وہ اس کی سند احادیث وغیرہ سے ضرور پیش کریں کہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے مدرسوں سے تعلیم حاصل کی ہے اور ان مدرسوں کے نام مع مکان بھی واضح کریں جن میں حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بھی بتائیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کون سے استاذ سے توراۃ پڑھی ہے؟

(۱۳) "عیسائیوں نے بہت سے آپ (عیسیٰ) کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں؟......

(ضمیمہ حاشیہ انجام آتھم ص ۶ وص ۷)

اس عبارت میں مرزا نے کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف تحریف شدہ انجیل کی بنیاد پر حضرت عیسیٰ پر گالیاں دینے کا الزام لگایا ہے بلکہ اس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا مطلقاً انکار بھی کیا ہے اور کہا کہ آپ سے کوئی معجزہ ظہور پذیر ہوا ہی نہیں ہے، حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے معجزات اندھوں کو بینا کرنا، برص والوں کو ٹھیک کرنا اور مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ خود بیان کئے ہیں۔ مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے معجزات کا انکار قرآن کریم کا انکار ہے۔

(۱۴) مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرنے کے لئے

آپ کی جائے وفات اور قبر کے بارے میں کئی جھوٹ بولے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

"یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہوا لیکن یہ ہر گز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا، پھر زندہ ہو گیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۲۵۳ حصہ دوم، خزائن ج ۳ ص ۲۵۳)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے وفات اور جائے قبر "گلیل" ذکر کی ہے۔ لیکن دوسری جگہ جھوٹ بولتے ہوئے لکھا ہے:

"اور پھر سب کے بعد جو آج ہمیں خبر ملی یہ تو ایک ایسی خبر ہے کہ گویا آج اس نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن چڑھا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یروشلم پطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پرانی عبرانی میں لکھا ہوا دستیاب ہوا ہے، جس کو کتاب کشتی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس برس بعد اسی زمین پر فوت ہو گئے تھے۔"

(تحفۃ الندوۃ ص ۱۵، خزائن ص ۱۰۳ جلد ۱۹)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور جائے وفات یروشلم کو قرار دیا ہے۔ کچھ عرصہ بعد مرزا قادیانی نے یہ جھوٹ بولا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلادِ شام میں ہے، چنانچہ لکھتا ہے:

"ہاں بلادِ شام میں حضرت عیسیٰ کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزار ہا عیسائی سال بسال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔"

(ست بچن حاشیہ روحانی خزائن ص ۳۰۹ ج ۱۰)

اس کے بعد مرزا قادیانی نے ایک اور پینترا بدلا اور یہ نظریہ قائم کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے چنانچہ لکھتا ہے:

"عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا اور کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے۔"

(کشتی نوح ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶)

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو

ثابت کرنے کے لئے آپ کی جائے وفات اور قبر کے بارے میں کتنے جھوٹ بولے ہیں۔ سچ ہے کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے مزید کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

(۱۵) ''علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنی مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۶۷، خزائن ص۱۶۲ ج ۱۷)

یہ بھی مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ ہے، علم نحو میں کسی جگہ بھی مذکورہ قاعدہ موجود نہیں ہے بلکہ مرزا قادیانی کا یہ من گھڑت قاعدہ خواس کی اپنی تحریر سے ٹوٹ رہا ہے، اس لئے اس نے خود توفی کے لفظ سے جہاں خدا فاعل اور انسان (خود مرزا قادیانی) مفعول ہے مارنے اور روح قبض کرنے کا معنی مراد نہیں لیا اس کی اپنی عبارت ملاحظہ ہو:

''انی متوفیک ورافعک'' میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۶۲۰ حاشیہ، خزائن جلد اوّل ص ۵۶۶ جدید ص ۵۱۹ قدیم، تذکرہ طبع چہارم ص ۹۶ و ص ۹۷)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے خود اپنا الہام ذکر کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فاعل اور مرزا قادیانی مفعول بہ ہے لیکن توفی سے مرنے اور روح قبض کرنے معنی مراد نہیں لئے سچ ہے کہ ۔

دروغ گورا حافظہ نباشد

مذکورہ اور گذشتہ کذبات تو وہ ہیں جن کا مرزا قادیانی نے ارتکاب کیا ہے، اب ذرا گوہر شاہی کی دروغ گوئی بھی ملاحظہ فرمائیں وہ کہتا ہے:

(۱) ''ہم نے خود دیکھا ہے عیسیٰ کو بھی، مہدی کو بھی، دجال کو بھی، اللہ کی قسم وہ تینوں موجود ہیں یعنی عیسیٰ، مہدی اور دجال۔'' (سرفروش یکم تا ۱۵/ اکتوبر ۱۹۹۸)

گوہر شاہی نے قسم کھا کر کہا تھا کہ عیسیٰؑ، مہدی علیہ الرضوان اور دجال تینوں کو میں نے دیکھا ہے۔ یہ گوہر شاہی کی کذب بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر واقعی وہ تینوں موجود ہیں تو کس غار میں چھپے ہوئے ہیں؟

(۲) ''حدیث میں ہے کہ میں نے خدا سے ہاتھ ملایا، ایک دوسری حدیث میں ہے

کہ دیدار کے وقت حضور پاک نے خدا کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی دیکھی جو انہوں نے حضرت علیؓ کو دی تھی۔"

(یادگار لمحات ص ۲۴)

اس عبارت میں گوہر شاہی نے امام الانبیاءؐ پر بہتان باندھتے ہوئے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں حضرت علیؓ کی انگوٹھی دیکھی تھی، حالانکہ یہ بات کسی حدیث میں نہیں ہے محض گوہر شاہی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے۔

(۳) "گوہر شاہی نے روزنامہ محاسب نیوز کو جعلی فیکس کرایا تھا جس میں لکھا تھا۔

"سعودی عرب سے موصولہ ایک فیکس کے مطابق شیخ حماد بن عبداللہ نے مکۃ المکرمہ سے ایک اعلامیہ جاری کیا ہے کہ اس مرتبہ حج سے قبل حجر اسود پر انسانی شبیہ کے نمایاں آثار موجود پائے گئے۔ جو دیکھنے میں بالکل اُلٹی سمت پر ہے، جس کی وجہ سے کسی کو محسوس نہیں ہوتی، نشاندہی ہونے کے بعد دیکھی جاسکتی ہے شیخ حماد بن عبداللہ نے کہا کہ دو باتیں ہوسکتی ہیں۔ یہ شبیہ قدرتی طور پر نمودار ہوئی ہو یا کسی نے خود بنائی ہو۔ مگر حرم کی حدود میں سخت نگرانی اور ہر وقت خادمین حرمین اور حکومت کے پہرہ کے سبب کوئی شخص اپنے ہاتھ سے تصویر بنانے کی ہمت نہیں کرسکتا۔ اگر یہ شبیہ شروع سے تھی تو لوگوں کو کیوں نہیں آئی؟ تصویر اتنی واضح ہے کہ اسے جھٹلایا بھی نہیں جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ مکۃ المکرمہ کے فقیروں میں چند نے کہا ہے کہ یہ امام مہدی علیہ السلام کا چہرہ اور حلیہ مبارک ہے، جو دنیا میں کہیں موجود ہیں تا کہ لوگ انہیں پہچان سکیں انہوں نے کہا کہ حکومتی اہلکار پریشان ہیں کہ اسے کس طرح ختم کیا جائے؟ کیونکہ تصویر شریعت میں حرام ہے۔ حاجی اور عمرہ کرنے والے لازماً اس پتھر کو جھک کر چومتے ہیں، اگر یہ کسی کی شرارت ہے تو شرک کا خدشہ بھی بڑھ رہا ہے۔ شیخ حماد بن عبداللہ نے بتایا کہ حج کا سیزن آ گیا تھا، اس لئے لوگوں کے رش کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فی الحال کوئی خاص پیش رفت اس سلسلے میں نہیں کی گئی تھی۔ اب اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور و فکر کی جارہی ہے، یہ مسئلہ پورے عالم اسلام کے لئے اہم اور سنگین نوعیت کا ہے، اس لئے تمام ممالک

کے اخبارات کو فیکس اور حکومتوں کو مطلع کیا جارہا ہے۔"

(روزنامہ محاسب ۲۷ مئی ۱۹۹۸ء)

اس خودساختہ فیکس پر تفصیل سے ماقبل میں بحث کی جاچکی ہے کہ یہ فیکس سعودیہ کی طرف سے نہیں تھا اور نہ ہی حجر اسود پر کسی وقت بھی انسانی شبیہ ظاہر ہوئی ہے۔ مزے کی بات یہ کہ مکہ میں شیخ حماد بن عبداللہ نام کا کوئی آدمی ہی موجود نہیں ہے۔ امام کعبہ شیخ عبداللہ بن سبیل نے اپنے فتویٰ میں جو کہ ماقبل میں نقل کیا جاچکا ہے نہ صرف حجر اسود پر کسی بھی انسان کی شبیہ کا انکار کیا ہے بلکہ گوہر شاہی کو دجالوں میں سے ایک دجال قرار دیا ہے۔

(۴) گوہر شاہی کہتا ہے:

"ہم ان (عقیدت مندوں) کو امام مہدی علیہ السلام کی نشانی ضرور بتاتے ہیں کہ ان کی پشت پر مہر مہدیت کلمہ کے ساتھ ہوگی، جو کہ نسوں سے اُبھری ہوئی ہوگی۔

(حق کی آواز ص ۲۴ یکم تا ۱۵ جنوری کے ملفوظات)

یہ بھی گوہر شاہی کا سفید جھوٹ ہے کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ مہدی علیہ الرضوان کی پشت پر مہر مہدیت ہوگی۔"

(۵) "قرآن پاک میں بار بار آیا ہے:

دع نفسک وتعال

"یعنی نفس کو چھوڑ تاکہ اللہ تک پہنچے۔" (مینارہ نور ص ۲۹ طبع سوئم)

قرآن کریم میں بار بار کیا ایک بار بھی مذکورہ جملہ نہیں آیا، بلکہ یہ بھی گوہر شاہی کا اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے۔

(۶) "آپ (حضرت آدمؑ) نے جب اسم محمد اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا دیکھا تو خیال ہوا کہ یہ محمد کون ہیں؟ جواب آیا تمہاری اولاد میں سے ہوں گے۔ نفس نے اکسایا کہ تیری اولاد میں سے ہو کر تجھ سے بڑھ جائیں گے، یہ بے انصافی ہے۔ اس خیال کے بعد آپ کو دوبارہ سزا دی گئی۔" (روشناس ص ۹)

اس عبارت میں گوہر شاہی نے تین جھوٹ بولے ہیں۔ (۱) حضرت آدم پر نفس کے

اُکسانے کی تہمت (۲) حضرت آدم علیہ السلام کی طرف بے انصافی کا کلمہ منسوب کیا ہے۔
(۳) حضرت کو دوبارہ سزا ملنے کا ذکر۔ گوہر شاہی کے پیرکاروں کو چاہیے کہ وہ وضاحت کریں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو دوبارہ کون سی سزا دی گئی تھی؟

(۷) ''حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا تھا کہ مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم حاصل ہوئے، ایک میں نے تمہیں بتا دیا اور اگر دوسرا تمہیں بتا دوں تو تم مجھے قتل کر دو گے۔ اصل میں یہی دوسرا علم ہے کہ بغیر کلمہ پڑھے بھی اللہ تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔'' (گوہر ص ۴ سرفروش پبلی کیشنز پاکستان)

یہ بھی جھوٹ ہے، کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ بغیر کلمہ پڑھے اللہ تعالیٰ تک رسائی ہو سکتی ہے۔

(۸) ''ایک اور حدیث کے مطابق وہ (مہدی) وہ نیا دین بنائیں گے، یا دین میں تجدید کریں گے۔ دونوں حالتوں میں انہیں علماء کی سازشوں اور فتوؤں کا مقابلہ بھی کرنا ہوگا۔'' (تقریر بیسویں گیارہویں شریف، کوٹری ۱۳ راگست ۱۹۹۹ء)

یہاں بھی گوہر شاہی نے دو جھوٹ بولے ہیں۔

(۱) مہدی نیا دین بنائیں گے۔ حالانکہ کسی حدیث میں یہ بات موجود نہیں ہے۔

(۲) حضرت مہدی کو علماء کی سازشوں اور فتوؤں کا مقابلہ کرنا ہوگا، یہ بات بھی کسی حدیث میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ گوہر شاہی نے یہ نظریہ مرزا قادیانی سے چوری کیا ہے۔ اس لئے اس نے بھی اربعین نمبر ۳ ص ۶۲، خزائن ص ۴۰۴ جلد ۱۷ میں یہی جھوٹ بولا ہے۔

(۹) ''جب سیدنا غوث اعظمؒ کی روح مبارک کا جنگل میں مراقبہ لگتا، وہاں کے ڈاکو آپ کو مردہ سمجھ کر قبر میں دفنانے کے لئے لے جاتے لیکن دفن ہونے سے پہلے ہی آپ بیدار ہو جاتے، کئی بار ایسا ہوا۔'' (روشناس ص ۲۶)

یہ بھی افتراء ہے۔ کسی معتبر کتاب میں آپ کے حالات میں مذکورہ بات نہیں ملتی۔

(۱۰) ''حدیث مبارکہ میں ہے قرب قیامت میں دجال کا عروج ہوگا، ستر ہزار علماء اس کے پیرکار ہو جائیں گے۔ وہ بھی دعویٰ مہدیت کرے گا، عام مسلمان علماء سے کہیں گے ہمیں تو امام مہدی کی شناخت نہیں، مہربانی کر کے آپ لوگ ان کے

پاس جائیں گے۔ دجال علماء کے ہر سوال کا جواب اطمینان بخش دے گا، اس طرح وہ ان کے دماغوں کو مطمئن کر دے گا جب کہ ان علماء کے دل نورِ الٰہی سے خالی ہوں گے، نورِ الٰہی سے خالی ہونے کی وجہ سے ان کے دلوں میں چھوٹے شیطان اپنا مسکن بنالیں گے۔ اس طرح ان کے دلوں کے چھوٹے شیطان بڑے شیطان یعنی دجال کی اطاعت قبول کرلیں گے۔" (سرفروش ۱تا۱۵/ اکتوبر ۱۹۹۶ء)

مذکورہ کہانی بھی گوہر شاہی نے مرزا قادیانی سے چرائی ہے۔ کسی حدیث میں علماء کے دجال کے مرید ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

(۱۱) "شہناز (انگلینڈ) اس سال حج پر گئی تھی، اس نے بتایا ہے کہ خانہ کعبہ کے اوپر یا محمد اور یا اللہ چمکتا نظر آیا تھا، جس کو وہاں موجود سب لوگوں نے دیکھ کر اس کی وڈیو بھی بنائی ہے۔ سعودی حکومت نے وہاں کے امام سے کہا کہ تم اس کی تردید کرو، تو اس نے کہا کہ میں نے اسے خود دیکھا ہے اور وہاں موجود لوگوں نے بھی اسے دیکھا ہے تو میں کیسے تردید کر دوں؟ پھر اس کو کہا گیا کہ اچھا تم کہو کہ یہ حکومت نے خود بنایا تھا۔ اس نے کہا کہ اگر حکومت نے بنایا تھا تو لوگ کہیں گے کہ دوبارہ دکھاؤ، میں کیسے یہ بات کہہ سکتا ہوں؟ اس بات پر سعودی حکومت نے امام کو پھانسی دے دی کہ تو "یا" کا عقیدہ رکھتا ہے۔" (گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۱۴)

یہ بھی گوہر شاہی کی سعودی حکومت اور امام کعبہ کو بدنام کرنے کی ناکام سازش ہے۔ اس لئے کہ نہ تو کبھی بیت اللہ پر یا اللہ، یا محمد چمکتا ہوا نظر آیا ہے اور نہ سعودی حکومت نے امام کعبہ کو پھانسی دی ہے۔ دروغ گوئی اور کذب بیانی اصل میں گوہر شاہی کی عادت ہے جیسا کہ اس نے خود بھی اپنے متعلق لکھتا ہے:

"روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے حلال وحرام کی تمیز جاتی رہی۔ کاروبار میں بے ایمانی، فراڈ اور جھوٹ شعار بن گیا، یہی سمجھئے کہ نفسِ امارہ کی قید میں زندگی کٹنے لگی۔

(روحانی سفر ص ۷ و ص ۸)

جب امت کے ان نام نہاد مہدیوں اور مسیحوں کا یہ حال ہے کہ جھوٹ فراڈ ان کا شعار

ہے تو عام عوام کا کیا حال ہوگا؟ قرآن وحدیث میں جھوٹ بولنے والے کے لیے بہت ہی سخت وعیدیں آئی ہیں جن کو مختصراً نقل کیا جارہا ہے۔

جھوٹا شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نظر میں

اللہ تعالیٰ جھوٹے شخص کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) "فمن افتریٰ علی اللّٰہ الکذب من بعد ذالک فاولئک ھم الظلمون." (آل عمران آیت نمبر ۹۴ پ ۴)

ترجمہ: "پھر جو کوئی بعد اس کے اللہ پر جھوٹ باندھے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔"

(۲) "ان الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لایفلحون . متاع قلیل، ولھم عذاب الیم." (النحل آیت نمبر ۱۱۶، ۱۱۷ پ ۱۴)

ترجمہ: "بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے، یہ (جس مقصد کے لئے جھوٹ بولتے ہیں) وہ تھوڑا سا (چند روزہ دنیا میں) فائدہ ہے، اور ان کے لئے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے۔"

(۳) الم تر الی الذین تولو قوما غضب اللّٰہ علیھم، ماھم منکم ولامنھم، ویحلفون علی الکذب وھویعلمون. اعداللّٰہ لھم عذابا شدیداً. انھم ساء ماکانوایعلمون." (المجادلۃ آیت نمبر ۱۴، ۱۵ پ ۲۸)

ترجمہ: "اے پیغمبر کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے ان لوگوں سے دوستی کی جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا، وہ نہ تو تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے۔ اور یہ جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسم کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، کیونکہ ان کے کام بہت ہی برے ہیں۔"

(۴) لعنت اللّٰہ علی الکاذبین.

"جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

آحادیث مبارکہ میں بھی جھوٹ کی قباحت تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا جھوٹ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے بعض ارشادات

بھی ملاحظہ ہوں:

(۵) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایۃ المنافق ثلث اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان."

(رواہ البخاری)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منافق کی نشانیاں تین ہیں۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے (۳) جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے۔"

(۶) "عن عبداللّٰہ بن عمروؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اربع من کن فیہ کان منافقاً خالصاً ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذائتمن خان واذا حدّث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر." (بخاری ومسلم)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں کوئی ایک بات پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک بات ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے۔ (۱) جب اس کو امانت سونپی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب عہد کرے تو توڑ دے (۴) جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔"

(۷) عن سمرۃ بن جندبؓ والمغیرۃ بن شعبۃ قالا قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حدّث عنی بحدیث یری انہ کذب فھو احدالکاذبین.

(مسلم شریف)

ترجمہ: "حضرت سمرۃ بن جندبؓ اور حضرت مغیرۃ بن شعبۃؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ سے کوئی ایسی حدیث روایت کی جس کو وہ خود جھوٹ خیال کرتا تھا تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔"

(۷) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلم اتقوا الحدیث عنّی الا ما علمتم فمن کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار.
(ترمذی شریف)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے حدیث بیان کرنے سے بچو مگر وہ حدیث کہ جس کو تم جانتے ہو پس وہ شخص کہ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرنے والے کو کہیں تو ظالم کہا جارہا ہے اور کہیں کذاب کہا جارہا ہے، کہیں منافق کہا جارہا ہے اور کہیں اس کے لئے جہنم کے دردناک عذاب کی وعید سنائی جارہی ہے تو ایسا شخص جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اللہ تعالیٰ نے اتنی زیادہ وعیدیں سنائی ہیں اور اس سے انتہائی ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے، اس کو تو ایک شریف مسلمان کہنا مشکل ہے، چہ جائے کہ اس کو مہدی یا مسیح یا نبی تصور کیا جائے؟ اور اس سے دوسروں کے لئے ہدایت کی جائے۔؟؟؟؟؟

☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆

باب سیز دھم

عجائباتِ مرزائیہ و گوہر شاہیہ کے بیان میں

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کے حالات میں بعض عجیب وغریب حکایات اور واقعات بھی ملتے ہیں، جن کو ان دونوں کی بزرگی کی علامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض کو ذکر کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ باقی رہی یہ بات کہ ان سے کیا نتیجہ نکلتا ہے اور ان دونوں کے بارے میں کیا رائے قائم ہوتی ہے؟ تو اس کا فیصلہ میں قارئین کی رائے پر چھوڑتا ہوں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد اپنے باپ کے حالات میں لکھتا ہے:

(۱) ''بیان کیا مجھ سے والدہ نے کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بُورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا؟ میرا دم رُک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی، کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بُورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا، وہ بُورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔''

(سیرۃ المہدی، حصہ اوّل ص ۲۲۶، روایت ۲۴۴)

(۲) ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا، انہوں نے کوئی چیز شاید گُڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی، حضرت (مرزا) صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں، سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو۔ حضرت (مرزا) صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہوگیا۔''

(سیرۃ المہدی، حصہ اوّل، ص ۲۲۵)

(۳) ''حضور (مرزا قادیانی) جب مسجد میں تشریف لاتے تو تمام لباس زیب تن فرما کر کوٹ، پگڑی اور ایک کھونڈا گویا خذوا زینتکم عند کل مسجد پر پورا عمل تھا۔ جب ایک کھڑکی سے باہر نکلتے تو وہاں ہمارے مکرم حافظ ابراہیم صاحب نابینا علی العموم گیارہ بجے ہی سے بیٹھے ہوتے، وہ ضرور سب سے پہلے السلام علیکم کہتے یا اس کا جواب دیتے اور پھر لباس مبارک کو مس کر کے برکت حاصل کرتے اور دعا کے لئے عرض کر لیتے۔ صرف ایک بار میں نے حضور (مرزا) کی زیارت ایسے لباس میں کی جب شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ احباب لاہور کے آنے پر حضور مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔ سر پر ترکی ٹوپی تھی، جو بہت پرانی اور فرسودہ سی بغیر پھندنے کے اور مہندی لگائے ہوئے تھے۔ غالباً اسی لئے صرف کرتا تھا، کوٹ نہ تھا، شیخ صاحب نے عرض کیا حضور گھڑی تو اچھی چلتی ہے؟ آپ نے ایک رومال کو فرش پر رکھ کر اور ایک دو گانٹھیں کھول کر اس میں سے گھڑی نکالی معلوم ہوا کہ بند ہے، چابی دی گئی۔ وقت درست کیا گیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے آہستہ سے کہا اب جس دن پھر آؤ گے، چابی دے دینا۔ حضور (مرزا) نے یہ معلوم کر کے مسرت ظاہر کی کہ ایک گھڑی ایسی ہے جسے سات روزہ چابی دی جاتی ہے۔''

(یاد ایام از قاضی ظہور الدین قادیانی مندرجہ اخبار ''الحکم'' قادیان جلد ۳۷ نمبر ۱۸۔ ۱۹، مورخہ ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء)

(۴) ''بیان کیا مجھ سے عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت (مرزا) صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہند سے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور اُنگلی رکھ رکھ کر ہند سے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی

پیارا معلوم ہوتا تھا (اور کہتے بھی کیا؟)"

(سیرۃ المہدی، حصہ اوّل ص ۱۶۴، روایت ۱۶۵)

(۵) "آپ (مرزا قادیانی) کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے، پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کے منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دستر خوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود ایسا کیوں کرتے تھے۔"

(الفضل ۲۴ مارچ ۱۹۳۵)

(۶) "بعض دفعہ جب حضور (مرزا قادیانی) جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی، اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا، اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی جوتا ہدیہ لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے، کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔" (سیرۃ المہدی، حصہ دوم، ص ۵۸)

(۷) "بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی، کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی، کبھی ایک جراب سیدھی دوسری اُلٹی۔" (سیرۃ المہدی حصہ دوم، نمبر ۴۲۶ ص ۱۲۷ طبع دوم)

(۸) "کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری ٹوپی، عمامہ، رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے...... بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے۔" (سیرۃ المہدی، حصہ دوم ص ۱۲۸)

(۹) "آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے، اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور

اسی جیب میں گُو کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔"

(مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع اوّل ص ۶۷، مرتبہ معراج الدین قادیانی)

(۱۰) "آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی۔ کئی دن ایسا ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا، اس کا ہاتھ اینٹ پر جا لگا، جھٹ جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں، مَیں کھیلوں گا۔" (حضرت مسیح موعود کے حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم ص ق از معراج الدین)

(۱۱) "مرزا قادیانی خود اپنے الہام "یریدون ان یروطمثک" کی تشریح بیان کرتے ہوئے اپنے حیض اور حمل کے متعلق لکھتا ہے۔

"بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا (مرزا قادیانی کا) حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے، مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا۔ جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳، خزائن ص ۵۸۱ ج ۲۲)

مزید لکھتا ہے:

"مریم کی طرح عیسیٰؑ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔" (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ص ۵۰ ج ۱۹)

(۱۲) مرزا قادیانی اپنے ایک الہام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

میں نے دیکھا کہ ایک بلی ہے اور گویا کہ ایک کبوتر ہمارے پاس ہے، وہ اس پر حملہ کرتی ہے۔ بار بار ہٹانے سے باز نہیں آتی تو آخر میں نے اس کا ناک کاٹ دیا

ہے اور خون بہہ رہا ہے، پھر بھی باز نہ آئی تو میں نے اسے گردن سے پکڑ کر اس کا منہ زمین سے رگڑنا شروع کیا۔ بار بار رگڑتا تھا لیکن پھر بھی سر اٹھاتی جاتی تھی تو آخر میں نے کہا کہ آؤ اسے پھانسی دے دیں۔"

(تذکرہ، مجموعہ الہامات ص ۴۸۳ طبع سوئم)

(۱۳) مرزا قادیانی مرغی کے الہام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"رویا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے، وہ کچھ بولتی ہے سب فقرات یاد نہیں مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا ان کنتم مسلمین. اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا۔ انفقوا فی سبیل اللّٰہ ان کنتم مسلمین."

(تذکرہ ص ۵۸۰ طبع سوم)

(۱۴) مرزا قادیانی کا ایک پیروکار لکھتا ہے:

"ایک دوست نے آپ (مرزا قادیانی) کے روبرو اپنا خواب سنایا کہ اس نے رات کو خواب میں ہاتھی دیکھا تھا اور یہ کہ حضرت (مرزا) صاحب اس کے سر پر تیل لگا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اس کی تعبیر فرمائی کہ رات کے وقت خواب میں ہاتھی دیکھنا عمدہ ہوتا ہے اور تیل لگانا چونکہ زینت کا کام ہے، اس لئے یہ بھی اچھا ہے۔"

(ملفوظات احمدیہ، حصہ ہفتم ص ۲۵۰ مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

(۱۵) مرزا قادیانی کے عجائب میں سے ایک عجیب بات یہ ہے کہ اس کا نظریہ ہے کہ میں انسان نہیں ہوں بلکہ انسان کی شرم گاہ اور اس کی نفرت کی جگہ ہوں۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہوں

(درثمین اُردو ص ۱۱۶)

مرزا قادیانی نے یہ تو لکھا ہے کہ میں انسان کی جائے نفرت اور شرم گاہ ہوں، لیکن اس

بات کی وضاحت نہیں کی کہ وہ انسان کی کون سی شرم گاہ ہے؟؟؟

مذکورہ عجائبات تو مرزا قادیانی کے تھے، اب ذرا گوہر شاہی کے عجائبات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) گوہر شاہی کہتا ہے:

''انسان کے جسم میں سات روحانی مخلوقات بند ہیں، جس طرح ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے اس طرح مرشد اس مخلوق کو نور مہیا کرتا ہے، پھر جس طرح بچہ بڑا ہوتا ہے تو گھر سے باہر نکلتا ہے اور دُور دُور تک دوڑتا ہے، یہ مخلوق بھی اسی طرح جسم سے نکلتی ہے اور دُور دُور تک جاتی ہے حتیٰ کہ وہاں تک پہنچ جاتی ہے جہاں خدا کی ذات ہے۔'' (دی گریٹ گاڈ اسلام آباد جولائی ۱۹۹۷ء)

(۲) ''ہر وقت قلب کے ذکر سے جو نور بنتا ہے اس سے قلب قوی ہوتا ہے اور باقی لطائف بھی خوراک حاصل کر کے ہمسایہ برائیوں کو جلا دیتے ہیں...... جب ان کا جُثہ قلب نوری غذا سے قوی ہو گیا تو جسم سے سوتے میں باہر نکلنا شروع ہو جاتا ہے تو وہ ضرورت اور خانہ کعبہ کے گرد منڈلاتا ہے۔ ذاکر خواب میں یہ مقام دیکھتا ہے، اس ذکر سے جُثہ نکلا اس کو قرآن کریم نے قلب سلیم اور اس سے آگے کا قلب منیب اور انتہائی درجے والے کو قلب شہید کا خطاب دیا۔ اس کے برعکس جن کے لطیفہ نفس ناری نوری ہوتے ہیں وہ بھی سوتے میں باہر نکل جاتے ہیں تو گندی سوسائٹیوں یا جنات کی محفلوں میں گھومتے ہیں۔ لطیفہ قلب کے بعد ذاکر کی روح ذکر اللہ کرتی ہے حتیٰ کہ ساتوں لطائف اپنے اپنے مقام پر گونجتے ہیں اور اپنی ہمسایہ برائیوں کو ذکر کی گرمی سے جلا دیتے ہیں۔ آخر نفس بھی کلمہ پڑھ لیتا ہے اور اس کی چار حالتیں بدلتی ہیں اور ہر ایک حالت سے ایک جُثہ باہر آتا ہے یعنی نفس امارہ، لوامہ، الہامہ، مطمئنہ...... لطیفہ نفس سے چار جُثے اور لطیفہ قلب سے تین جثے اور دو رُوحیں جمادی اور نباتی انسان کے جسم سے باہر نکل جاتی ہیں۔ یہ نو جُثے اسی سالک کے ہم شکل ہوتے ہیں، کوئی کسی مزار پر یا محفل میں جا کر ان کی پناہ میں ذکر

وفکر سے پروان چڑھتے ہیں۔ جن کا ثواب ذاکر کو ہی ملتا ہے۔ ادھر سالک کے مقامی لطائف اس کے جسم کو پاک وصاف کر دیتے ہیں، تب وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوبرو پیش کیے جاتے ہیں۔" (مینارہ نور ص ۶، ۷)

گوہر شاہی کا کہنا ہے کہ جب انسان کا قلب اللہ اللہ کرنے لگتا ہے تو اس کے جسم سے اس کے کئی بہروپ (جُسے) نکلتے ہیں اور وہ قلبی ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مذکورہ تشریح کے مطابق مندرجہ بالا کمالات بھی دکھلاتے ہیں۔ لیکن شریعت میں اس کی کوئی سند نہیں۔

(۳) گوہر شاہی خود اپنے بہروپوں (جُسوں) کے کمالات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: "ایک دن باغ میں ایک لمبا تڑنگا عمر رسیدہ شخص آیا اور مجھے گھورنے لگا اور پھر چشموں کی طرف چلا گیا، تقریباً تین بجے شب وہ دوبارہ آیا۔ اندھیرے میں اس کی آنکھیں آگ کے انگاروں کی طرح چمک رہی تھیں۔ جوں جوں قریب آتا جسم میں سنسنی پھیل جاتی۔ حتیٰ کہ بالکل ہی دو تین فٹ کے فاصلہ پر آ گیا، میں نے دیکھا کہ میرے سینے کے ذکر بہت ہی تیز ہو گئے اور سینے سے ایک سفید رنگ کا شعلہ نکلا جو اس کے جسم پر پڑا اور وہ اس شعلے کی تکلیف سے چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اب اس نے پتھر اٹھا کر مجھے مارنے شروع کر دیئے۔ اب میری شکل کا ایک اور آدمی اس کے سامنے آ گیا اور میں اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ میرا کوئی جُسہ تھا۔ وہ آدمی کچھ پڑھ کر اس پر پھونکتا تو اس کو تکلیف ہوتی۔ تقریباً آدھ گھنٹا ایسا ہوتا رہا اور پھر اس کے منہ سے لگاتار آگ نکلنا شروع ہو گئی اور جُسہ فوراً کھجور کے درخت پر پرندے کی طرح اُڑ کر بیٹھ گیا۔ اس کے منہ کی آگ وہاں تک نہ پہنچ سکتی تھی، اس لئے اس نے درخت پر پتھر مارنا شروع کر دیئے اور کوئی بھی پتھر جُسے کو نہ لگا۔ حتیٰ کہ غصے میں آ کر اس نے درخت پر چڑھنا شروع کیا اور جب وہ جُسے کے قریب پہنچا تو جُسہ شاہین کی طرح آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور وہ دیکھتا ہی رہ

ظاہری میں ملنا شروع ہو گیا۔ لوگ مجھے سیون دیکھتے، جب لال باغ آتے تو یہاں بھی موجود پاتے اور پھر میری شکل کے نو انسان ظاہر ہوئے۔ جب ذکر کرتا، حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور جب نماز پڑھتا تو مقتدی بن جاتے۔ جب میں سوتا، میری حفاظت کرتے اور نماز کے لئے جگا دیتے اور بعد میں ان ہی جُسوں نے خدمتِ خلق کا کام انجام دیا، یعنی جنات کے مریضوں کے جنات پکڑتے۔ کشف والوں کی رہبری کرتے اور میرے عقیدت مندوں کو خواب یا ظاہری میں میرا کوئی پیغام پہنچاتے۔ جن لوگوں کو اسمِ ذات کا ذکر دیا جاتا، ان کے دل کی دھڑکن کے ساتھ ساتھ اللہ اللہ ملانے کی کوشش کرتے۔" (روحانی سفر ص ۲۹ و ص ۳۰)

(۴) گوہر شاہی اسی کتاب میں کچھ اوراق کے بعد لکھتا ہے:

"یونیورسٹی سے ایک مریضہ کو لایا گیا، بیماری کی وجہ سے زندگی سے بیزار ہو چکی تھی۔ ہر قسم کے علاج سے کوئی افاقہ نہ ہو رہا تھا، کشف کے ذریعہ پتہ چلا کہ جنات نے اس کو مریضہ بنا رکھا ہے، اس کے باورچی خانے میں ایک اُلو بیٹھا نظر آیا، ہم نے اُلو کو پکڑا اور ختم کر دیا۔ شام کو بے شمار جنات حملہ آور ہوئے اور اُلو کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے۔ ہمارے ساتھ بھی کافی جنات اور موکلات تھے۔ مقابلہ شروع ہو گیا، کچھ ہمارا نقصان اور کچھ ان کا نقصان ہوا۔ وہ جاتے وقت کہہ گئے ہم پھر آئیں گے۔ صبح لاکھوں کی تعداد میں جنات بد ارواح اور خبیث قسم کی چیزیں حملہ آور ہوئیں۔ خوب مقابلہ ہوا، دونوں طرف سے بھاری نقصان ہوا، اور پھر وہ شام چھ بجے حملہ کرنے کو کہہ گئے۔ شام کو ان کے ساتھ ایک بھاری فوج تھی، پتہ چلا کہ فوج ابلیس ہے۔ اب بڑے زور شور سے مقابلہ ہوا۔ دیکھا آسمان پر عجیب قسم کے جہاز ہماری فوج پر بمباری کر رہے تھے۔ ہماری فوج بھی مورچوں سے ان پر بمباری کر رہی تھی۔ مَیں نے سوچا کہ جنات کے پاس جہاز کہاں سے آ گئے؟ اور یہ آناً فاناً مورچے کیسے کُھد گئے؟ اور یہ مشین گنیں وغیرہ کہاں سے آ گئیں؟ سمجھا شاید اسی دوران ہندوستان پاکستان کی یا عالمی جنگ چھڑ گئی ہے۔ پھر سمجھا کہ شاید نظر کو

دھوکہ ہو گیا ہے۔ اتنے میں ایک گولہ میری ٹانگ پر لگا، زخم وغیرہ تو نہ ہوا البتہ ٹانگ میں شدید درد شروع ہو گیا۔ اب وہ گولے موکلات کی مخلوق پر لگتے، وہ زخمی ہو جاتے۔ زخمیوں کو کچھ موکلات اٹھا کر برزخ کی طرف لے جاتے اور پھر وہ تھوڑی دیر کے بعد تندرست ہو کر آجاتے۔ میں نے دیکھا میرے جیسے بھی زخمی ہوئے اور انہیں اٹھا کر ایک زمین دوز کمرے میں لے جاتے، وہاں با قاعدہ عربی لباس پہنے نرسیں اور ڈاکٹر موجود ہوتے، جوان کی مرہم پٹی کرتے اور جب جنات کو گولہ لگتا، تو وہ موقع پر ہی مرجاتے، دوبارہ زندہ نہ ہو سکتے۔ تین دن یہ لڑائی جاری رہی اور آخر بغیر جیت ہار کے ختم ہو گئی۔'' (روحانی سفر ص ۴۳ طبع اوّل ۱۹۸۶ء)

تعجب ہے کہ تین دن لاکھوں افراد کی جنگ ہوتی رہی اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی؟ جن تو ایک ہی گولہ سے فوراً مرجائے اور گوہر شاہی کو گولہ سے زخم تک نہ آئے؟ یہ تو عجائبات در عجائبات ہیں۔

(۵) گوہر شاہی اپنی اسی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

''آج عصر کی نماز کے بعد جب سفر شروع ہوا تو ایک گدھا میرے بائیں جانب میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا، میں نے اسے نظر انداز کر دیا کہ خود ہی تھک کر الگ ہو جائے گا...... اتنے میں میری نظر گدھے پر جا پڑی وہ مجھے دیکھ کر ہنستا ہے، مَیں پریشان سا ہو گیا کہ یہ کیسا گدھا ہے جو ہنس رہا ہے۔ اب وہ مجھے آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے اور آواز بھی آتی ہے کہ میرے اوپر سوار ہو جا۔ میں ہٹتا ہوں اور بچتا ہوں۔ پھر گدھے کے ہونٹ ہلتے ہیں جیسے کچھ پڑھ رہا ہو، جوں جوں اس کے ہونٹ ہلتے گئے، میں اس کی طرف کھنچتا گیا اور آخر خود بخود اس کے اوپر سوار ہو گیا۔ وہ گدھا تھوڑی دیر بھاگا اور پھر ہوا میں اُڑنے لگا۔ میں نے با قاعدہ راوی، چناب کے دریا عبور کرتے دیکھا، اپنے گاؤں کے اوپر بھی پرواز کی۔ یعنی اس گدھے نے پورے پاکستان کی سیر کرادی اور پھر مجھے وہیں اتارا جہاں سے اٹھایا تھا...... اس دن کے بعد یعنی بیس سال کی عمر سے بتیس سال کی عمر تک اُسی گدھے کا اثر رہا، نماز وغیرہ سب ختم

ہوگئی، جمعہ کی نماز بھی ادا نہ ہوسکی۔" (روحانی سفر ص ۶ و ص ۷ طبع اوّل ۱۹۸۶ء)

(۶) اسی کتاب میں مزید لکھتا ہے:

"ایک دن ذکر جہر کی ضربیں لگا رہا تھا، دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا موٹا تازہ کتا سانس کے ذریعہ باہر نکلا اور بڑی تیزی سے بھاگ کر دور پہاڑی پر بیٹھ کر مجھے گھورنے لگا۔ اور جب ذکر کی مشق بند کی تو دوبارہ جسم میں داخل ہوگیا (کون سی جگہ سے داخل ہوا؟) اب دوران ذکر گاہے بگاہے میں اس کتے کو دیکھتا، کچھ عرصہ کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ کافی کمزور ہو چکا تھا۔ ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہ جسم سے نکلا لیکن کمزور ہونے کی وجہ سے بھاگ نہ سکتا۔ اللہ ہو کی ضربوں سے اس طرح چیختا چلاتا جیسے اسے کوئی ڈنڈوں سے مار رہا ہو۔ اب کئی دنوں سے اس کا جسم سے نکلنا بند ہوگیا تھا۔ لیکن دوران ذکر ناف کی جگہ بچے کی طرح رونے کی آواز آتی کہ ہائے میں مرگیا، ہائے میں جل گیا۔ تقریباً تین سال بعد جہاں سے رونے کی آواز آتی، اب کلمہ کی آواز آنا شروع ہوگئی۔ اور دن بدن یہ آواز بڑھتی گئی۔ ناف کی جگہ ہر وقت دھڑکن رہتی جیسے حاملہ کے پیٹ میں بچہ ہو۔ ایک دن ذکر میں مشغول تھا جسم سے پھر کوئی چیز باہر نکلی، دیکھا تو ایک بکرا میرے سامنے ذکر سے جھول رہا تھا۔ کبھی وہ بکرا میرے جسم میں داخل ہو جاتا، اور کبھی میرے ساتھ ساتھ رہتا۔"

(روحانی سفر ص ۲۱ و ص ۲۲)

یہ ان عجیب و غریب واقعات میں سے بعض واقعات ہیں، جن کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کے پیرکار لوگوں میں ان کو سنا کر ان کی بزرگی کو ثابت کرتے ہیں۔ ان پر کوئی لمبا چوڑا تبصرہ کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا، اس لئے کہ ان واقعات کو پڑھ کر ہی ہر انسان ان کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے۔ البتہ مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کے پیروکاروں کو ایک مشورہ دینا بے جا نہ ہوگا وہ یہ کہ ان دونوں نے چونکہ اپنے واقعات میں حمل کا ذکر کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں بیچاروں کو اپنے مرد ہونے پر افسوس تھا، اور حاملہ بننے کا شوق تھا، اس لئے ان کے پیروکاروں کو چاہیے تھا کہ ان کے لئے ان کی زندگی میں کوئی شوہر ضرور ڈھونڈتے۔

باب چہاردہم:

منشیات کی دعوت

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کا کریکٹر اس قدر آلودہ ہے کہ انہوں نے اور ان کے پیروانِ خاص نے نہ صرف منشیات کو خود استعمال کیا ہے بلکہ اپنی تحریرات میں بھنگ، چرس، افیون اور شراب وغیرہ کے استعمال کی عام لوگوں کو بھی بڑی شدومد سے دعوت دی ہے۔ کسی نے تو یہ کہا کہ افیون وغیرہ نصف طب ہیں، کسی نے ان کے استعمال کو عینِ شریعت قرار دیا، کسی نے منشیات کے عادی لوگوں کو علماء سے بھی افضل ٹھہرانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ حوالہ جات ان کی اس اسلام دشمنی کو بھی واضح کرنے کے لئے ان کی تحریرات سے پیش کئے جائیں تاکہ ان کے کردار پر مزید روشنی پڑ سکے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ''کشتی نوح'' میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا ہے کہ ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔'' (کشتی نوح حاشیہ ص ۷۳، خزائن ص ۷۱، ج ۱۹)

لیکن مرزا قادیانی کا اپنا حال یہ ہے کہ یہ خود تو شراب، افیون وغیرہ استعمال کرتا ہی تھا، اس کے ساتھ ساتھ اپنی اُمت اور پیروکاروں کو بھی اس کی دعوت دے دیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے علاوہ اس کے رشتہ دار اور مرید بھی اس حرام کاری میں مبتلا تھے۔ بہانہ یہ تھا کہ بیماری کی وجہ سے ان کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مرید حکیم محمد حسین قادیانی کی طرف ٹانک وائن شراب منگوانے کے لئے جو خط لکھا تھا، وہ یہ ہے:

''محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن پلومر کی دُکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔

باقی خیریت ہے۔ والسلام (مرزا غلام احمد)

(خطوط امام بنام غلام ص ۵، مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی، بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے، اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔"

(بحوالہ سودائے مرزا ص ۳۹ حاشیہ، طبع دوم مصنف حکیم محمد علی صاحب)

اس خط میں مرزا قادیانی نے خصوصیت سے ٹانک وائن منگوانے کو کہا ہے، جس سے علوم ہوتا ہے کہ اس کو ٹانک وائن سے خصوصی دلچسپی تھی۔

مرزا قادیانی کی خاص مرید بیگم منظور قادیانی کو برانڈی کے ساتھ خصوصی دلچسپی تھی جیسا کہ قادیانی اخبار میں لکھا ہے:

"حضور (مرزا قادیانی) نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لئے ایک فہرست لکھ کر دی، جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لئے پلومر کی دُکان سے لیتے آویں۔ میں نے کہا اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا، پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین میرے لئے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے، حضور ان کو تاکید فرمادیں۔ حقیقتاً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا قادیانی) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو، لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لیے لانا لازمی ہے۔ میں نے پلومر کی دُکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لادیں۔" (اخبار "الحکم" قادیان ج ۳۹ نمبر ۲۵، مورخہ ۷ نومبر ۱۹۳۶ء)

جب مرزا قادیانی کے مریدوں کی بیویوں کا یہ حال ہے کہ ان کو برانڈی کے بغیر سکون نہیں آتا تو خود مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کا کیا حال ہوگا؟

مرزا قادیانی کا مرید "بابو شاہ دین" بیمار ہوا تو مرزا قادیانی نے اس کے معالج ڈاکٹر رشید الدین کو درج ذیل پیغام لکھ کر بھیجا۔

"اگر ایسے وقت میں قائمی قوت کے لئے تھوڑی برانڈی دی جائے تو کیا مضائقہ ہے؟ یہ دوا قادیان میں مل سکتی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعہ فضل کرے۔"

(مکتوبات بنام ڈاکٹر رشید الدین ص ۱۲ منقول از اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۲۲)

سبحان اللہ! ڈاکٹر کو وہ شخص مشورہ دے رہا ہے جو کہ خود کئی بیماریوں کا شکار تھا، اگر برانڈی دینے کی ضرورت ہوتی تو خود ڈاکٹر اس کو تجویز کرتا، مرزا قادیانی چونکہ اس بیماریوں کا علاج منشیات سے ہی کرتا تھا، اس لئے اس کو ہر مرض کا علاج بھی انہیں میں نظر آتا تھا۔ جس کی تائید درج ذیل عبارات سے بھی ہوتی ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) نے تریاقِ الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جز و افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔" (مرزا بشیر الدین محمود بن مرزا قادیانی کا مضمون مندرجہ الفضل جلد ۱۷، نمبر ۶ ص ۲، مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

اس عبارت سے جس طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی خود افیون کا عادی تھا اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلا خلیفہ حکیم نورالدین بھی افیون استعمال کرتا تھا۔ جس قوم کے بڑوں کا یہ حال ہو تو چھوٹوں کا کیا حال ہوگا؟ مرزا قادیانی افیون کا تو اتنا دلدادہ تھا کہ اس کو نصف طب ٹھہراتا تھا، جیسا کہ اس کا بیٹا اسی مضمون میں لکھتا ہے:

"افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے (وہ اطباء بھی قادیانی ہی ہوں گے ورنہ اطباء تو منشیات کے استعمال سے منع

کرتے ہیں۔) پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا۔"

(الفضل جلد ۱۷، نمبر ۶، ص ۲، مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

بشیر الدین محمود نے ہر ایک کو قادیانیوں پر قیاس کر کے کہہ دیا ہے کہ ہر ایک نے افیون کو استعمال کیا ہوگا، اس کو اتنا تو علم ہونا چاہئے تھا کہ استعمال تو وہ کرے جو اس کو نصف طب سمجھتا ہو، جو شخص اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہو، وہ کیسے استعمال کر سکتا ہے؟ مرزا بشیر الدین محمود اصل میں یہاں اپنے لئے افیون کو استعمال میں لانے کا جواز فراہم کر رہا ہے کیونکہ اس کو بھی اس کے باپ نے بچپن سے ہی افیون کا عادی بنا دیا تھا جیسا کہ اس نے خود لکھا ہے:

"مجھے بچپن سے بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے، چھ ماہ متواتر دیتے رہے مگر ایک دن نہ دی تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس پر حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے فرمایا خدا نے چھڑا دی ہے تو اب نہ دو۔"

(منہاج الطالبین ص ۴۷)

مرزا قادیانی نے اپنے اس بیٹے کو بھی چونکہ منشیات کا عادی بچپن سے ہی بنا دیا تھا، اس لئے اس کا اثر پوری زندگی رہا اور شراب کے نشے میں اس نے ایسے ایسے گل کھلائے کہ اس کی مثال قادیانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ قادیانیت کو سب سے زیادہ نقصان اسی کی وجہ سے پہنچا ہے۔ شراب کے نشے میں اس نے اپنے پیروکاروں کی ماؤں بہنوں کی آبروؤں کے ساتھ کھیلنا شروع کیا، جس کی وجہ سے قادیانی بڑے زور و شور سے اسلام قبول کرنے لگے تھے۔ جن لوگوں کی عزتوں کے ساتھ اس نے درندگی کا اظہار کیا تھا، ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو کہ مباہلہ اخبار اس کے خلاف نکالتے تھے۔ حالانکہ وہ قادیانی تھے لیکن جب اس نے ان کی ایک عورت کے ساتھ ہاتھا پائی کی تو انہوں نے اس سے برگشتہ ہو کر اس کو مباہلہ کا چیلنج دیا، جس کو اس نے قبول نہیں کیا تھا۔ پھر انہوں نے تمام ایسے واقعات کو مباہلہ اخبار میں شائع کرنا شروع کیا تھا جو کہ اس کی اس درندگی کے شاہد تھے۔ اسی مباہلہ اخبار نے ایک قادیانی خاتون کا خط بھی شائع کیا تھا، جس کے ساتھ مرزا بشیر الدین محمود نے شراب کی

حالت میں دست درازی کی تھی اس کو یہاں نقل کرنا بھی فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ وہ خط یہ ہے:

''میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں مَیں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں مگر اعتبار نہیں آتا تھا۔ کیونکہ ان کی مومنانہ صورت نیچی شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پر ایسا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لئے حضور (بشیر الدین محمود) سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت مخلص احمدی ہیں، ایک رُقعہ حضرت (بشیر الدین محمود) کو پہنچانے کے لئے دیا، جس میں اپنے ایک کام کے لئے اجازت مانگی تھی۔ خیر مَیں رُقعہ لے کر گئی، اس وقت میاں صاحب نئے مکان (قصرِ خلافت) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی، جو وہاں تک میرے ساتھ گئی اور اور ساتھ ہی واپس آگئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رُقعہ لے کر جانا پڑا، اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جونہی ہم دونوں میاں (بشیر الدین محمود) صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ مَیں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رُقعہ پیش کیا اور جواب کے لئے عرض کیا، مگر انہوں نے فرمایا کہ مَیں تم کو جواب دے دوں گا گھبراؤ مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں، ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف تشریف لے گئے اور چند منٹ پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹخنیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں مَیں تھی وہ اندر کا چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے بُرا فعل کروانے کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بدبو آرہی تھی کہ مجھ کو چکر آگیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی

ایسی نہیں کرتے۔ ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں، انہوں نے پی ہو۔ کیونکہ ان کے ہوش وحواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی، مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا۔"

(از حضرت مرزا غلام احمد و مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر)

یہ ہے بچپن کی افیون کا نتیجہ۔ ظاہر بات ہے کہ جب انسان ابتداً گمراہی میں قدم رکھتا ہے تو اگر اس سے توبہ نہ کرے تو اس میں دھنستا ہی جاتا ہے۔ رہی یہ بات کہ افیون وغیرہ کو بطور علاج کے استعمال کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے جن فقہاء نے ان سے علاج وغیرہ کرنے کی اجازت دی ہے وہ اس وقت ہے کہ جب اس بیماری کا علاج سوائے اس کے کسی اور چیز سے نہ ہوسکتا ہو اور ماہر ڈاکٹر وغیرہ بتائے کہ اس بیماری کا علاج ان اشیاء کے علاوہ نہیں ہوسکتا تو بقدرِ ضرورت استعمال کی اجازت ہے۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور ہے، ان اشیاء کو نصف طب کا نام دینے میں مرزا قادیانی کا قصور نہیں ہے بلکہ اس کے باپ کا قصور ہے، اس لئے کہ اس کے باپ نے اس کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہی ایسے استاد کے پاس تھا جو کہ خود افیمی تھا۔ جیسا کہ اس کے بیٹے بشیر الدین محمود نے لکھا ہے:

"آپ (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے، میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا اور حقہ لے کر بیٹھا رہتا تھا۔ کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا۔"

(الفضل قادیان جلد نمبر ۱۶، نمبر ۶۲ ص ۸، مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۹ء)

مرزا قادیانی کے جب بیٹے بشیر الدین محمود کو اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو کچھ پڑھاتا نہیں تھا تو ظاہر بات ہے کہ مرزا قادیانی نے اس سے کچھ تو سیکھنا ہی تھا اس لئے اس نے اس سے افیم کے استعمال کے طریقے اور اس کے جواز فراہم کرنے کے حیلے اور بہانے سیکھ لئے۔ پھر اس پر خود بھی عمل کیا اور اپنے پیروکاروں کو بھی اس پر عمل کرنے کی دعوت دیتا رہا۔

اب ذرا گوہر شاہی کی طرف بھی متوجہ ہوں۔ اس نے بھی مستانی محبوبہ کے ساتھ مل کر بھنگ اور چرس وغیرہ پی کر خوب رنگ رلیاں منائی ہیں۔ اور بھنگ اور چرس وغیرہ کو حلال ثابت

کرنے کے لئے اولیاء اللہ پر بہتان لگانے سے بھی گریز نہیں کیا، بلکہ بڑی ڈھٹائی سے اس بات کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ جو نشہ اللہ تعالیٰ کے عشق میں اضافہ کرنے والا ہو اور یکسوئی پیدا کرنے والا ہو وہ جائز ہے۔ چنانچہ یہ شخص شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ پر بھنگ پلانے کا الزام لگاتے ہوئے لکھتا ہے:

''سیون سے سیدھا مستانی کی جھونپڑی میں پہنچا اور لیٹ گیا۔ اتنے میں مستانی باادب کھڑی ہوگئی اور مجھے بھی کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔ میں بھی مستانی کی طرح باادب کھڑا ہوگیا۔ مستانی نے کہا کہ قلندر پاک اور بھٹ شاہ والے آئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ریاض (گوہر شاہی) کو آج گھر کی یاد ستا رہی ہے۔ کافی کوشش کرتا ہے کہ بھول جاؤں مگر بھول نہیں پاتا۔ اس کو ایک گلاس بھنگ کا پلادو تا کہ ذہن سے سب خیال نکل جائیں اس کے بعد مستانی نے جھک کر سلام کیا اور بیٹھ کر بھنگ کوٹنے لگی اس کا خیال تھا کہ یہ اب ضرور بھنگ پیئے گا۔ لیکن وہ بھنگ کوٹتی رہی اور میں چلہ گاہ کی طرف چل دیا۔ آج چلہ گاہ میں جب ذکر سے فارغ ہوا تو اونگھ آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں ایک بزرگ سفید ریش چھوٹا قد میرے سامنے موجود ہے اور بڑے غصے سے کہہ رہا ہے کہ تو نے بھنگ کیوں نہیں پی۔ میں نے کہا شریعت میں حرام ہے۔ اس نے کہا شرع اور عشق میں فرق ہے، کوئی بھی نشہ جس سے فسق و فجور پیدا ہو، بہن بیٹی کی تمیز نہ رہے خلق خدا کو بھی آزار ہو، واقعی وہ حرام ہے اور جو نشہ اللہ کے عشق میں اضافہ کرے، یکسوئی قائم رہے خلق خدا کو بھی کوئی تکلیف نہ ہو وہ مباح بلکہ جائز ہے...... اب وہ بزرگ بھنگ کا گلاس پیش کرتے ہیں اور میں پی جاتا ہوں اور اس کو بے حد لذیذ پایا۔ سوچتا ہوں بھنگ کتنا ذائقہ دار شربت ہے۔ خواہ مخواہ ہمارے عالموں نے اسے حرام کہہ دیا۔'' (روحانی سفر ص ۳۴ و ص ۳۵)

''اب میرے پاؤں خود بخود مستانی کی جھونپڑی کی طرف جانے لگے۔ مستانی نے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور کہا رات کو بھٹ شاہ والے آئے تھے اور تمہیں بھنگ پلا کر چلے گئے۔ تم نے ذائقہ تو چکھ لیا ہوگا یہی ہے شراب طہوراً۔ مستانی نے

کہا بھٹ شاہ والے مجھے حکم دے گئے ہیں اس کو روزانہ ایک گلاس الائچی ڈال کر پلایا کرو...... آخر یہی فیصلہ کیا، تھوڑا چکھ لیتے ہیں۔ اگر رات کی طرح لذیذ ہوا تو واقعی شرب طہوراً ہی ہوگا۔" (روحانی سفر ص ۳۶)

دیکھئے گوہر شاہی یہاں حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی اور قلندر پاک جیسے فوت شدہ بزرگوں کی طرف جھوٹے قصے منسوب کر کے کس طرح بھنگ وغیرہ کے استعمال کا جواز فراہم کر رہا ہے؟ اور اس کو شراب طہوراً کا نام دے رہا ہے۔ یہ منشیات کے استعمال کی عام لوگوں کو دعوت نہیں تو اور کیا ہے؟ گوہر شاہی کی محبوبہ مستانی کہتی ہے:

"جب دنیا کا خیال اور عزیزوں کی یاد ستاتی ہے تو ہم بھنگ یا چرس پی لیتے ہیں ان کے پینے سے سب خیالات کافور ہو جاتے ہیں اور بس اللہ ہی یاد رہتا ہے۔"

(روحانی سفر ص ۳۳)

سبحان اللہ! ایک حرام چیز کو اللہ کی یاد کا ذریعہ ٹھہرایا جا رہا ہے، تا کہ عام لوگ بھی بڑے شوق سے منشیات کے عادی بنیں۔

گوہر شاہی اپنی اسی کتاب میں نشئی آدمی کو عبادت گزار آدمی سے اور علماء سے افضل ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"ایک دفعہ جئے شاہ نورانی جانے کا اتفاق ہوا، لاہوت کی پہاڑیوں میں ایک غار ہے جہاں پتھر کی اونٹنی کے نشان بنے ہوئے ہیں۔ غار کے اردگرد میلوں تک کوئی آبادی نہیں ہے۔ بڑی بڑی خوفناک پہاڑیاں ہیں، جہاں شیر اور چیتے گھومتے ہوئے دیکھے گئے ایک جواں سال شخص غار کے پاس تنہائی میں رہتا ہے، اس نے غار کا راستہ دکھایا اور مغرب کا کھانا بھی کھلایا یعنی تقریباً ۴/۱ موٹی روٹی کے ٹکڑے پیش کئے۔ مغرب اور عشاء کی نماز ساتھ پڑھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہ بھی کوئی تارک دنیا ہے۔ اتنے میں اس نے سگریٹ سلگایا اور چرس کی بو اطراف میں پھیل گئی اور مجھے اس سے نفرت ہونے لگی۔ رات کو الہامی صورت پیدا ہوئی یہ شخص ان ہزاروں عابدوں، زاہدوں اور عالموں سے بہتر ہے جو ہر نشے سے پرہیز کر کے

عبادت میں ہوشیار ہیں، لیکن بخل، حسد اور تکبر ان کا شعار ہے۔ یہ شخص جس سے تو نے نفرت کری، اللہ کے دوستوں سے ہے۔ عشق اس کا شعار ہے اور نشہ اس کی عادت ہے۔" (روحانی سفر ص ۴۹ و ص ۵۰)

غور فرمائیں! گوہر شاہی کس طرح ایک نشئی شخص کو عابدوں اور عالموں پر اپنے شیطانی الہام کی بنیاد پر افضل ٹھہرا رہا ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث "فضل العالم علی العابد کفضیلی علی ادناکم" (ترمذی، دارمی) میں متقی عابد پر بھی عالم کو افضل ٹھہرایا ہے چہ جائے کہ ایک نشئی شخص کو عالم پر فضیلت دی جائے اور اس کو اس سے افضل ٹھہرایا جائے؟

چرس اور ڈانس کے ساتھ ذکر کو جائز ثابت کرتے ہوئے گوہر شاہی کہتا ہے:

"ڈانس کا اصل مقصد دل کی دھڑکنوں کو اُبھارنا ہوتا ہے، جس کے بعد ان دھڑکنوں سے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، اگر یہ نہ ہو تو یعنی یہ نیچے دل میں نہ اترے تو ذکر کرنا شور مچانے کے برابر ہے۔ سرکار (گوہر شاہی) نے مزید فرمایا کہ آپ ڈانس کے نام پر لوگوں کو اکٹھا کرتے ہو مگر مقصد تو اس کا ذکر کرنا، پیغام محبت کو عام کرنا اور اس کی تلاش ہے اور خدا تو نیتوں کو دیکھتا ہے کہ اس میں کتنا خلوص ہے۔ پھر سرکار (گوہر شاہی) نے چلہ کے دوران پیش آنے والا ایک واقعہ سنایا۔ سرکار (گوہر شاہی نے فرمایا) کہ جو لوگ خدا کی تلاش میں گھر بار چھوڑ کر نکلتے ہیں لیکن غلط لوگوں میں پھنس جانے کی وجہ سے چرس وغیرہ کے عادی ہو جاتے ہیں۔ لعل باغ میں ایک عورت (مستانی محبوبہ) ہوا کرتی تھی، جو اس طرح کے سب لوگوں کو (بشمول گوہر شاہی) چرس پلانے کے لئے ایک جگہ جمع کرتی تھی، جس میں ان لوگوں کو بہت کیف آتا یعنی اس کی نیت ذکر کروانے کی ہوتی تھی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ سب لوگ ہیں تو اللہ کی تلاش میں۔ اس عورت میں چونکہ روحانی پاور تھی اور اجازت یافتہ بھی تھی۔ تو وہ اس طرح کر سکتی تھی لیکن اگر کسی میں روحانی صلاحیت نہ ہو تو پھر کوئی فائدہ ہی نہیں۔ تم لوگوں میں بھی ایسے لوگ ہونے چاہئیں جن میں روحانی صلاحیت ہو تا کہ اس ڈانس اور ذکر سے بقیہ لوگوں کو بھی فائدہ حاصل

ہو۔" (گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۱۹)

غور فرمائیں! کہ گوہر شاہی کس قدر عیاری سے ڈانس اور چرس کو جائز قرار دے رہا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جس چیز کو شریعت نے ناجائز ٹھہرایا ہے۔ اگر اس کا ارتکاب کرتے وقت نیت صحیح ہو تو وہ جائز ہو جائے گی۔ اگر کوئی گوہر شاہی کے اسی اُصول پر عمل کرتے ہوئے کسی عورت سے زنا کر رہا ہو اور اس کی نیت یہ ہو کہ میں اپنی بیوی سے صحبت کر رہا ہوں تو کیا اس کا یہ فعل جائز ہو جائے؟ یہ شریعت کے احکام کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم عطا ہوئے۔ ایک تمہیں بتا دیا، دوسرا بتادوں تو تم مجھے قتل کر دو۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" شرح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ کے شائع نہ کیے ہوئے علم کے متعلق لکھا ہے:

"علماء نے اسے ان احادیث پر محمول کیا ہے جن میں ظالم امراء کے اسماء و احوال اور ان کے زمانوں کا بیان تھا۔ سیدنا ابو ہریرہؓ کے اس قول کا کہ "لوگ میری گردن کاٹیں گے" مطلب یہ تھا کہ ظالم بادشاہ جب اپنے افعال و اعمال کی مخالفت سنیں گے تو مجھے قتل کر دیں گے۔ لیکن گوہر شاہی چونکہ خود شرابی کبابی آدمی تھا، اس لئے اس نے اپنے لئے شراب کا جواز ثابت کرنے کے لیے اور لوگوں کو شرابی بنانے کے لئے اس حدیث میں تحریف کرتے ہوئے کہا:

"وہ دوسرا علم یہ ہے کہ شراب پیو جہنم میں نہیں جاؤ گے اور بغیر کلمہ پڑھے اللہ تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔" (گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۹ و ص ۱۰)

یہی وہ اسلام کی خدمت ہے، جس کا پرچار مرزا غلام احمد قادیانی اور گوہر شاہی اپنی زندگی میں کرتے رہے ہیں۔ لوگوں کو منشیات کا عادی بنا کر ملک میں بیروزگاری اور آوارگی کو ہوا دینا ہی ان کا مقصد تھا، جس کو بطریقِ احسن انہوں نے پورا کیا ہے۔ حالانکہ شریعت میں منشیات کے استعمال کی قطعی ممانعت ہے اور قرآن حدیث میں ان کے استعمال کرنے والوں کے لئے بہت سی وعیدیں آئی ہیں۔ مختصر طور پر شراب نوشی وغیرہ کے متعلق کچھ احکامات ذکر کیے جا رہے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

(ا) یاایھا الذین امنوا انما الخمرو المیسر والانصاب والازلام رِجسٌ من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۔ انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدّ عن ذکر اللّٰہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون۔ " (المائدہ)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! شراب نوشی، جُوا بازی اور آستانے اور پانسے سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، اُمید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جُوے کے ذریعے سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں خدا کے ذکر سے اور نماز سے روک دے۔ پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے۔''؟

اللہ تعالیٰ تو فرما رہے ہیں کہ منشیات اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روکنے کا سبب ہیں لیکن گوہر شاہی کی اسلام دشمنی ملاحظہ ہو کہ وہ ان چیزوں کو اللہ کے ذکر کا ذریعہ ٹھہرا رہا ہے۔

احادیث میں منشیات کی قباحت کو مزید تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

(۲) "عن ویلم الحمیری قال سالت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقلت یارسول اللّٰہ انا بارض باردۃ نعالج فیھا عملاً شدیداً وانا نتخذ شرابا من ھذا القمح نتقوی بہ علی اعمالنا وعلی برد بلادنا قال ھل یسکر؟ فقلت نعم قال فاجتنبوہ فقلت فان الناس غیر تارکیہ قال فان لم یترکوہ فقاتلوھم۔" (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: ''حضرت ویلم حمیریؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا کہ ہم ایک سرزمین کے باشندے ہیں، جہاں ہم بڑی محنت سے مشقت کے کام کرتے ہیں۔ ہم گیہوں کی شراب پی کر کام کرنے کی قوت حاصل کر کے سردی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہاری شراب نشہ آور ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپؐ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ میں نے عرض کیا لوگ تو اسے (عادت کی وجہ سے) ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ آپؐ نے فرمایا اگر لوگ اسے نہ چھوڑیں تو تم ان

سے جنگ کرو۔"

منشیات کو قوت کے حصول کا ذریعہ سمجھنے والے اور منشیات میں ہی اپنا علاج تصور کرنے والے ذرا اس حدیث کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) ارشاد ہے:

فما اسکر فھو حرامٌ (بخاری شریف کتاب الاشربہ)

ترجمہ: "جو چیز نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔"

الخمر ومایلحق بہ نجسة العین یدل علی نجاستھا.

(خازن ص ۱۷۷ ج اوّل)

ترجمہ: "شراب اور اس جیسی ملتی جلتی چیز (جو اس جیسا نشہ دے) قطعاً نجس العین و ناپاک ہے۔"

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا برئٌ من الذین یأکل البیغ اویشرب البیغ. (جلیس الناصحین ص ۱۶۰)

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو بھنگ کھاتا پیتا ہو۔"

بھنگیوں کو علماء پر فضیلت دینے والے ذرا اس ارشاد کی طرف توجہ فرمائیں۔

(۵) قال ابن مسعودؓ فی السکر ان اللہ لم یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم. **(بخازی شریف کتاب الاشریہ)**

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نشہ آور اشیاء کی بابت فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفا اس چیز میں نہیں رکھی جو تم پر حرام کی گئی ہے۔"

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحروالحریر والخمر والمعاذن.

(بخاری شریف کتاب الاشراب)

ترجمہ: "میری اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور باجوں کو

حلال سمجھیں گے۔"

(۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فی الرابعة فاقتلوه.

(ترمذی۔ابوداؤد)

ترجمہ: "اگر کوئی شراب پئے تو اسے کوڑے لگاؤ اور اگر (سرکشی اور عناد سے) پھر چوتھی مرتبہ شراب پئے تو اس کو قتل کر دو۔"

(۸) عن ابن عمرؓ قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول لعن اللّٰه الخمروشاربها وساقیها وبائعها ومبتاعها وحاملها والمحمولة الیه. (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ آپؐ فرما رہے تھے کہ شراب پر بھی خدا کی لعنت ہے اور پینے والے پر اور پلانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور لے جانے والے پر اور اس شخص پر جس کے پاس شراب لائی گئی، سب پر خدا کی لعنت ہے۔"

(۹) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من مات وهو یشرب الخمر یدمنها لم یشربها فی الأخرة. (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسی حالت میں مرجائے کہ شراب نوشی کے عمل میں مبتلا ہو تو آخرت میں اُسے شرابِ جنت نہیں ملے گی۔"

(۱۰) عن ابن عباسؓ عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من شرب مسکر لم تقبل لهٗ صلوٰة. (ابوداؤد شریف)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی نشہ آور چیز پیتا ہو تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔"

(۱۱) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثلثة

قد حرم اللّٰہ علیھم الجنة مدمن الخمر والعاق والدیوث الذی یقرفی اھل الخبث . (احمد . نسائی)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ایک وہ جو ہمیشہ شراب پیتا رہا ہو۔ دوسرا وہ جو ماں باپ کا نافرمان رہا ہو۔ تیسرا وہ بے غیرت آدمی جو اپنی بیوی کو زنا کاری پر دیکھ کر اسے نہ روکے۔"

(۱۲) "عن ابن عباسؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من الخمر ان مات لقی اللّٰہ کعابدوثن ." (ابوداؤد، ابن ماجہ)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمیشہ شراب پینے والا شخص اگر مرجائے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی ملاقات ایک بت پرست آدمی کی سی ہوگی۔"

برادران اسلام! ملاحظہ فرمائیں کہ شراب نوشی اور منشیات کے عادی شخص کے بارے میں کس قدر وعیدات احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ اتنی وعیدوں کے ہوتے ہوئے بھی جو شخص ان کے استعمال کی دعوت دے تو اس کی عقل پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔

☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆

باب پانزدہم:

غیر محرم عورتوں سے میل جول

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی نے روحانیت کے نام پر غیر محرم عورتوں سے بھی خوب رنگ رلیاں منائی ہیں۔ اس کے باوجود بھی ان کی روحانیت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس ڈھول کے پول کو بھی آپ کے سامنے کھولا جائے تا کہ اندازہ ہو سکے کہ یہ دونوں کس قدر پاک دامن اور غیر محرم عورتوں سے کنارہ کش ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر غیر محرم عورتوں سے میل جول کا بھی الزام لگایا ہے۔ اب ذرا مرزا قادیانی کے حالات بھی ملاحظہ ہوں اور فیصلہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے خود اس پر کس قدر عمل کیا ہے۔ مرزا قادیانی کا بیٹا اپنے باپ کے حالات میں لکھتا ہے:

(۱) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت (مرزا) صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی، حضور (مرزا) کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی، اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں، وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تھا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں این۔ یعنی جی ہاں جی جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو۔ (واہ!

باپ کے قول کی کیا ہی خوب تشریح کی) مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص ۲۱۰ از مرزا بشیر احمد قادیانی)

(۲) "ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ مَیں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اسی طرح کی خدمات کرتی تھی۔ (کاش! کہ وہ خدمات بھی بتادی ہوتیں) بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ (بھرنا بھی چاہیے تھا) دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی (ہوتی بھی کیسے؟) بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا (موقعہ بھی تو سُرور کا تھا) اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے (کیوں؟) اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص ۲۷۲ و ص ۲۷۳)

(۳) "مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں مَیں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو، منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین

ہوتی تھیں۔" (سیرت المہدی جلد سوئم ص ۲۱۴)

(۴) "میرے گھر یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تو بوز کھا رہی تھیں۔ اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی اور ناراضگی میں بددعائیں دینی شروع کر دیں اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت (مرزا) صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے؟ ہم نے سارا واقعہ سنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔ (اچھا انصاف ہے) خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے گھر میں رہتی تھی (کیوں؟) اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔" (سیرت المہدی جلد سوئم ص ۲۴۴)

(۵) مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں لائی۔ (کیا خوب دوستی ہے) حضرت صاحب نے ان میں سے ایک جلیبی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی (کیوں؟) اس نے گھبرا کر حضرت صاحب سے کہا حضرت یہ تو ہندو کی بنی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا تو پھر کیا ہے؟ (دوستی میں سب جائز ہے) ہم جو سبزی کھاتے ہیں وہ گوبر اور پاخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے (کیا خوب استدلال ہے) اور اسی طرح بعض اور مثالیں دے کر اسے سمجھایا۔"

(سیرۃ المہدی جلد سوئم ص ۲۴۴ وص ۲۴۵)

(۶) "میرے گھر سے یعنی عزیز مظفر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عموماً گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے (ماشاء اللہ ہر کام خادمہ ہی کرتی تھیں، بیوی پتہ نہیں کس

لئے تھی؟) اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔ جب حضرت مسیح موعود فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا؟ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا تو آپ نے اسے بلوایا اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہادیا تا کہ اسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ طہارت میں استعمال نہیں ہو سکتا (پھر طہارت کیسے کی؟) (سیرت المہدی جلد سوئم ص ۲۴۳ و ص ۲۴۴)

(۷) حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت (مرزا قادیانی) بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے، وہاں ایک کونے میں گھڑا رکھا ہوا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے، وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ (کیونکہ اس عورت کو مرزا قادیانی سے بے تکلفی تھی) حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے (جن لوگوں سے ہر وقت بے تکلفی ہو ان کی طرف توجہ نہیں کی تو اس راز کو کس نے افشاء کیا؟) (ذکر حبیب ص ۳۸ منصف صادق قادیانی)

(۸) "میری بیوی...... پندرہ برس کی عمر میں دارالامان (قادیان) میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاس آئیں...... حضور (مرزا) کو مرحومہ کی خدمت حضور (مرزا قادیانی) کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔ (پسند کیوں نہ ہوتی؟)"

(عائشہ کے شوہر غلام محمد قادیانی کا مضمون مندرجہ الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۹۸ء ص ۷،۶)

محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی نوعمر لڑکی تھی، مرزا قادیانی نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کے لئے بڑے جتن کئے۔ لیکن جب اس کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی تو اس نے اس کے بارے میں کئی پیشگوئیاں کیں، جو کہ سب جھوٹی نکلیں۔ مرزا قادیانی پر اس کی محبت کا اس قدر بھوت سوار تھا کہ خواب میں بھی یہ اس سے بغلگیر ہونے کو غنیمت اور اپنے لئے صد

افتخار سمجھتا تھا۔ آخر کار اس کی یہ آرزو خواب میں پوری ہوگئی کہ یہ اس سے بغلگیر ہو رہا ہے۔ مرزا قادیانی کے پیروکار اس کے اس خواب کو بڑے فخر سے اس کی الہامات والی کتاب ''تذکرہ'' میں درج کر کے شائع کرتے ہیں۔ وہ خواب یہ ہے۔

(۹) ''۲۵ جولائی ۱۸۹۲ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ روز دوشنبہ۔ آج میں نے بوقت صبح ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے، اس میں میری والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں اور وہ پانی لا کر ایک گھڑے میں ڈال رہا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی، یکا یک سرخ اور خوش لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جواں عورت ہے پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے، شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے (محمدی بیگم) لیکن اس سورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا، یا دل میں کہا کہ میں آ گئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آ جاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک (کہ بیداری میں نہ سہی تو خواب میں تو اس سے بغلگیر ہونے کی سعادت میسر آئی۔'')

اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازے پر آ کھڑی ہوئی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں۔ تب میں نے کہا آ، روشن بی بی اندر آ جا۔ (لیکن افسوس کہ مرزا کے گھر وہ روشن بی بی نہ آئی۔'')

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۱۹۷)

''اور اسی رات والدہ محمود نے خواب دیکھا کہ محمدی (بیگم) سے میرا نکاح ہو گیا ہے اور ایک کاغذ ان کے ہاتھ میں ہے جس پر ہزار روپیہ مہر لکھا ہے، اور شرینی منگوائی گئی ہے اور میرے پاس وہ خواب میں کھڑی ہے۔ (بیداری میں جو دولت نصیب نہ ہوا ان کا خواب دیکھ لینا بھی بہت بڑی دولت ہے۔) (تذکرہ ص ۱۹۸ و ص ۱۹۹)

مرزا قادیانی چونکہ ہروقت غیر محرم عورتوں کی آغوش میں رہتا تھا، اس لئے اس کو عورت کے جسم کے تمام اتار اور چڑھاؤ کا علم تھا۔ مرزا قادیانی کے کسی مرید کو جب کسی رشتہ کی ضرورت پڑتی تھی تو مرزا قادیانی خود اس کے لئے لڑکی کا معیار اور اس کی جمالیاتی حِس متعین کرتا تھا پھر اس کے مطابق رشتہ تلاش کیا جاتا تھا۔ اس بات کی تائید درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۰) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے لاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے گورداسپور میں کرائی تھی۔ جب رشتہ ہونے لگا تو لڑکی دیکھنے کے لئے حضور (مرزا قادیانی) نے ایک عورت کو گورداسپور میں بھیجا تا کہ وہ آکر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت وشکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لئے موزوں بھی ہے، یا نہیں۔ یہ کاغذ میں نے لکھا تھا اور حضرت (مرزا) صاحب نے بمشورہ حضرت اُم المومنین لکھوایا تھا، اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے؟ قد کتنا ہے؟ اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں ہے (مرزا قادیانی خود چونکہ چشم نیم باز تھا، اس لئے اس نے سمجھا کہ شاید ساری دنیا ایسی ہی ہے) ناک، ہونٹ، گردن، دانت، چال، ڈھال وغیرہ کیسے ہیں؟ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل وصورت کے متعلق لکھوادی تھیں کہ ان کی بابت خیال رکھے، اور دیکھ کر واپس آکر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا تو رشتہ ہوگیا۔ (عورت بھی تجربہ کار تھی جو ایک ہی مرتبہ جانے سے سب باتیں نوٹ کرکے لے آئی) اسی طرح خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں (بشیر الدین محمود) صاحب کے لئے پیش کی تو ان دنوں خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر جہاں وہ متعین تھے، بطور تبدیلی آب وہوا کے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔ (یہ کوئی نئی بات تھوڑی ہے جس کو ذکر کرنے کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ ہر

ایک مرید کی شادی کے وقت ایسا ہوتا تھا۔“

(سیرت المہدی جلد سوئم ص ۲۹۶ از مرزا بشیر احمد قادیانی)

(۱۱) اسی قسم کا ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

”بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے، جب یہاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں، ان کو میں لاتا ہوں۔ (نوجوان لڑکیوں کا مرزا قادیانی کے گھر کیا کام؟) آپ ان کو دیکھ لیں، پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو، اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ (کیسی بہترین دلالی ہے) چنانچہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں، آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ (ماشاء اللہ لڑکیاں بھی خوب فرمانبردار تھیں، جبھی تو بغیر پوچھے جہاں کھڑا کیا تھا وہیں کھڑی رہیں) چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا، اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کون سی پسند ہے؟ وہ نام تو کسی کا نہ جانتے تھے اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے، وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے، جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے، وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے، لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ (سبحان اللہ! کیا خوب تجربہ ہے۔ گھر میں مختلف قسم کی کئی عورتیں رکھنے کا کچھ تو فائدہ ہوا۔) میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت (مرزا) صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت (مرزا) صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے۔

(اس کی تو میں بھی داد دیتا ہوں) اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا، جس سے ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا۔ مگر ان میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا رشتہ نہیں ہوا (چلو کچھ تو فائدہ ہوا یہی بڑی غنیمت ہے) یہ مدت کی بات ہے۔" (سیرت المہدی جلد اوّل ص ۲۵۹ از مرزا بشیر احمد قادیانی)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے گھر میں غیر محرم عورتوں کی ایک بہت بڑی نفری رکھی ہوئی تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا غیر محرم عورتوں سے اس قدر اختلاط کیوں تھا؟ خصوصاً ننگی عورت اور مرزا قادیانی کا ایک کمرہ میں جمع رہنا، بھانو، عائشہ، زینب کا رات بھر مرزا قادیانی کے پاؤں اور ٹانگیں دبانا؟ کیا پاؤں دبانے کے لئے کوئی مرد نہیں ملتا تھا؟ کیا بیت الخلاء میں لوٹا رکھنے کے لئے مرید کوئی نہیں تھا؟ کیا مرزا قادیانی کی اولاد، اس کی بیوی اور اس کے مرید مر چکے تھے؟ اتنی زیادہ غیر محرم عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کا مرزا قادیانی کے پاس رہنے کا کیا مطلب؟ صحیح بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی اوّل نمبر کا شرابی اور زانی شخص تھا۔ کیونکہ خود مرزا قادیانی کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ مجھے کئی مرتبہ زانیہ عورتوں اور کنجریوں سے ذاتی تجربہ حاصل ہوا ہے۔ جیسا کہ اس نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے:

(۱۲) "یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں، جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا، انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زناکاری کام تھا، ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔" (حقیقت الوحی ص ۵، خزائن ج ۲۲ ص ۳)

"میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ سے ہے، جس کی تمام جوانی بدکاری میں گذری ہے، کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے۔" (توضیح مرام ص ۴۷، خزائن ۳ ص ۹۵)

ہمارا تجربہ تو یہاں تک ہے کہ بعض وقت ایک کنجری کو بھی جس کا دن رات زناکاری پیشہ ہے، سچے خواب آسکتے ہیں۔" (تجلیات الٰہیہ آخری صفحہ ص ۲۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۱۶)

''اس راقم (مرزا قادیانی) کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۸۲، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۸)

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جو کنجریوں اور زانیہ عورتوں سے ذاتی تجربہ کیا تھا، وہ کسی کنجر خانہ میں جا کر کیا تھا یا ان کو اپنے گھر میں بلا کر کیا تھا؟ اگر تو کسی کنجر خانہ میں جا کر کیا تھا۔ تب بھی مرزا قادیانی زانی ہے۔ اور اگر ان کو اپنے گھر میں بلا کر کیا تھا، تب بھی مرزا قادیانی زانی تھا۔

مرزا قادیانی پر میں الزام نہیں لگا رہا بلکہ یہ حقیقت ہے، اس لئے کہ قادیانیوں کو بھی مرزا قادیانی کے زانی ہونے کا اعتراف ہے جیسا قادیانی اخبار میں لکھا ہے۔

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا تو اس میں کیا حرج ہوا؟ پھر لکھا ہے ''ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ (بشیر الدین محمود) پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔'' (روزنامہ الفضل قادیان، مورخہ ۳۱ راگست ۱۹۳۸ء)

برادران اسلام! غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی کے زانی ہونے کا کس قدر واضح الفاظ میں اعتراف کیا جا رہا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس کو ولی اللہ بھی ثابت کیا جا رہا ہے۔ جس جماعت کے ولی اللہ زنا کرتے ہوں تو اس کے عام لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ کیا قادیانیت کے ہاں ولایت کا معیار یہی ہے۔؟

مذکورہ عبارت میں جس طرح مرزا قادیانی کے زانی ہونے کا اعتراف موجود ہے، اسی طرح اس کے بیٹے بشیر الدین محمود کے زانی ہونے کا اعتراف بھی موجود ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، اس لئے کہ جب باپ زانی ہے تو بیٹا اس کام میں کیسے پیچھے رہ سکتا ہے؟ خصوصاً جب کہ ہر وقت گھر میں غیر محرم عورتوں کی ایک بھاری نفری موجود ہو تو اس سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

میں پہلے بھی اس بات کی قدرے وضاحت کر چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کے بیٹے بشیر الدین محمود نے اپنے پیروکاروں کی بہن، بیٹیوں کا جتنا شکار کھیلا ہے، اتنا شاید ہی کسی نے کھیلا

ہو۔ حتیٰ کہ اس نے اپنے قریبی تعلقات والے افراد کی بہن، بیٹیوں کو بھی معاف نہیں کیا۔ ۱۹۲۷ء میں سکینہ کی عصمت پر مرزا محمود نے ہاتھ ڈالا، اس کے قصے گلی کوچوں میں پھیلے، اخباروں کی زینت بنے، عدالتوں میں گونجے مگر مرزا محمود کے غالی مرید شیخ عبدالرحمٰن مصری کو اپنے پیر مرزا بشیر الدین محمود کے تقدس کا یقین تب آیا جب ان ترکتازیوں کا سلسلہ شیخ عبدالرحمٰن کے گھر تک آ پہنچا۔ مرید کی عزت وناموس پر پیر کا حملہ اگرچہ مرید کے لئے ناقابل برداشت تھا، تاہم مرید نے پیر کا راز فاش کرنے کی بجائے نجی خطوط کے ذریعہ اصلاح احوال کی ناکام کوشش کی۔ شیخ عبدالرحمٰن کا یہ خط جو اس نے مرزا محمود کی طرف لکھا خاصا طویل ہے، پورا خط جس کو شوق ہو وہ ''کمالات محمودیہ'' میں اور جناب شفیق مرزا صاحب کی کتاب ''شہر سدوم'' میں پڑھ لے۔ یہاں اس خط کے کچھ اقتباسات درج کئے جارہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

''سیدنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں ذیل کے چند الفاظ محض آپ کی خیر خواہی اور سلسلہ کی خیر خواہی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے لکھ رہا ہوں...... مدت سے مَیں یہ چاہتا تھا کہ آپ سے دوٹوک بات کروں، مگر جن باتوں کا درمیان میں ذکر آنا لازمی تھا، وہ جیسا کہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں، ایسی تھی کہ ان کے ذکر سے آپ کو سخت شرمندگی لاحق ہونی لازمی تھی اور جن کے نتیجہ میں آپ میرے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہ سکتے تھے۔

اگر میں بھی آپ کے خلاف اس اشتعال انگیز طریق سے متاثر ہو کر جلد بازی سے کام لیتا اور ابتداء میں ہی اپنا مبنی بر حقیقت بیان شائع کر دیتا اور جو تقدس کا بناوٹی پردہ آپ نے اپنے اوپر ڈالا ہوا ہے، اس کو اٹھا کر آپ کی اصل شکل دنیا کے سامنے ظاہر کر دیتا تو آج نامعلوم آپ کا کیا حشر ہوتا؟

تعجب ہے مجھے ان دیرینہ تعلقات کا اس قدر پاس ہو کہ آپ کے گندے افعال کا ذکر آپ کے سامنے کرنے سے بھی شرم محسوس کروں، اور محض اس خیال سے کہ میرے سامنے آنے سے آپ کو شرم محسوس ہوگی، آپ کے سامنے آنے کی حتیٰ الوسع اجتناب کرتا رہا ہوں۔ لیکن ان تعلقات کا آپ کو اتنا بھی پاس نہ ہوا جتنا کہ ایک

معمولی قماش کے بدچلن انسان کو ہوتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ بدچلن سے بدچلن آدمی بھی اپنے دوستوں کی اولاد پر ہاتھ ڈالنے سے احتراز کرتے ہیں، لیکن افسوس آپ نے اتنا بھی نہ کیا اور اپنے ان مخلص دوستوں کی اولاد پر ہاتھ صاف کرنا چاہا، جو آپ کے لئے اور آپ کے خاندان کے لئے جانیں تک قربان کر دینا بھی معمولی قربانی سمجھتے ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک طرف تو آپ نے اپنی عیاشی کو انتہاء تک پہنچایا ہوا ہے جس لڑکی کو چاہا اپنی عجیب وغریب عیاری سے بلایا اور اس کی عصمت دری کر دی اور پھر ایک طرف اس کی طبعی شرم حیا سے ناجائز فائدہ اٹھالیا اور دوسری طرف اس کو دھمکی دے دی کہ اگر تو نے کسی کو بتایا تو تیری بات کون مانے گا؟ تجھے ہی لوگ پاگل اور منافق کہیں گے، میرے متعلق تو کوئی یقین نہیں کرے گا۔ اگر کسی نے جرأت سے اظہار کر دیا تو مختلف بہانوں سے ان کے خاوندوں یا والدین کو ٹال دیا۔ لڑکیوں اور لڑکوں کو پھنسانے کے لئے جو جال آپ نے ایجنٹ مردوں اور ایجنٹ عورتوں کا بچھایا ہوا ہے، اس کا راز جب فاش کیا جائے گا، تو لوگوں کو پتہ لگے گا کہ کس طرح ان کے گھروں پر ڈاکہ پڑتا ہے۔ مخلص جو آپ کے ساتھ اور آپ کے خاندان کے ساتھ تعلق پیدا کرنا فخر سمجھتے ہیں، ان کے گھروں میں سب سے زیادہ ماتم پڑے گا۔

دوسری طرف جن لوگوں کو آپ کی غلط کاریوں کا علم ہو جاتا ہے یا وہ کسی کے سامنے اظہار کر بیٹھتے ہیں اور آپ کو اس کا علم ہو جائے تو پھر آپ اسے کچلنے کے درپے ہو جاتے ہیں اور اس کچلنے میں رحم آپ کے نزدیک تک نہیں پھٹکتا اور پتھر سے بھی زیادہ سخت دل کے ساتھ اس پر گرتے ہیں۔ اور آپ کی سزا دہی میں اصلاحی پہلو بالکل مفقود اور انتقامی پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر سکینہ بیگم زوجہ مرزا عبدالحق صاحب کو ہی لو (جس نے مرزا محمود کی اخلاقی دراز دستی کی شکایات ۱۹۲۷ء میں کی تھی) کس قدر ظلم اس پر آپ کی طرف سے کیا جاتا ہے،

جو کچھ اس نے کہا تھا اس کی سچائی تو اب بالکل ثابت ہو چکی ہے، لیکن وہ بیچاری باوجود سچی ہونے کے قیدیوں سے بدتر زندگی بسر کر رہی ہے، اس کی صحت تباہ ہو چکی ہے۔

آپ نے یہ چال چلی ہوئی ہے کہ لوگوں کو ایک دوسرے سے ملنے نہ دیا جائے، اور منافقوں سے بچو، منافقوں سے بچو کے شور سے لوگوں کو خوفزدہ کیا ہوا ہے اور ہر ایک کو دوسرے پر بدظن کر دیا ہوا ہے۔ اب ہر شخص ڈرتا ہے کہ میرا مخاطب کہیں میری ہی شکایت نہ کر دے، اور پھر فوراً مجھ پر منافق کا فتویٰ لگ کر جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیا جائے اور یہ سب کچھ آپ نے اس لئے کیا ہوا ہے کہ آپ کی سیاہ کاریوں کا لوگوں کو علم نہ ہو سکے۔

آپ کی بدچلنی کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے، اس کے متعلق ایک بات میرے دل میں کھٹکتی ہے، اس کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ ممکن ہے کہ جس چیز کو ہم زنا سمجھتے ہیں، آپ اسے زنا ہی نہ سمجھتے ہوں۔ پس اگر ایسا ہے تو مہربانی فرما کر مجھے سمجھا دیں، اگر میری سمجھ میں آ گئی تو میں اپنے اعتراضات واپس لے لوں گا۔ میں اس جگہ اس بات کا اضافہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا، کیوں کہ مجھے مختلف ذرائع سے علم ہو چکا ہے کہ آپ جنسی (بغیر غسل کے) ہونے کی حالت میں ہی بعض دفعہ نماز پڑھانے آ جاتے ہیں۔" (کمالات محمودیہ ص ۹۸ تا ص ۱۱۶)

۱۹۳۷ء میں شیخ عبدالرحمٰن مصری کی مرزا بشیر الدین محمود سے جب محاذ آرائی ہوئی، تو بات اشتہاروں، اخباروں سے آگے عدالتوں تک پہنچی۔ ذیل میں شیخ عبدالرحمٰن مصری کا حلفیہ عدالتی بیان درج کیا جا رہا ہے، جسے عدالت عالیہ لاہور نے اپنے ۲۳ ستمبر ۱۹۳۸ء کے فیصلہ میں شامل کیا تھا

"موجود خلیفہ (بشیر الدین محمود) سخت بدچلن ہے، یہ تقدس کے پردے میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے، اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے، ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک

سوسائٹی بنائی ہے، اس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔" (فتح حق ص ۴۱)

کہنے کو تو یہ ایک خط ہے، لیکن حقیقت میں یہ خط قادیانیت کی مکمل تاریخ اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اسی پر بس نہیں، یہ تو معمولی سی بات ہے، وہ بیٹا ہی کیا؟ جو باپ کے نقشِ قدم پر پوری طرح نہ چلا۔ مزید سنئے کہ مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر الدین محمود اپنے خاص مریدوں کو ساتھ لے کر اپنی بیٹیوں کی عصمت دری کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا۔ جن مریدوں کو مرزا بشیر الدین محمود کے ساتھ اس کاروائی میں شریک ہونے کا موقع ملا، ان میں سے ایک عبدالرزاق مہتہ بھی شامل ہے، جو کہ پاکستان بھر کے قادیانیوں میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ اس کے خاندان نے قادیانیت کے تحفظ کے لئے بے شمار خدمات انجام دی تھیں۔ ایک واقعہ کو تو اس نے کیمرہ کے ذریعہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کرلیا تھا۔ پھر کیا تھا؟ ان رنگین تصویروں اور سنگین لمحات کی یادوں کو اس سے واپس لینے کے لیے اس کے گھر پر متعدد بار حملے کرائے گئے۔ ان مظالم سے عاجز آکر اس نے جماعت کے سرکردہ لوگوں کو خط لکھا کہ مجھے ان مظالم سے نجات دلائی جائے۔ اس کی تحریر کو پڑھئے اور دل پر ہاتھ رکھ کر اس کو برداشت کرنے کی بھی کوشش کیجئے۔

جناب عبدالرزاق مہتہ صاحب لکھتے ہیں:

"ایک خاندان کی بیماری، دوسرے خاندان میں (اولاد وغیرہ) میں آجاتی سنی ہوگی۔ دودھ کو ایک دفعہ جاگ لگادی جائے تو پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہٖ ہی اس طرح اب یہ جاگ آخر (عیاشیوں کی رنگ رلیاں) انہی مغلیہ خاندان کی نسل سے ہوتے اس خاندان میں بھی لگنی ضروری تھی، سو لگی اور خوب لگی اور غالباً ان کی طرز عیاشیوں کو بھی مات کردیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب! ہوشیار باش جاگتے رہئے، نظارہ جلوہ قریب آرہا ہے۔ دل مضبوط کرلیجئے۔ ہوش وحواس قائم رکھئے گا۔ قادیان کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔ ایک دن ہوتا کیا ہے؟ غور فرمائیے گا۔ حضرت خلیفہ ثانی (بشیر الدین محمود بن مرزا قادیانی) حکم فرماتے ہیں

عشاء کے بعد اُم طاہر کے صحن والی سیڑھیوں کی طرف سے آنا۔ چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی۔ حضور (بشیر الدین محمود) خود دروازہ کھول کر اپنے ساتھ صحن میں لے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں؟ کہ دو بڑی چارپائیاں ہیں، جن پر بستر لگے ہیں جن کی پوزیشن یوں تھی، سرہانہ شمال قبلہ رُخ والی چارپائی کے پاس لے جا کر اس پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور (بشیر الدین محمود) لیٹ گئے۔ مقام خلیفہ کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم و خیال بھی نہ ہوتا تھا۔ اسی شش و پنج میں حیران و پریشان کھڑا بت بنا رہا۔ الٰہی کیا شامت اعمال ہے؟ کیا مصیبت آنے والی ہے؟ اتنے میں حضور تشریف لائے، پکڑ کر بٹھاتے ہوئے فرمایا۔ فکر نہ کرو، شرماؤ نہیں۔ جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چارپائی پر بچھی چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سکڑا، سنبھلا کہ ایک چٹکی پیٹھ پر کٹتی ہے۔ گھبرایا، ہوش و حواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا، اور دراصل کروٹ لی گئی، کروٹ لیتے پھر دو چار چٹکیاں کٹتی ہیں۔ پھر بھی ''صم بکم'' بنا بیٹھا رہا کہ پھر حضور آئے، شرماؤ نہیں، لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کر کے اس صاحبہ سے کچھ کہا، جس نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حائل کر کے کھینچ کر اپنے اوپر لٹایا۔ اس کھینچنے کے نتیجے میں سر ہاتھ اچانک جو اس جسم نفیس پر لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں۔ ادھر میں بے حس و حرکت پتھر بنا تھا، مجھے علم نہ ہو سکا کس وقت میرے بھی کپڑے اتار پھینکنے اور کیسے طرح اوپر لٹانے لگیں۔ بدمستی کی شرارتیں کرنے، آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری۔ گویا ان ٹرینڈ کو ٹرینڈ کر کے مستقل ممبر سر روحانی (یہ نام میرا دیا ہوا ہے) کا اعزاز بخشا گیا۔ ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں؟ آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہوں گے۔ لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور خلیفہ ثانی (بشیر الدین محمود) کی بیٹی صاحبہ تھیں۔ بس پھر کیا تھا؟ پانچوں گھی میں سر کڑاہی میں والا معاملہ۔ آئے دن بلاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیداری، گو پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی، مگر اب تو

بالکل ہی ختم سید ھے اوپر بیٹیوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کئے جانے لگے۔ پہلے پہل تو گھروں، پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ باتھ روم جو دراصل مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لئے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک رنگ رلیاں ہو جاتے۔ گویا تینوں ایک ہی چارپائی پر پڑے محو مستیاں ہوتے (محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا جاتا ہے۔ لیکن یہاں دیکھتے ہیں کہ آپ کا امور عامہ، خلیفہ کے اس پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے، کون سی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی دردسری ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے؟ ابھی تو ابتدائے عشق ہے، آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ بقول کہاوت ''پانہ ٹریا متھا سڑیا'' ابھی تو سنسنی خیز جلووں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہٰذا دل قابو میں رکھئے۔ جناب ہوشیار رہیں، غور فرمائیں ایک عرصہ جب کہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ رلیاں مناتے محو مستیاں تھے کہ موذن نے آ کر نماز کی اطلاع دی۔ مجھے یوں فرمایا ''تم مزے کرتے رہو، میں نماز پڑھا کے ابھی آیا۔'' چنانچہ اسی حالت میں، جب کہ پسینہ میں شرابور تھے، وضو تو درکنار اعضاء بھی نہ دھوئے، نماز پڑھی اور سنتیں، نوافل پھر بیٹی کے سینہ پر پڑھے، غرق عیش وعشرت ہو گئے۔ کیا خوب کہا ہے ؎

''تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں''

(جس کسی نے بھی یہ کہا خوب باموقع اور اغلباً انہی کی ذات مبارکہ کا نقشہ اللہ نے کھینچوایا ہے) مختصر کرنے کے لئے اللہ کو حاضر ناظر کر کے جن سے یہ رنگ رلیاں منائی، منوائی گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں، بوقت کاروائی اسمائے گرامی سے مطلع کروں گا۔ بیگمات تین، صاحبزادیاں بھی تین اور دو صاحبزادیوں سے دو دو دفعہ ایک تو قریباً مستقل۔

یہاں لگے ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) ام ناصر کی حسرت جو قبر میں ساتھ لے گئے یوں فرمایا ''دیکھو اُم ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں تبھی تو موٹی بھینس ہو جاتی ہیں، اس کے

مقابل غور فرمایا جائے۔ ام مظفر کو دیکھو کیسی خوبصورت نازک سی چلتی پھرتی ہیں، کیونکہ یہ کرواتی رہتی ہیں۔ گویا بھاوجوں کو بھی نہ بخشا گیا۔ یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا، وہ پاک وصاف ہیں اور الفاظ ''رنگ یا مطلب'' جس کی نسبت کئے یا کہے گئے، وہی تحریر ہذا کر رہا ہوں۔ کسی کا بلاوجہ مبالغہ قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ کروں گا۔ انشاء اللہ انسان گنہگار ہے اور ضرور ہے لیکن حد سے تجاوز ارکان اسلام سے استہزاء شاید کوئی نام کا مسلمان بھی نہ کرے گا۔ چہ جائیکہ جو خود کو مقام خلیفہ پر کھڑا کرے استغفر اللہ ربی جناب عالی یہ تو رہی نماز اور اس کا احترام۔ اب ذرا اچھی طرح سنبھل کر اپنی غیرت کے جوش کو دبا کر قرآن پاک کی عظمت پر اولوالعزم خلیفہ (بشیر الدین محمود) کے اس چاند سے مکھڑے کی زبان مبارک سے ادا کئے ہوئے، بولے ہوئے خواہ ایک دفعہ دوسرے کی نسبت کہ وہ یوں کہتا ہے اوّل تو کسی نے ان کے سامنے کہے بھی تو غیرت کا تقاضہ اس کو ڈانٹ تھا۔ چہ جائیکہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ڈھٹائی کی حدیوں کہ پھر دوسری دفعہ وہی دُہرائے جاتے ہیں۔ جناب عالی! یقین جانیں ان کے لکھنے کی مجھ میں نہ ہمت ہے نہ ہی سکت ہے، سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ کہا نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن پاک کا نام لیتے ہیں، مَیں اس کو اپنے...... پر مارتا ہوں۔ استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب علیه۔

شرم کے مارے میری آنکھیں زمین میں گڑ گئیں، کاٹو تو جسم میں خون کا قطرہ نہیں۔ کیا یہی مقام خلیفہ ہے؟ اور یہی وہ بلند بانگ پرچار ہے کہ ہم ہی میں جو خدمت فلاں فلاں زبانوں میں کر رہے ہیں اور ادھر اسی قرآن کی فضیلت وعظمت کا عمل بمحاورہ ''صورت مومناں کرتوت کافراں'' سے دیا جاتا ہے توبہ توبہ۔ یہ بھی بتایا جائے کہ یہ کس موڈ میں کہے گئے۔ ایک بیگم صاحبہ کو حضور کے ہر طرح کے قرب، صلاح مشورے وغیرہ وغیرہ کی بناء پر چہیتی کہا جاتا اور مانا جاتا تھا اور اہل قادیان کی مستورات خصوصاً جانتی تھیں، بعد منانے رنگ رلیاں حضور کی خوشنودی کے لئے کھڑے محو گفتگو تھے کہ ان بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے کہا'' آپ مجھے اپنی چہیتی کہتے ہیں، یہ میرا چہیتا ہے'' باموقع خوب مذاق ہوا جس میں نعوذ باللہ وہ الفاظ (قرآن کریم کی توہین کے متعلق) دو مرتبہ کہے گئے۔ یہ الفاظ پنجابی میں نام لیتے کہے گئے جو ان کی خلافت کی جیتی جاگتی حقیقت اصلیت اسلام اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کی نمایاں جھلک دیتی ہے۔ اب ان کی

اصلیت ضمیر کی نصیحت ووصیت بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ فرما ہی لیجئے فرمایا:

''میں نے تمام بچوں کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو، ایک دوسرے سے کر لی جائے۔''

سبحان اللہ! کیا یہ نصیحت ووصیت خلیفہ کو زیب دیتی ہے؟ گویا اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ رنگ رلیاں صرف حضور کی ذات مبارک تک ہی محدود نہیں بلکہ کل اولاد کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں جن کو پہلے ہی استعمال کرنا شروع کر دیا ہوا ہے تو بھلا اس صورت میں لڑکے کہاں متقی و پرہیز گار ہو سکتے ہیں؟ تبھی تو یہ رونا حق بجانب ہے کہ ماؤں، بیٹیوں، بھاوجوں کی عزت و ناموس ہر وقت خطرے میں ہے۔

اب ان ملفوظات میں سے ایک اور فرمان ملاحظہ فرمالیا جائے فرمایا:

''لوگ باہر سے تبرک کے لئے اپنی بیویاں، بیٹیاں، بہویں بھیجتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی جنون عشق بازی سے تسلی نہیں ہوتی۔''

مجبوراً پنجابی کہاوت ''جنے لائی لوئی کرے کی کوئی'' کے مطابق بے شرموں کے ساتھ بے شرم ہونا ہی پڑتا ہے۔ مجبوراً حقیقت حال بیان کرنا ہی پڑے گی وہ یہ کہ لونڈے بازی کروانے کا بھی شوق باقی تھا۔ چنانچہ یہ چکر میرے ساتھ بھی ہو چکا ہے، لیکن چونکہ مجھے اس قبیح عادت سے نفرت تھی، مجبوراً خود ہی کروٹ لیتے اعضاء پکڑ کے اپنے میں ڈالنے کی ناکام عیاشی۔ تو اس پر ایک دفعہ یوں فرمایا خلیفہ صلاح الدین کا (جو رشتہ میں سالا تھا) (وہی پنجابی کہاوت) اعضاء کتنا موٹا اور لمبا ہے۔ اب اس سے غور کریں کہ ان کی عادت، رنگ رلیاں اور عشق مزاجی میرے اس لفظ ''ممبر محفل سیر روحانی'' سے بالکل صحیح اور سچ ثابت ہوگیا۔ ابھی اور بھی ممبر اور ممبران محفل میں جن کی تعداد جو میرے علم میں ہے، پندرہ بیس ہے اور ان کے آگے جاگ لازمی لگے گی، جاگ کا کام ہی یہی ہے۔

اب واقعات کرسچین استانیوں کے ایک کا ذکر لاہور کے اخبارات میں ہوا خبر یوں لگی کہ ''مرزا قادیانی ہوٹل سے ایک لڑکی لے اڑے'' یہ یوگنڈا ہوٹل لاہور کا واقعہ ہے۔ ایک دوسرے کو بھیجنے پر ناکامی کے بعد مجھے حکم ملا، بعد کامیابی شاباش ملی۔ الغرض اسے لے کر سینما جو ملکہ کے بت کے پاس ریڈ کراس آفس کے

بالمقابل ہے، مع عملہ گئے۔انٹرول کے قریب یکدم بھاگم بھاگ کاروں میں بیٹھ، یہ جا، وہ جا، بعد میں علم ہوا کہ کیبن میں کرسچین (عیسائی) لڑکی بغل میں لئے ہوئے پیار وغیرہ کرتے تھے۔باہر سے کسی کی نظر کا نظارہ ہوگیا، گویا نام کو استانی اندر خانہ عیاشی، اب یہاں اصل معاملہ یوں بیٹھتا ہے کہ قادیان پہنچ کر سینما بینی میں دنیا جہان کی خرابیاں گنوائیں۔ خطبہ جمعہ کے سٹیج سے اخبارات رسائل، تقاریر کے ذریعہ سینما بینی سے سختی سے منع فرمایا جاتا ہے مگر اس سے پہلے جب بھی لاہور گئے، سینما ضرور دیکھا جاتا، آیا خیال شریف میں۔

جناب سیکرٹری صاحب! امور عامہ معلوم ہوتا ہے سینما بینی سختی سے منع ہونے پر آپ کا حلق خشک ہوگیا ہے، فکر نہ کریں میرے پاس تری کا بھی سامان موجود ہے۔ سو محترم من! وہ یوں قادیان سے کار لاہور جاتی، وہاں سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ بعد جج کے ذریعہ شراب کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے چھپا کر لائی جاتی، تا کہ عیاشی میں کوئی کمی نہ رہ سکے۔ حلق ٹھیک ہوگیا۔ مگر صاحب میں معافی چاہوں گا، اگر چہ اوپر لکھا تو ''وجہ مظالم'' تھا لیکن مظالم کی بجائے عیاشیوں کی داستانوں میں پڑ گئے۔ مگر جناب مجبور ہوا تھا، سو جیسے قصر خلافت کے اس مخصوص کمرہ رنگینیوں میں جسے اس اولوالعزم خلیفہ نے مغلوں کی عیاشیوں کا گہوارہ بنا رکھا تھا، ملاحظہ ہو بحثیت فن فوٹوگرافی ایسے ایسے رنگین نظاروں سے بھلا نظر کیونکر چوک سکتی ہے؟ لہٰذا ہر ہی پہلو سے اچھی طرح محفوظ ہوئے۔ بس اور بس یہی ۲۲ سالہ وجہ مظالم ہے، جن کی تلاش کے لئے چوریاں، خانہ تلاشیاں، تالے ڈکٹیٹری میں توڑے تڑوائے گئے۔ سر توڑ کوشش فرماتے، ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ناکام و نامراد ہوتے، ذلت کے اتھاہ گڑھے میں ڈبکیاں ہی کھاتے رہے۔ اب جب کہ خاموش بیٹھے بھی صبر نہ آیا، مجبور کر دیا تم صبر کرو وقت آنے دو سو وقت آ گیا ہے ڈبکیوں کی بجائے ڈوبنے کا۔ بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے ایسی ایسی رنگینیوں کی تصاویر بھلا کوئی گھروں میں رکھتا ہے؟ خصوصاً جب کہ تلاش میں ہر قسم کی ذلالت کے حربے

استعمال کیئے کروائے جاتے ہوں؟ اب وقت آیا ہے کہ ان کے منظر عام پر لانے کا جو پیش کیئے جائیں گے، تاکہ ان کی عیاشیوں کو حقیقی رنگ دینے میں ننگا کرنے کے لئے بوقت کاروائی مدد و معاون ہوں۔"

(مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ تحریر عبدالرزاق مہتہ قادیان ص ۲۱ تا ص ۳۰)

مسلمان بھائیو! یہ ہے قادیانیت کا اصلی روپ جس شخص نے اپنے مریدوں کے ساتھ مل کر اپنی بیٹیوں، بھاوجوں، بیگموں اور دوسری رشتہ داروں کو ہوس کا نشانہ بنایا ہو، وہ دوسری غیر محرم عورتوں کو کیسے معاف کرے گا؟ مزید بے غیرتی دیکھو کہ اس قبیح حرکات کی تصویریں بھی بنائی جاتی تھیں۔ کیا اس سے بڑھ کر بے غیرتی اور دیوثی کی کوئی مثال ہو سکتی ہے؟ کیا کوئی شخص اس سے بڑھ کر کسی اور شخص کی اس قدر عریاں، شرمناک، سنگین ورنگین کہانی پیش کر سکتا ہے؟ میں تو کہتا ہوں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے حضرت مریم صدیقہ طیبہ طاہرہ پر شادی سے پہلے حمل کا الزام لگایا تھا، یہ اسی الزام کی سزا ہے کہ قیامت تک مرزا قادیانی کی اولاد اسی بے غیرتی میں مبتلا رہی گی۔ اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کی پاک ہستیوں پر الزام تراشی کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا کوڑا برس کر رہتا ہے اور وہ خود اسی گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ دیکھو شیعوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر اسی قسم کا الزام لگایا تھا، اسی الزام کی سزا آج تک شیعوں کو مل رہی ہے کہ ان میں بھی آج تک متعہ کے نام سے زنا ہو رہا ہے۔

یہ سب کچھ مرزا قادیانی کے بیٹے نے کہاں سے سیکھا؟ ظاہر بات ہے کہ مرزا قادیانی خود ایسے کاموں میں مبتلا تھا، جبھی تو اسکی اولاد اس کے ایسے کارناموں میں بھی اسکی خلافت کا صحیح حق ادا کر رہی ہے۔ وگرنہ مرزا قادیانی کا اپنے گھر میں غیر محرم عورتوں کی اتنی زیادہ تعداد رکھنے کا کیا معنیٰ؟ شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ؎

گرگ زادہ گرگ شود
گرچہ باآدمی بزرگ شود

ترجمہ: "بھیڑیئے کا بچہ بھیڑیا ہی ہوتا ہے، اگرچہ آدمیوں کے ساتھ رہ کر بزرگ بن جائے۔"

غیرمحرم عورتوں سے ملاپ کی بابت مندرجہ بالا عبارات سے قادیانیت کا تعارف تو ہوگیا ہوگا، اب ذرا ریاض احمد گوہر شاہی کی طرف بھی متوجہ ہوں، اس نے بھی روحانیت کے نام پر غیرمحرم عورتوں سے خوب رنگ رلیاں منائی ہیں۔ جنگل میں ایک عورت کے ساتھ اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے گوہر شاہی لکھتا ہے:

(۱) ''ایک دوپہر کو میں چشموں کی طرف چلا گیا، راستے میں ایک نوجوان عورت لیٹی ہوئی تھی، اس نے مجھے بڑی عاجزی سے پکارا کہ سائیں بابا ادھر آؤ۔ میں اس کے قریب چلا گیا اور پوچھا کہ تم اس ویرانے میں اکیلی کیوں اور کیسے آئی؟ وہ رونے لگی، اور کہا میری کوئی اولاد نہیں ہے، دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک فرزند دے دے۔ میں نے کہا میں ابھی دعا کے قابل کہاں ہوا؟ پھر کہنے لگی اچھا ہاتھ لگا کر دیکھو کہ پیٹ میں بچہ ہے یا نہیں؟ میں نے کہا کسی عورت کو دکھانا۔ کہنے لگی اس وقت تم ہی سب کچھ ہو اور پھر بانہوں سے لپٹ گئی، اس کی آنکھیں بلور کی طرح چمک رہی تھیں، اور میں بانہوں سے چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کی گرفت سخت تھی۔ آخر مَیں نے عاجزی سے کہا اے محترمہ مجھے چھوڑ دے، مَیں اس وقت چلہ میں ہوں اور جلالی و جمالی پرہیز کی وجہ سے دنیا کو چھوڑے ہوئے ہوں۔ (وگرنہ تیری خواہش کو پوری کر دیتا از ناقل) کہنے لگی مجھے اس سے کیا اور پھر گریبان بھی پکڑ لیا۔ اتنے میں تین چار آدمی چشموں کی طرف سے آتے دکھائی دیئے اور اس نے مجھے چھوڑ دیا اور میں باغ میں واپس پہنچ گیا۔ اب اس عورت نے بھی باغ میں ڈیرا لگا لیا۔ دن کو میرے آگے پیچھے گھومتی رہتی لیکن رات کو کہیں نظر نہ آتی (اگر نظر آجاتی تو اس کی خیر نہیں تھی) ایک ہفتہ اسی طرح گذر گیا۔ ایک رات وہ چلہ گاہ میں پہنچ گئی اور مجھے چھیڑنے لگی۔'' (روحانی سفر ص ۳۱)

چور وہیں آتا ہے جہاں مال ہو، بدکار آدمی بدکار کے پاس ہی آتا ہے۔ وہ عورت کسی اور کے پاس کیوں نہ گئی؟ اس کو پتہ تھا کہ یہ دن رات مستانی کا تقاضہ پورا کرتا ہے، جب یہ اس کے پاس

چلہ کی حالت میں جا سکتا ہے تو میرے پاس آنے میں کون سی چیز مانع ہے؟

جس طرح مرزا قادیانی کو غیر محرم عورتوں سے جسم دبوانے میں مزہ اور سرور آتا تھا اور غیر محرم عورتیں اس کا جسم دبانے کے لئے متعین تھیں، اسی طرح ریاض احمد گوہر شاہی کو بھی غیر محرم عورتوں سے جسم دبوانے میں سرور آتا تھا اور غیر محرم عورتیں اس کا بھی جسم دبانے کے لئے متعین تھیں۔ چنانچہ یہ خود اپنی آپ بیتی میں اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(۲) شروع میں پہاڑی پر جب اسم ذات کی مشق کرتا تو مجھے کئی بزرگ اپنے پاس کھڑے یا بیٹھے نظر آتے۔ کچھ بہت ہی خوبصورت قسم کی عورتیں آتیں اور ان کو جھک کر سلام کرتیں۔ ان کے ہاتھوں میں گول قسم کے پنکھے ہوتے اور وہ ان بزرگوں کو جھلتی رہتیں، لیکن جب وہ عورتیں میرے سامنے آتیں تو اکڑ کے مسکرا کے گزر جاتیں اور مجھے اپنی کمتری کا سخت احساس ہوتا۔ اس برقی رو کے بعد دوسری رات بھی وہ عورتیں آئیں، جب قریب سے اترا کر گزر رہی تھیں تو آواز آئی اس کو اللہ نے عزت دی ہے تم بھی اس کی تعظیم کرو۔ اور اس آواز کے ساتھ وہ کمر تک جھک گئیں اور شرمندہ ہو کر چلی گئیں۔ جب کبھی دل پریشان ہوتا یا بال بچوں کی یاد ستاتی تو وہی عورتیں ایک دم ظاہر ہو جاتیں، دھمال کرتیں اور پھر کوئی نعت پڑھتیں اور وہ پریشانی کا لمحہ گزر جاتا، اور کبھی جسم میں درد ہوتا تو وہ آکر دبا دیتیں، جس سے مجھے کافی سکون ملتا۔'' (روحانی سفر ص ۱۵ و ص ۱۶)

گوہر شاہی غیر محرم عورتوں کا رقص و ناچ دیکھنے کا بھی خوب دلدادہ تھا حتیٰ کہ اس کو ذکر اللہ پر بھی ترجیح دیتا تھا۔ اپنی آپ بیتی میں اس نے رقص کو ذکر اللہ پر ترجیح دینے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

(۳) ''میں حسب معمول ذکر انفاس میں مشغول ہوں، چلہ گاہ کے باہر گھنٹیوں کی آوازیں شروع ہو گئیں اور آہستہ آہستہ میوزم کی طرح بلند ہونے لگیں۔ میں نے چلہ گاہ سے اٹھ کر دیکھا پندرہ بیس لڑکیاں گول دائرے کی شکل میں رقص کر رہی تھیں، جسم پتلے اور قد درمیانہ تھے، پشت پر پرندوں کی طرح پر لگے ہوئے تھے،

جن کے اوپر بال تھے۔ رقص بھی انوکھا اور مخلوق بھی عجیب تھی۔ سماں بھی دن کی طرح ہوگیا تھا میں نے سمجھا پریاں ہیں اور ان کا رقص دیکھنے میں محو ہوگیا۔ آواز آئی انہیں چھوڑ ذکر کر۔ میں نے کہا ذکر تو روز ہی کرتے ہیں اور روز ہی کریں گے لیکن یہ رقص تو کبھی نہیں دیکھا اور شاید آئندہ بھی نہ دیکھ پائیں۔ (کیا خوب دلیل ہے) میں چاہتا تھا کہ ان کی شکل بھی صاف صاف نظر آئے، میں دو قدم آگے بڑھتا، ان کا دائرہ بھی دو قدم پیچھے ہٹ جاتا اور اسی طرح بڑھتے ہٹتے ہوئے اور ان کے چہرے کا تجسس لئے ہوئے میں باغ سے باہر نکل گیا۔" (روحانی سفر ص ۲۲ و ص ۲۳)

مسلمان بھائیو! جو شخص ذکر اللہ کی اہمیت ناچ اور رقص کے برابر بھی دل میں نہیں رکھتا اور وہ دوسروں کو اس کی قیمت کیسے بتا سکتا ہے؟ دیواروں پر مصنوعی دل بنا کر لفظ "اللہ" لکھنے کا کیا فائدہ؟ جب کہ حقیقی دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی ہو؟

مذکورہ عبارات میں کہیں کہیں مَیں نے گوہر شاہی کی مستانی محبوبہ کا تذکرہ کیا تھا، لیکن وہ مختصر تذکرہ اس کے تعارف کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس لئے یہاں اس کا تفصیل سے تذکرہ کیا جارہا ہے، اس سے گوہر شاہی کی مستانی محبوبہ کا حقیقی تعارف اور کردار واضح ہوجائے گا، اور اس بات کا بھی پتہ چل جائے گا کہ گوہر شاہی نے اس کے ساتھ کس طرح رنگ رلیاں منائی ہیں۔ گوہر شاہی سے تعلق سے پہلے مستانی ہیرا منڈی کی ایک طوائف تھی۔ جس کا اس نے خود بھی اقرار کیا ہے، جو کہ درج ذیل ہے:

(۴) "گوہر شاہی کہتا ہے: "میں نے پوچھا تیرا گھر بار، ماں، باپ، یا رشتہ دار کہاں رہتے ہیں؟ (مستانی) کہنے لگی مجھے خبر نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ لاہور شہر میں اپنے خاندان کے ساتھ کسی جگہ رہتی تھی، ماں کا پیار بھی تھوڑا تھوڑا یاد ہے۔ چھوٹی ہی عمر میں کوئی شخص مجھے اٹھا کر لے آیا۔ اور شکار پور میں ایک طوائف کے ہاتھوں فروخت کردیا، اس طوائف نے مجھے ماں کا پیار دیا اور مکمل نگرانی میں رکھا۔ اس نے مجھے شراب بھنگ، چرس سکھائی اور جب میں ذرا جوان ہوئی تو میں بھی طوائف بن گئی۔ جوانی انہی گناہوں میں گزاری۔ صدر ایوب نے کوٹھے بند کردیئے۔ چونکہ

میں عمر رسیدہ بھی ہوگئی تھی، کوئی پرسانِ حال بھی نہ رہا۔ گزارہ کے لئے بھیک مانگنا شروع کردی، لیکن وہ نشے جو منہ لگ چکے تھے میسر نہ آئے۔ درباروں میں ان نشوں کی کھلی چھٹی ہے۔ محکمہ پولیس بھی فقیر سمجھ کر پوچھ گچھ نہیں کرتی۔ بس پھر فقر کا لباس پہنا، تسبیحاں گلے میں لٹکائیں، کشکول ہاتھوں میں لیا اور یا علی کے نعرے مارنے شروع کردیئے۔ شاہ لطیف کے دربار پر جھاڑو دینا شروع کردیا۔ میرے پیشے کے کئی اور عورتیں، مرد بھی وہاں موجود تھے جو کچھ زائرین سے نذرانہ ملتا کافیوں میں جاتے اور خوب آزادی سے بھنگ، چرس پیتے۔'' (روحانی سفر ص ۳۹)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مستانی بچپن سے ہی بھنگ اور چرس کی عادی تھی، گوہر شاہی سے جب اس کی دوستی ہوئی تو اس نے گوہر شاہی کو بھی بھنگ اور چرس کا عادی بنادیا تھا۔ جیسا کہ اس نے خود لکھا ہے:

(۵) ''وہ مجھے اپنی جھونپڑی میں لے گئی اور اُبلے ہوئے نمکین چاول کھانے کو دیئے اور پھر ایک بھنگ کا گلاس پیش کیا، جسے میں نے قبول نہ کیا۔ کہنے لگی تو زیارتی ہے یا فقر کے لئے آیا ہے؟ میں نے کہا فقر کے لئے آیا ہوں، کہنے لگی فقیر لوگ بھنگ چرس پیتے ہیں۔ میں نے کہا یہ نشہ ہے جو شریعت میں حرام ہے۔ کہنے لگی...... سن ہم فقیر اسے کیوں پیتے ہیں، جب دنیا کا خیال اور عزیزوں کی یاد ستاتی ہے تو ہم بھنگ یا چرس پی لیتے ہیں ان کے پینے سے سب خیالات کافور ہو جاتے ہیں، اور بس اللہ ہی یاد رہتا ہے...... قلندر پاک نے میری ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ تم جیسے طالبوں کی خدمت اور رہبری کروں۔'' (روحانی سفر ص ۳۳)

آپ خود اندازہ فرمائیں کہ جب گوہر شاہی غیر محرم عورت کے ساتھ اکیلا بھنگ اور چرس کے نشہ میں ہوگا تو اس وقت ان دونوں کی کیا حالت ہوگی؟

یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید قلندر پاک نے مستانی کو کہا ہوگا کہ تو اس کو بھنگ اور چرس پلایا کر، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے اور مستانی نے صرف گوہر شاہی کو گمراہ کرنے اور اپنے جال میں پھنسانے کے لئے قلندر پاک کے نام کا ڈھونگ رچایا تھا، اور وہ گوہر شاہی کو اپنے جال

میں پھنسانے میں حتی الامکان کامیاب بھی ہوئی ہے، اس کی تائید خود مستانی کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے:

''اور (مستانی) رو رو کر کہنے لگی ہم لوگ بدنصیب ہیں۔ ہم بھی اُمت رسول ہیں، لیکن شیطان کے قبضہ میں ہیں اور شیطان کی طرف سے تم جیسے لوگوں کو بہکانے کے لئے ہماری ڈیوٹیاں لگتی ہیں۔ مجھے کشف بھی شیطان ہی کی طرف سے ہے اور میں تمہارے جیسے کئی طالبوں کو مختلف طریقوں سے گمراہ کر چکی ہوں۔''

(روحانی سفر ص ۳۸)

دیکھئے مستانی کے اس بیان سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ مستانی کا مقصد صرف اور صرف گوہر شاہی کو گمراہ کرنا تھا اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوگئی تھی، کیونکہ گوہر شاہی بعض دفعہ رات بھی مستانی کے پاس ہی گزارتا تھا جیسا کہ اس نے خود لکھا ہے:

(۶) ''سیون سے سیدھا مستانی کی جھونپڑی میں پہنچا اور لیٹ گیا۔''

(روحانی سفر ص ۳۴)

(۷) ''مستانی ایک بڑی سی رلی اوڑھے سو رہی تھی، میں اس کی رلی ہٹا کر اس کے قدموں کی طرف لیٹ گیا...... تقریباً آدھا گھنٹہ بعد مستانی نے کروٹ بدلی اس کے پاؤں میرے سر کو لگے اور اٹھ کر بیٹھ گئی، میں نے کہا ڈرو نہیں میں خود ہی ہوں، کہنے لگی آج رات کیسے آگئے؟ میں نے کہا ویسے ہی (جیسے پہلے آتا تھا۔ فیصل آبادی) پھر پوچھا شاید سردی لگی؟ میں نے کہا پتہ نہیں۔ اس نے سمجھا شاید آج کی اداؤں سے مجھ پر قربان ہوگیا ہے، اور میرے قریب ہو کر لیٹ گئی اور پھر سینے سے چمٹ گئی ایک آفت سے بچا دوسری میں خود پھنسا...... کچھ دیر بعد صبح کی اذان بلند ہوئی، جسم کو زبردست جھٹکا لگا، جیسے کسی نے بٹھا دیا ہو، اس کرنٹ کو مستانی نے بھی محسوس کیا اور اس جھٹکے کے ساتھ مستانی کے ہاتھ بھی سینے سے ہٹ گئے اور میں چلہ گاہ چلا گیا۔'' (روحانی سفر ص ۳۲)

جو شخص رات بھر غیر محرم عورت کے ساتھ چمٹا رہے تو اس کی پاکدامنی کا اندازہ بخوبی لگایا

جا تا سکتا ہے، خصوصاً جب کہ عورت بھی طوائف ہو۔ گوہر شاہی کی مزید بے غیرتی کا اندازہ فرمائیں کہ ایسے واقعات کو فخر سے اپنی آپ بیتی میں درج کر رہا ہے۔ مستانی کا گوہر شاہی سے گلے ملنا تو ایک عام سی بات تھی جیسا کہ اس نے خود لکھا ہے۔

(۸) ''مستانی میری اس حرکت سے سخت ناراض ہے، کئی دن تک مجھ سے بات نہیں کری، اور میں نے بھی جھونپڑی میں جانا چھوڑ دیا محرم کی نو تاریخ ہے، مستانی نے مجھے بلایا اور حضرت امام حسینؓ کی یاد میں گلے سے لگا کر رونا شروع کر دیا، اتنا روتی ہے جیسے اس جیسا غم خوار دنیا میں کوئی نہ ہوگا، اور ان کی یاد میں میرے بھی آنسو بہنا شروع ہو گئے۔ (بہانہ حضرت حسینؓ کا اور غم تھا حقیقت میں یار کی جدائی کا از ناقل) اس واقعہ کے بعد میں اور مستانی پہلے سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔''

(روحانی سفر ص ۳۷)

(۹) ''مستانی نے گلے میں تسبیحاں لٹکائیں، ہاتھوں میں کشکول لیا، کاندھوں پر ریلی اور کمر میں گودڑی سجائی اور پیدل سفر کو تیار ہوگئی جاتے وقت مجھ سے مصافحہ کیا، پھر گلے سے لگایا۔'' (روحانی سفر ص ۳۸)

یہ ولایت کی کون سی قسم ہے کہ جس میں غیر محرم عورت سے مصافحہ بھی کیا جارہا ہے اور اس سے گلے بھی ملا جا رہا ہے، پھر بھی گوہر شاہی کے تقوے میں کمی نہیں آتی؟ بلکہ اس کی اداؤں پے لٹو ہو رہا ہے اور اس کو بڑے فخر سے بیان کر رہا ہے۔

''کبھی کبھی اس کی آنکھوں میں عجیب سی مستی چھا جاتی، پھر مختلف اداؤں سے باتیں کرتی، سیاہ چہرے کو آٹے سے سفید کرتی، لڑکیوں کی طرح اتراتی، جب کہ اس کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ تھی (تیری کون سی کم تھی؟ ساتھ برابر کا تھا) کبھی میرے ہاتھ کو پکڑ کر سینے سے لگاتی اور کبھی ناچنا شروع ہو جاتی اور میں اس کی عادت سمجھ کر نظر انداز کر دیتا۔'' (روحانی سفر ص ۳۷)

کیا گوہر شاہی کے اس سفر کو روحانی سفر کہا جا سکتا ہے کہ جس میں ایسی رنگین اور سنگین باتیں پائی جاتی ہوں؟ یہ شیطانی سفر نہیں تو اور کیا ہے؟

مستانی گوہر کے ساتھ تین سال رہی، جب مستانی سیون کے جنگل سے رخصت ہوئی تو گوہر شاہی کا بھی سیون کے جنگل میں رہنا اس کے بغیر دوبھر ہو گیا اور کچھ ہی دنوں بعد گوہر شاہی بھی جنگل سے نکل کر آبادی میں آ گیا جیسا کہ اس نے لکھا ہے:

"مستانی خدا حافظ کہہ کر چلی گئی اور میں بھی ایک ہفتہ بعد سیون سے حیدرآباد اور پھر کراچی کے لئے روانہ ہوا۔" (روحانی سفر ص ۴۰)

لیکن مستانی کی یاد اور محبت پھر بھی گوہر شاہی کو ستاتی رہی اور کئی جگہ پر اس کا پتہ کیا، لیکن اس کا سراغ لگانے میں ناکامی ہوئی جیسا کہ اس نے لکھا ہے:

"آج لطیف آباد میں پھر مستانی کا خیال آیا، اور چاہا کہ اس کو اپنے پاس رکھ لوں تاکہ اسے بھی راہ راست مل جائے پھر خیال ہوا، ایسا نہ ہو میری بیوی کو بھی موالن بنادے اور خیال ترک کر دیا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد پھر اس کی یاد ستائی کہ اس نے بھی کچھ دن خدمت کی ہے، اسے بھی کچھ نہ کچھ صلہ ملنا چاہئے، سیون شریف، بھٹ شاہ، جئے شاہ نورانی سب جگہ اس کا پتہ کیا، مگر اس کا کہیں سراغ نہ ملا۔ کیونکہ میں حلیہ سے اس کا پتہ کرتا، اسے مستانی اور کچھ لاہوتی کے نام سے پکارتے تھے۔"

(روحانی سفر ص ۴۷)

یہ تو وہ باتیں ہیں کہ جن کو گوہر شاہی نے خود بیان کیا ہے، جن کو اس نے اپنی آپ بیتی میں نہیں لکھا، معلوم نہیں کہ وہ کس قدر ہوں گی؟

گوہر شاہی کو غیر محرم عورتوں کے ساتھ دلچسپی تو تھی ہی، اس لئے اس نے کئی حیلوں اور بہانوں سے اور روحانیت سے مالا مال کرنے کی لالچ دے کر غیر محرم عورتوں کو اپنے آستانہ پر بلانے کی بارہا دعوت دی ہے تاکہ ان کو اپنے ہوس کا نشانہ بنا سکے اور ان کے جذبات سے کھیل سکے۔ اس کی تائید درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے۔

(۱۰) "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں اور کئی مرتبہ بالمشافہ ملاقات بھی ہوئی ہے، پہلی مرتبہ ۲۰ سال پہلے سیون باغ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی بالمشافہ ملاقات ہوئی تھی جیسے آپ میرے

سامنے ہیں۔ عورتیں یا مردان (گوہر شاہی) کے ہاں پانچ، سات دن قیام کریں تو ان کی بھی بزرگوں سے ملاقات ہو سکتی ہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ایڈیشن ۱۰ ر نومبر ۱۹۹۸ء)

(۱۱) ''عورت میں حرص اور حسد بہت ہوتا ہے، جس کے باعث وہ راہِ سلوک میں مار کھا جاتی ہے۔ جب کہ مرد میں تکبر و غصہ و ہتک بہت زیادہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے وہ مار کھا جاتا ہے۔ عورت جب راہِ سلوک میں چلتی ہے تو بہت جلد کامیابی حاصل کر لیتی ہے جب کہ مرد راہِ سلوک میں بہت مشکل سے کامیاب ہوتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت میں ایک حصہ عقل ہوتی ہے اور نو حصہ عشق ہوتا ہے اور مرد میں ایک حصہ عقل اور ایک حصہ عشق ہوتا ہے۔" (صدائے فروش جنوری ۱۹۹۹ء)

بہت سی سادہ لوح عورتیں گوہر شاہی کے ایسے بیانات پڑھ کر اس کے جال میں پھنس گئیں، جن میں سے بعض کو اس نے اپنے آستانہ پر قتل بھی کروایا تھا، ان عورتوں میں سے ایک آمنہ خاتون بھی ہے، جس کو گوہر شاہی نے قتل کروایا تھا۔ اس کے قتل کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) شاید کہ اس کو گوہر شاہی کے بعض کمزوریوں کا علم ہو گیا ہو، جس کی وجہ سے اس نے اس کو قتل کروادیا تھا، جیسا کہ مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر الدین محمود ایسی ہی وجوہات کی بناء پر عورتوں کو قتل کرواتا تھا۔

(۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے اس کی عزت پر حملہ کیا ہو، کیونکہ ایسے شخص سے جو کہ ساری ساری رات غیر محرم عورتوں کے ساتھ چمٹ کر سوتا ہو، کچھ بھی بعید نہیں ہے۔ آمنہ کے بیٹے احسان نے گوہر شاہی کے خلاف جب ایف آئی آر کٹوائی تھی تو گوہر شاہی لاکھوں روپے کی ضمانت کروا کر رہا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ امریکہ کے شہر نیو جرسی میں بھی ایک لڑکی فرح پر مجرمانہ حملہ کیا تھا، جس کی خبریں اخباروں کی زینت بنی تھیں، گوہر شاہی نے فرح کو نورانی طاقت سے مالا مال کرنے کا لالچ دیا تھا، فرح خوش نصیب نکلی بھاگ کر اپنی عزت بچانے میں کامیاب ہوئی، امریکی پولیس نے اس مجرمانہ حملہ کی وجہ سے گوہر شاہی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔

مسلمان بھائیو! آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ جن لوگوں کی زندگی غیر محرم عورتوں کے ساتھ

رنگ رلیاں منانے اور پینگیں بڑھانے میں گزری ہو، کیا وہ اُمت کے مہدی، مسیح اور رہنما ہو سکتے ہیں؟ کیا ایسے لوگوں سے جو کہ خود شریعت اسلام کو پس پشت ڈالے ہوئے ہوں، اس بات کی توقع رکھی جا سکتی ہے، کہ وہ دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دیں گے؟ پتہ نہیں ایسے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کس منہ سے کرتے ہیں جو کہ آپ ؐ کے ارشاد پر عمل نہیں کرتے؟ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر محرم عورتوں کے ساتھ اختلاط سے سختی سے منع فرمایا ہے اور اس کی بہت سی قباحتیں اور نقصانات بیان فرمائے ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ؐ کے ارشادات میں سے کچھ کو یہاں درج کر دیا جائے تا کہ آپ پر ان جھوٹے مہدیوں کی حقیقت خوب واضح ہو جائے۔

(۱) عن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا یخلون رجل بامرأۃٍ الا کان ثالثھما الشیطان. (ترمذی شریف)

ترجمہ: ''حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''

(۲) وعن جابر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا تلجوا علی المغیبات فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم قلنا ومنک یارسول اللّٰہ قال ومنی ولکن اللّٰہ اعاننی علیہ فاسلم. (ترمذی شریف)

ترجمہ: ''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان عورتوں کے پاس (تنہائی میں) مت جاؤ جن کے خاوند موجود نہ ہوں، کیونکہ تمہارے جسموں میں خون دوڑنے کی جگہ شیطان دوڑتا ہے (شیطان کا بہکاؤ اور اس کا تصرف انسان کی تمام رگوں و پوست میں سرایت کرتا ہے) ہم (صحابہ کرامؓ) نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا شیطان آپ کے جسم میں بھی دوڑتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میرے جسم میں بھی دوڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بمقابلہ شیطان میری مدد فرمائی ہے، اس لئے وہ میرا فرمانبردار ہو گیا ہے۔''

اس کے بعد اختصار کے پیش نظر احادیث کا صرف ترجمہ درج کیا جا رہا ہے۔

(۳) ''حضرت ابوہریرہؓ نے ایک طویل حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے۔'' ہاتھ کا زنا (نامحرم عورت کو) کو پکڑنا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

(۴) ''حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چبھودی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔'' (رواہ الطبرانی والبیہقی)

(۵) اسی طرح ارشاد ہے'' کہ اجنبی عورتوں کو سلام کرنا، اسی طرح (عورتوں کے لئے) اجنبی مردوں کو سلام کرنا جائز نہیں۔'' (کنز العمال)

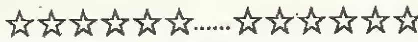
(۶) ''حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! جو تو اکیلا کسی عورت کے پاس بیٹھا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے، تو شیطان ان دونوں کے درمیان گھس آتا ہے، کیچڑ میں بھرے ہوئے خنزیر سے بدن کا لگ جانا اس کے لئے بہتر ہے کہ اس کا کندھا کسی ایسی عورت کے کندھے سے لگ جائے جو کہ اس پر حلال نہیں۔'' (رواہ الطبرانی ج ۳ ص ۳۲۲)

(۷) ''حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ عورتوں سے بدوں شوہر کی اجازت کے بات چیت کی جائے۔'' (رواہ الطبرانی)

(۸) ''حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شوہر کے بھائی وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شوہر کا بھائی تو موت ہے۔ (اس سے فتنہ کا اندیشہ بہت زیادہ ہے۔'') (بخاری و مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی مرد کا اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں ملنا حرام ہے، اس سے بات چیت کرنا حرام ہے، اس کو سلام کرنا، اس سے مصافحہ کرنا حرام ہے، اپنے جسم کے کسی حصے کو اس کے جسم کے ساتھ لگانا حرام ہے۔ اس شخص کا کیا حال ہوگا کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

محبت کا دعویٰ بھی کرتا ہو، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا بھی دعویٰ کرتا ہو اور غیر محرم عورتوں کے ساتھ نہ صرف مصافحہ کرتا ہو بلکہ ساری رات ان سے چمٹ کر سوتا ہو، اور ان کی عصمتوں کو تار تار کرتا ہو؟ کیا ایسا شخص جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو پسِ پشت ڈال چکا ہو، وہ اسلام کا نمائندہ ہو سکتا ہے؟ ایسے شخص کو تو شریف انسان کہنا مشکل ہے، چہ جائیکہ اسکو مسلمانوں کا رہنما، مقتدا، پیشوا اور امام کہا جائے؟ مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کے مریدوں کو چاہئے کہ وہ نبی کریمؐ کے ان ارشاد کو بھی پڑھیں اور اپنے مقتداؤں کے عمل کو بھی دیکھیں۔ آنکھیں بند کر کے پیچھے چلنے کا کوئی فائدہ نہیں، مجھے اُمید ہے کہ اہل انصاف پر حق واضح ہو جائے گا۔



باب شانزدھم :

تردید بزبانِ خود

مرزا غلام احمد قادیانی اور ریاض احمد گوہر شاہی کے نظریات اور تحریرات میں بہت سی ایسی باتیں بھی ملتی ہیں کہ جن کو انہوں نے حق و باطل کے جانچنے کا معیار ٹھہرایا ہے، اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں خود اس معیار پر پورے نہیں اتر سکے بلکہ ان کے طے کردہ معیار سے ہی ان کی اپنی تردید ہو جاتی ہے۔ اس باب کے تحت ان کی اپنی ہی تحریرات سے انکی تردید کرنا مقصود ہے۔

پہلے ان تحریرات میں سے بعض کو ذکر کیا جا رہا ہے کہ جو کہ ہیں بھی مرزا قادیانی کی، اور ان سے تردید بھی مرزا کی ہی ہوتی ہے۔

(۱) مرزا قادیانی نے خود جھوٹ بولنے والے کے متعلق لکھا ہے:

''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۷ ص ۵۶)

''محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے، وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۷ ص ۵۶)

''غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔'' (آریہ دھرم ص ۱۳، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳)

مندرجہ بالا تحریرات میں مرزا قادیانی نے جھوٹے شخص کو مرتد، نجاست کا کیڑا، بدذات جیسے القابات سے نوازا ہے، میں نے ماقبل میں مرزا قادیانی کے پندرہ جھوٹ لکھے ہیں جو اس نے قرآن و حدیث کے متعلق بولے ہیں، تو نتیجتاً مرزا قادیانی خود اپنی ہی تحریرات سے مرتد، نجاست

کیڑا اور بدذات قرار پایا۔

(۲) جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، اس کے متعلق مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے؟ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے، وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔''

(انجام آتھم ص ۲۷ و خزائن ص ۲۷ حاشیہ، ج ۱۱)

''ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے......اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''

(مرزا قادیانی کا تحریری بیان جو بتاریخ ۲۳/ اکتوبر ۱۸۹۱ء جامع مسجد دہلی کے جلسے میں دیا گیا، مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۲۵۵، تبلیغ رسالت ج دوم ص ۴۴)

''میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب والحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جب کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

(حمامۃ البشریٰ ص ۹۶، خزائن ص ۲۹۷ ج ۷)

مندرجہ بالا تحریرات میں مرزا قادیانی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو بد بخت، مفتری، بے دین، اسلام سے خارج، ملحد، زندیق، کافر اور کذاب جیسے القابات سے نوازا ہے لیکن بعد میں مرزا قادیانی نے خود نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا، جیسا کہ اس کے الفاظ ''ہمارا دعویٰ ہے کہ کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' (البدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) صراحتاً نبوت کے دعویٰ پر دلالت کرتے ہیں، میں نے مرزا قادیانی کی تحریرات سے باب ششم میں پندرہ حوالے نقل کئے ہیں

جن میں اس نے صراحتاً نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو نتیجتاً مرزا قادیانی خود اپنی تحریرات سے بدبخت، مفتری، بے دین اسلام سے خارج، ملحد، زندیق اور کذاب ٹھہرا۔

(۳) مرزا قادیانی کی تحریرات میں قرآن کریم میں تحریف کرنے والے کو دجال کہا گیا ہے جیسا اس نے لکھا ہے:

''دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور خدا تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرنے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی حاشیہ ص ۴۵۶، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴)

میں نے مرزا قادیانی کی کتابوں سے سترہ حوالے نقل کیے ہیں باب دہم میں۔ جن میں مرزا قادیانی نے قرآن میں تحریف کی ہے، تو نتیجتاً مرزا قادیانی خود اپنی تحریر کی روشنی میں دجال ٹھہرا۔

(۴) مرزا قادیانی گالی گلوچ کی مذمت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۱۲۹، خزائن ص ۴۷۱ ج ۱۷)

''لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں، مومن لعان نہیں ہوتا۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۵۶، خزائن ص ۴۵۶ ج ۳)

''وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے کہ جو بے وجہ بھونکتا ہے۔''

(اعجاز احمدی ص ۲۸، خزائن ص ۱۳۲ ج ۱۹)

''ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔''

(ست بچن ص ۲۱، خزائن ص ۱۳۳ ج ۱۰)

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم ص ۴۲، خزائن ص ۴۵۸ ج ۲۰)

مندرجہ بالا تحریرات میں قادیانی نے گالی گلوچ کرنے والے کو کمینہ، کتا اور بدتر کہا

ہے اور گالی دینے والے کے بارے میں کہا ہے کہ ایسا شخص مومن اور شریف آدمی نہیں ہو سکتا، لیکن مرزا کی اپنی تحریرات گالیوں سے بھری پڑی ہیں، کچھ نمونے ملاحظہ ہوں۔

تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة وینفع من معار فها ویقبلنی ویصدق دعوتی، الاذریة البغایا.

ترجمہ: ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔“

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۵۴۷ وص ۵۴۸، خزائن ص ۵۴۷ وص ۵۴۸ ج ۵)

”دشمن ہمارے بیانوں کے خنزیر ہو گئے، اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔“

(نجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ص ۵۳ ج ۱۴)

”جو شخص زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں ...... ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔“ (انوار الاسلام ص ۳۱، ص ۳۲)

”محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“

(شہادۃ القرآن ص ۸۴، خزائن ص ۳۸۰ ج ۶)

”یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵، خزائن ص ۳۰۹ ج ۱۱)

مسلمان بھائیو! کیا یہ گالیاں نہیں ہیں؟ اس سے بڑھ کر بدزبانی کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے؟ میں تو یہی کہوں گا کہ مرزا قادیانی خود اپنی تحریرات کی روشنی میں مسلمانوں کو گالیاں دے کر خود کتا، کمینہ اور بیت الخلاء (گندگی کا ڈھیر) ثابت ہوا۔

اسی طرح مرزا قادیانی نے اپنی پیش گوئیوں کو اپنا صدق و کذب جانچنے کے لئے معیار اور کسوٹی قرار دیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنی پیش گوئیوں کے متعلق لکھتا ہے:

”بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی

سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ص ۲۸۸ ج ۵)

"ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔"

(کشتی نوح ص ۷، خزائن ص ۵ ج ۱۹)

"اگر ثابت ہو کہ میری سو پیش گوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔" (اربعین نمبر ۴ حاشیہ ص ۱۱۹، خزائن ص ۴۶۱ ج ۱۷)

"موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہولے۔"

(اربعین نمبر ۴ حاشیہ ص ۱۱۶، خزائن ص ۴۵۸ ج ۱۷)

"مدعی کاذب کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی، یہی قرآن کی تعلیم ہے اور یہی توریت کی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۶، خزائن ص ۳۲۶ ج ۵)

"ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص ۲۳۱، خزائن ص ۲۳۱ ج ۲۳)

"ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔" (تریاق القلوب ص ۲۵۴، خزائن ص ۲۱۷ ج ۱۵، سراج منیر ص ۱۲، خزائن ص ۱۵ ج ۱۲)

جب آپ مرزا قادیانی کا موقف اپنی پیش گوئیوں کے متعلق ملاحظہ فرما چکے ہیں تو اب مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کس حد تک پوری ہوئیں۔

(۵) مرزا قادیانی اپنی موت کے جگہ کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہوئے لکھتا ہے: "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔"

(تذکرہ ص ۵۸۴، حمامۃ البشریٰ ص ۱۰۵ ج دوم)

مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی جھوٹی ثابت ہوئی، اس لئے کہ مرزا قادیانی کا مکہ یا مدینہ میں مرنا تو درکنار اس کو مکہ اور مدینہ کی زیارت تک نصیب نہیں ہوئی۔ مرزا قادیانی مرا تو لاہور میں مگر وہاں بھی اس کو کوئی جائے قرار نہ ملی، بلکہ قادیان

میں لاکر اسکو دفن کیا گیا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے، وہیں دفن ہوتا ہے۔ (ترمذی شریف۔ ترجمان السنہ ج ۳ ص ۲۲۵) تو مرزا جہاں مرا یعنی لاہور میں ٹٹی کے اوپر تو اس کو ٹٹی خانہ لاہور میں دفن کیوں نہیں کیا؟ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی اس سے بڑی اور کون سی دلیل ہو سکتی ہے؟

(۶) مرزا قادیانی کا عیسائی پادری ''عبداللہ آتھم'' کے ساتھ امرتسر کے اندر ۱۸۹۳ء میں توحید و تثلیث کے موضوع پر مباحثہ ہوا، مباحثہ ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء کو ختم ہوا۔ اس ۱۵ دن کے مباحثہ میں جب مرزا قادیانی شکست کھا کر اپنے مدمقابل پادری عبداللہ آتھم پر فتح نہ پا سکا تو اس نے اپنی شرمندگی اتارنے کے لئے آخری دن ۵ جون ۱۸۹۳ء کو پیشگوئی کی کہ اس کا حریف پندرہ مہینے میں ہلاک ہو جائے گا، اس کی یہ پیشگوئی بھی ملاحظہ ہو:

''میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے، وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ (۵ جون ۱۸۹۳ء) سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی...... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔''

(جنگ مقدس ص ۲۱۰ و ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲ و ص ۲۹۳)

اس پیش گوئی کے بعد مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو کس قدر پریشانی لاحق تھی؟ اس کے مریدوں اور اس کے بیٹے کی زبانی سنیں، مرزا قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے:

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) نے مجھ سے اور میاں

حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ...... الخ ہے اور میں نے وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔" (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۷۸ اروایت ۱۶۰)

اسی کتاب میں مرزا قادیانی کا بیٹا ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

"پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب آتھم کی پیش گوئی کی میعاد قریب آئی تو اہلیہ صاحبہ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہتا ہے کہ ایک ہزار ماش کے دانے لے کر ان پر ایک ہزار دفعہ سورہ الم تر کیف پڑھنی چاہیئے اور پھر ان کو کسی کنویں میں ڈال دیا جاوے اور پھر واپس منہ پھیر کر نہ دیکھا جائے، یہ خواب حضرت خلیفہ اوّل نے حضرت (مرزا) صاحب کی خدمت میں عرض کیا، اس وقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے اور عصر کا وقت تھا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا اس خواب کو ظاہر میں پورا کر دینا چاہیے ...... اس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے میر اور میاں عبداللہ صاحب سنوری کا نام لیا اور حضرت (مرزا) نے پسند فرمایا اور ہم دونوں کو ماش کے دانوں پر ایک ہزار دفعہ سورۃ الم تر کیف پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہم نے عشاء کی نماز کے بعد سے شروع کر کے رات کے دو بجے تک یہ وظیفہ ختم کیا۔"

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۷ روایت نمبر ۳۱۲)

مرزا قادیانی کا دوسرا بیٹا بشیر الدین محمود کہتا ہے:

"آتھم کے متعلق پیش گوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں ہے۔ اس وقت چھوٹا سا بچہ تھا اور میری عمر کوئی ساڑھے پانچ برس کی تھی، مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آیا تو کتنی کرب

واضطرار سے دعائیں کی گئیں، میں نے محرم کا ماتم بھی اتنا سخت نہیں دیکھا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ایک طرف دُعا میں مشغول تھے۔

(الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۴۵ء)

لیکن مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کی دُعائیں اور وظیفے کسی کام نہ آئے، اس لئے کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق عبداللہ آتھم کو ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء سے پہلے مرجانا چاہیے تھا لیکن وہ نہ مرا، اور آخر کار وہی ہوا جس کا مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو ڈر تھا، اور مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کی خوب رسوائی ہوئی، مرزا قادیانی کے خلاف عیسائیوں نے بٹالہ کے اندر عبداللہ آتھم کو ہاتھی پر سوار کر کے ایک عظیم الشان جلوس نکالا اور مرزا قادیانی کا پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کر کے اس کے گلے میں رسہ ڈال کر اس کو پھانسی دی، پھر اس کو جلا کر دفن کیا۔ مرزا قادیانی کو جب اس کی خبر پہنچی تو بہت غضبناک ہوا، اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

''انہوں نے پشاور سے لے کر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا...... اور یہ سب مولوی یہودی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش خوش اور ہاتھ میں ہاتھ ملائے ہوئے تھے۔''

(سراج منیر ص ۵۲، خزائن ص ۵۴ ج ۱۲)

مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے:

''(آخری دن کی) صبح ہوئی تو ان کے دوستوں نے ان کے گلے میں ہار پہنا کر اور ان کو گاڑی میں بٹھا کر سارے شہر میں خوشی کا جلوس پھرایا۔ اس دن لوگوں میں شور تھا کہ مرزا کی پیش گوئی جھوٹی ہوگئی۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۸۴)

جب مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور مرزا قادیانی اپنی تحریرات کی روشنی میں پھانسی کا مستحق، تمام شیطانوں، بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی اور بدتر ٹھہرا، تو عیسائیوں کی طرف سے جو اشتہار نکلے ان میں سے ایک میں درج ذیل عبارت لکھی ہوئی تھی۔

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے
سارے الہام بھول جائیں گے
خاتمہ ہووے گا نبوت کا
پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے
نہ باز آیا تو کچھ بکنے سے اب بھی
بڑھاپے میں ہے یہ جوش جوانی
نچاوے ریچھ کو جیسے قلندر یہ کہہ کر
تیری مرجاوے نانی
اے سن او رسول قادیانی
لعین و بے حیاء شیطان ثانی
نچاویں گے تجھ کو بھی اک ناچ ایسا
یہی ہے اب دل میں مصمم ٹھانی
پنجہ آتھم سے مشکل ہے رہائی آپ کی
توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازک کلائی آپ کی
آتھم اب زندہ ہیں آکر دیکھ تو آنکھوں سے خود
بات یہ کب چھپ سکے ہے اب چھپائی آپ کی
کچھ کرو شرم و حیاء تاویل کا اب کام کیا
بات اب بنتی نہیں کوئی بنائی آپ کی
جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بتلانا صریح
کون مانے ہے بھلا یہ کج ادائی آپ کی

جھوٹ ہیں باطل ہیں دعوے قادیانی کے سبھی
بات سچی ایک بھی ہم نے نہ پائی آپ کی
حق کا صادق اور صادق حق کا سب الہام ہے
ہوگئی شیطان سے ثابت آشنائی آپ کی
ہوگیا ثابت ہے سب اقوال بد سے آپ کے
کررہا شیطان ہے بے شک رہنمائی آپ کی
اپنے پنجے سے نہیں شیطان تمہیں دیتا نجات
اس کو کب منظور ہے اک دم جدائی آپ کی
تم ہو اس کے اور وہ اب ہے تمہارا یارِ غار
رات دن کرتا وہی ہے رہنمائی آپ کی
ہم نہ کہتے تھے کہ شیطان کا کہا مانو نہ یار
کس بلا میں اس نے دیکھو جان پھنسائی آپ کی
ہر طرف سے لعنت اور پھٹکار اور دھتکار ہے
دیکھو کیسی ناک میں اب جان آئی آپ کی
خوب ہے جبرئیل اور الہام وہ خدا
آبر سب خاک میں کیسی ملائی آپ کی
ہے کہاں اب وہ خدا جس کا تمہیں الہام تھا
کس لئے کرتا نہیں مشکل کشائی آپ کی
اب بتاؤ ہیں کہاں اب آپ کے پیرومرید
جو گلی کوچوں میں کرتے تھے بڑائی آپ کی

کرتے ہیں تعظیم جھک جھک کر تو حاصل اس سے کیا
ڈوم، کنجر، دہریئے، کنجڑے، قصائی آپ کی
آپ نے دنیا کو ٹھگنے کا نکالا ہے یہ ڈھنگ
جانتے ہیں ہم یہ ساری پارسائی آپ کی
کچھ کرو خوفِ خدا کا کیا حشر کو دو گے جواب
کام کس آئے گی یہ دولت کمائی آپ کی
ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے مگر
سب پے سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی
کر کے منہ کالا گدھے پر کیوں نہیں ہوتے سوار
فیصلے کی شرط ہے مانی منائی آپ کی
داڑھی سر اور مونچھ کا بچنا بڑا دشوار ہے
کرہی ڈالے گا حجامت اب نائی آپ کی
آپ کے دعوؤں کو باطل کردیا حق نے تمام
اب بھی تائب ہو اسی میں ہے بھلائی آپ کی
اب بھی مہلت ہے اگر کچھ عاقبت کی فکر ہے
ہاتھ کب آئے گی یہ مہلت گنوائی آپ کی
سخت گمراہوں میں سمجھے مسیح کی شان کو
راہ حق بالخیر ہوگا اور ہو گے سرخرو
ہوگئی اب بھی مسیح سے گر صفائی آپ کی

(۷) محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی مرزا احمد بیگ کی نوعمر لڑکی تھی، مرزا قادیانی نے اس کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کی بھرپور کوشش کی، اتفاق ایسا

ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی، وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی، مرزا قادیانی نے اپنی مطلب برآری کے لئے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا، جب کچھ دن کے بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ دستخط اسی شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کردو، خیریت اسی میں ہے، لیکن مرزا احمد بیگ اور اس کے خاندان والوں نے مرزا قادیانی کے کردار سے واقفیت کی بناء پر محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ کرنے سے صاف انکار کردیا، مرزا قادیانی نے خطوط لکھ کر اشتہار شائع کروا کر اور پیش گوئیاں کر کے حتیٰ کہ منت وسماجت کے ذریعہ بھی ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ کسی طرح اس کی یہ آرزو پوری ہو جائے لیکن محمدی بیگم کے باپ احمد بیگ نے اس کا نکاح ایک دوسرے شخص مرزا سلطان احمد سے کردیا، مرزا قادیانی نے اس پر اپنی عادت کے موافق جو پیش گوئی کی تھی ملاحظہ ہو:

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص یعنی احمد بیگ کی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے پیغام دے اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرلے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو، میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے، تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا، اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام مندرجہ خزائن ج ۵ ص ۵۷۲ و ص ۵۷۳)

''خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام کا ہے، اگر وہ اپنی بڑی لڑکی (محمدی بیگم) اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ تک بلکہ اس سے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ جو نکاح کرے گا، وہ روزِ نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔'' (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء تبلیغ رسالت ج اوّل ص ۶۱، مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج اوّل حاشیہ ص ۱۰۲)

مرزا قادیانی اس پیش گوئی کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں، اوّل نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا، دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا، سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا، چہارم اس کے خاوند کا اڑھائی سال کے عرصہ تک مرجانا، پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا، ششم پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔''

(آئینہ کمالات اسلام مندرجہ خزائن ج ۵ ص ۳۲۵)

مرزا قادیانی نے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو اس پیش گوئی کے متعلق جو اشتہار شائع کیا تھا، اس کی پیشانی پر یہ قطعہ تحریر کیا تھا:

پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائے گا عزت اور کوئی رسوا ہوگا

(مجموعہ اشتہارات، ج اوّل ص ۱۵۳، آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۱، درثمین اُردو ص ۱۵۹)

اسی اشتہار میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۱۵۹)

محمدی بیگم کے خاوند سلطان احمد کی موت کے متعلق حتمی فیصلہ دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی (سلطان احمد کی وفات) تقدیر مبرم (قطعی) ہے، اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔'' (انجام آتھم حاشیہ ص ۳۱، خزائن ج ۱۱)

''یاد رکھو! اگر اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی (احمد بیگ کا داماد سلطان احمد مرزا قادیانی کی زندگی میں نہ مرا......فیصل آبادی) تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ و خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

مسلمان بھائیو! اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ ہر اعتبار سے مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی جھوٹی نکلی اور اس کا کوئی ایک بھی دعویٰ سچا نہیں ہوا، محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان احمد اڑھائی سال میں تو کیا مرتا، مرزا قادیانی کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا اور اس نے ۱۹۴۸ء کو وفات پائی اور خود محمدی بیگم بھی ۱۹۶۶ء تک زندہ رہی اور مرزا قادیانی کے کذاب اور دجال ہونے کا اعلان کرتی رہی اور اس کی موت ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء کو لاہور میں بحالتِ اسلام واقع ہوئی تو نتیجتاً مرزا قادیانی اپنی اس تحریر کی روشنی میں بھی کذابوں میں سے ایک کذاب اور تمام بدتروں سے بدتر ٹھہرا۔''

(۸) ڈاکٹر عبدالحکیم صاحبؒ نے مرزا قادیانی ان کے ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاکؒ ہونے کی پیش گوئی کی تھی، مرزا قادیانی کے مقابل پیش گوئی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام و نشان نہ رہا۔ (یہ تو سفید جھوٹ ہے اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔ فیصل آبادی) ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے، جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان

ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے...... اس نے یہ پیشگوئی کی کہ مَیں اس کی زندگی میں ہی ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہوجاؤں گا، مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اسکو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے، خدا اس کی مدد کرے گا۔"

(چشمہ معرفت ص ۳۲۲، خزائن ص ۳۳۶ وص ۳۳۷ جلد ۲۳)

اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی قسمت میں ذلت ورسوائی لکھ دی تھی، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو خدا کی نظر میں جھوٹا ہو، اس کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے سامنے ذلیل ورسوانہ کرے؟ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے سامنے مرزا قادیانی کی مکاری کو ظاہر کردیا، اور مرزا قادیانی ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کی پیش گوئی کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ۴ اگست ۱۹۰۸ء سے پہلے ہی ہلاک ہوگیا اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب مرزا قادیانی کے مرنے کے گیارہ برس بعد تک زندہ رہے اور ۱۹۱۹ء کو فوت ہوئے، تو مرزا قادیانی خود اپنی ہی تحریر کی روشنی میں کذاب ٹھہرا۔

(۹) پیر منظور محمد مرزا قادیانی پر جان نچھاور کرنے والا خاص مرید تھا۔ مرزا قادیانی کو معلوم ہوا کہ اس کی بیوی حاملہ ہے تو مرزا قادیانی نے پیش گوئی کردی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا، جس کے مختلف القابات ہوں گے اس کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں:

"پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا، بہت جلد آنے والا ہے اور اس کے لئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا (یہ وہ محمدی بیگم نہیں ہے، جس سے مرزا قادیانی شادی کرنے کا خواہش مند تھا بلکہ اور ہے...... فیصل آبادی) اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے لئے ایک نشان ہوگا، اس لئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا۔" (حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

اس کے بعد مرزا قادیانی کو شیطانی الہام ہوا کہ اس لڑکے کے ایک کی بجائے دو نام ہوں

گے، لکھا ہے:

۷ جون ۱۹۰۶ء بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا ہوگا جس کے دو نام ہوں۔ (۱) بشیر الدولہ (۲) عالم کباب

(تذکرہ مجموعہ الہامات، طبع دوم ص ۶۱۵)

اس کے بعد مرزا نے کہا کہ اس لڑکے کے چار نام ہوں گے اور جب تک ان چار ناموں والا لڑکا پیدا نہ ہو اس وقت تک پیر منظور محمد کی بیوی ضرور زندہ رہے گی، لکھا ہے:

"۷ جون ۱۹۰۶ء اس کے معلوم ہوا کہ اس لڑکے کے دو نام اور ہیں ایک "شادی خاں" کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو ابتداء سے مقرر تھا، اس زمانہ میں پورا ہو جائے گا اور ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے جب تک یہ پیش گوئی پوری ہو۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۱۶ طبع دوم)

گیارہ دن کے بعد مرزا قادیانی کو پھر شیطانی الہام ہوا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کے چار کی بجائے ۹ نام ہوں گے۔ لکھا ہے:

"۱۹ جون ۱۹۰۹ء میاں منظور محمد کے اس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہوگا، بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے۔ (۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خاں (۳) ورڈ (۴) بشیر الدولہ (۵) شادی خاں (۶) عالم کباب (۷) ناصر الدین (۸) فاتح الدین (۹) ہذا یوم مبارک۔" (تذکرہ، مجموعہ الہامات ص ۶۲۰ طبع دوم)

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ۲۷ دن بعد بجائے لڑکے کے لڑکی پیدا ہوئی جیسا کہ مرزا قادیانی کے الہامات والی کتاب "تذکرہ" میں لکھا ہے۔

"پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی۔"

(تذکرہ، مجموعہ الہامات ص ۶۵۱ طبع دوم)

رسوائی سے بچنے کے لئے اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ اس سے یہ تھوڑی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا، بلکہ آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے لیکن افسوس کہ کچھ عرصہ بعد لڑکی اور اس کی ماں محمدی بیگم بھی مر گئی اور ۹ نام والا لڑکا نہ آنا تھا، نہ آیا۔ تو

نتیجتاً مرزا قادیانی کی دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹی نکلی اور مرزا قادیانی اپنی اس تحریر کی روشنی میں بھی ذلیل ورسوا ہوا۔

(۱۰) مرزا قادیانی نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کو مصلح موعود، عمر پانے والا، کان اللّٰہ نزل من السماء (گویا خدا آسمان سے اتر آیا ہے) وغیرہ کے الہامات کا مصداق بتایا تھا، مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ نابالغی کی حالت میں ہی مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد مرزا قادیانی پر ہر طرف سے لعنتوں کی بوچھاڑ ہوئی تو اس پر مرزا قادیانی نے اپنے شیطانی الہام کی بناء پر اپنے مریدوں کو اپنے پانچویں لڑکے کی بشارت تھی، چنانچہ لکھتا ہے:

"الحمدللّٰہ الذی وھب لی علی الکبر اربعۃ من البنین وبشرنی بخامس"

"سب تعریف خدا کو ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں چار لڑکے دیئے اور پانچویں لڑکے کی بشارت دی۔" (مواہب الرحمٰن ص ۱۴۴، خزائن ص ۳۶۰ ج ۱۹)

"آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا۔ انا نبشرک بغلام حلیم۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ ینزل منزل المبارک وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔ (البشریٰ ص ۱۳۶ ج دوم)

چند دن کے بعد اپنے مریدوں کو پھر الہام سنایا:

"ساھب لک غلاماً زکیا۔ رب ھب لی ذریہ طیبۃ۔ انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ۔ میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔" (البشریٰ ص ۱۳۶ ج دوم)

ان الہامات میں ایک پاکیزہ لڑکے مسمیٰ یحییٰ جو مبارک احمد کا شبیہ اور قائم مقام ہونا تھا، کی پیش گوئی مرقوم ہے لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مرزا قادیانی کے گھر پانچواں لڑکا ہی پیدا نہ ہوا، اور یہ سب کے سب الہامات افتراء علی اللّٰہ ثابت ہوئے اور مرزا قادیانی کے ہاتھ ذلت ورسوائی کے

سوا کچھ نہ آیا۔

(۱۱) امام مہدی اور مسیح موعود کی علامات اور نشانیاں بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے ایک نشانی بیان کی ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے اندر تین سال کی مدت میں ریل گاڑی چل جائے گی، یہ پیشگوئی مرزا قادیانی نے ۱۹۰۲ء میں کی تھی، پیش گوئی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

''یہ پیش گوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہوجائے گی، کیونکہ وہ ریل جو دمشق سے شروع ہو کر مدینہ آئے گی وہی مکہ معظمہ میں آئے گی، اور اُمید ہے کہ بہت جلد اور صرف چند سالوں تک یہ کام تمام ہوجائے گا، تب وہ اونٹ جو تیرہ سو برس سے حاجیوں کو لے کر مکہ سے مدینہ کی طرف جاتے ہیں یک دفعہ بے کار ہوجائیں گے اور ایک عظیم انقلاب عرب اور بلاد شام کے سفروں میں آجائے گا۔ چنانچہ یہ کام بڑی سرعت سے ہو رہا ہے اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ مکرمہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہوجائے اور حاجی لوگ بجائے بدوؤں کے پتھر کھانے کے طرح طرح کے میوے کھاتے ہوئے مدینہ منورہ میں پہنچا کریں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۳، خزائن ص ۱۹۵ ج ۱۷)

اس پیش گوئی کا نتیجہ بھی وہی نکلا جو اس سے پہلی پیش گوئیوں کا تھا، یعنی مرزا قادیانی کی ذلت ورسوائی۔ اس پیش گوئی کو ۱۹۰۷ء تک پورا ہوجانا چاہئے تھا، ۱۰۰ سال سے اوپر عرصہ گذر گیا مگر وہ ریل گاڑی ابھی تک نہ چل سکی بلکہ جو گاڑی شام سے مدینہ منورہ تک چلی تھی، وہ بھی اس جھوٹے مسیح کی نحوست کی وجہ سے بند ہوگئی۔

(۱۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ پیش گوئی بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے نکاح میں دو عورتیں لائے گا، ان میں سے ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں۔

''تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ ''اشاعۃ السنۃ'' کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے

دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکر وثیب جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا، ایک بکر (کنواری) ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا، پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔"

(تریاق القلوب ص ۳۴، خزائن ص ۲۰۱ ج ۱۵)

"اسی طرح شیخ محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی، اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا۔ اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سناؤ۔ میں نے ایک تازہ الہام جو انہیں دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دوسری جز پر دلالت کرتا تھا اس کو سنایا اور وہ یہ تھا کہ بکر وثیب یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے۔ میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں، مجھے اُمید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو۔ مجھے اس کا وہ مکان یاد ہے کہ جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اس کو الہام سنایا تھا اور احمد بیگ (محمدی بیگم کا باپ...... فیصل آبادی) کے قصہ کا ابھی نام ونشان نہ تھا...... پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا، جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو ثیب یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۴، خزائن ص ۲۹۸ ج ۱۱)

لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مرزا قادیانی بیوہ عورت کے الہام کی اُمید اور حسرت سمیت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل ہیضہ کی حالت میں ہلاک ہو گیا، اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی جھوٹ ثابت ہوئی اور مرزا قادیانی کے مقدر میں سوائے ذلت ورسوائی کے کوئی اور چیز نہ آئی۔ مرزا قادیانی کا کہنا یہ بھی جھوٹ ہے کہ کنواری کے نکاح کا الہام پورا ہو گیا، کیونکہ اس نے خود لکھا ہے:

''دو جزوں میں سے جب ایک جز باطل ہو جائے تو وہ اس بات کو مستلزم ہوئی کہ دوسرا جز بھی باطل ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۲۷، خزائن ص ۱۳۷ ج ۱۹)

جب بیوہ کے نکاح کا الہام صریح جھوٹ نکلا تو بقول مرزا قادیانی کنواری کے نکاح کا الہام بھی غلط ثابت ہوا، کیونکہ پیش گوئی کا ایک جز (بیوہ سے نکاح) باطل ہونے سے دوسرا جز (کنواری سے نکاح) خود بخود باطل ہو گیا۔

(۱۳) مرزا قادیانی کی زندگی میں طاعون کی بیماری پھیلی تو اس نے موقع کو غنیمت جان کر یہ پیش گوئی سنائی کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا چنانچہ لکھتا ہے:

''خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا، تاہم تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔''

(دافع البلاء ص ۹ وص ۱۰، خزائن ص ۲۲۵ وص ۲۲۶ ج ۱۸)

اس پیش گوئی کے بعد مرزا قادیانی کو طاعون کے ہی دور دورے میں اپنے مکان کی توسیع کے لئے عوام سے چندہ اکٹھا کرنے کا اچھا موقع مل گیا، اس نے کہا کہ طاعون سے بچاؤ کے لئے میرا گھر کشتی نوحؑ ثابت ہوگا، لہٰذا جو شخص میرے مکان میں ٹھہرے گا وہ طاعون سے محفوظ رہے گا، چونکہ میرے گھر میں زیادہ افراد کی رہائش کے لئے گنجائش نہیں ہے، اس لئے میرے مکان کی توسیع کے لئے چندہ دو۔ چنانچہ لکھتا ہے:

''چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں، سخت تنگی واقع ہے، اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چاردیواری کے اندر ہوں گے حفاظتِ خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا، جس میں ہمارا حصہ ہے، اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا جزو ہو سکتی ہے، دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری

کی رُو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا، نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا، اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے پھر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے، کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے، مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے اور نہ عورت کی۔ اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔"

(کشتی نوح ص ۶۷، خزائن ج ۱۹ ص ۸۶)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر اس سے پہلی تحریر کی تردید کرتی ہے، وہ اس طرح کہ پہلی تحریر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ پورے قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھے گا، تو جب اللہ تعالیٰ کا مرزا قادیانی سے پورے قادیان کو طاعون سے تحفظ دینے کا وعدہ ہے تو مرزا قادیانی کے گھر کو کشتی قرار دینے کا کیا مطلب؟ اس صورت میں تو پورے قادیان کو کشتی ہونا چاہئے تھا نہ کہ صرف مرزا قادیانی کے گھر کو تو یہاں مرزا قادیانی کی دونوں تحریروں میں سے ایک یقیناً غلط ہے۔ یا تو پورے قادیان کو طاعون سے بچانے کی پیش گوئی غلط ہے یا مرزا قادیانی کے گھر کو طاعون سے بچاؤ کے لئے کشتی ٹھہرانے کی پیش گوئی غلط ہے اور یہ الہام مرزا قادیانی نے صرف اپنے گھر کی تعمیر کے واسطے چندہ اکٹھا کرنے کے لئے گھڑا ہے۔ لیکن صحیح بات ئی ہے کہ یہ دونوں پیش گوئیاں بھی دوسری پیش گوئیوں کی طرح اللہ تعالیٰ پر افتراء اور جھوٹ کا پلندا ہیں، اس لئے کہ نہ تو قادیان طاعون سے محفوظ رہا اور نہ مرزا قادیانی کا گھر۔ مرزا قادیانی قادیان میں طاعون کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"پھر طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۸۷، خزائن ج ۲۲)

تو مرزا قادیانی کے اس اعتراف سے قادیان میں طاعون کے دخول کے متعلق پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوگئی۔

مرزا قادیانی نے اگرچہ اپنے گھر کو کشتی نوح قرار دیا تھا لیکن اس کا عمل یہ بتاتا ہے کہ اس کو ایسی کوئی پیش گوئی نہیں ہوئی تھی، بلکہ اس نے صرف چندہ اکٹھا کرنے کے لئے ایک ڈھونگ رچایا تھا، مرزا قادیانی کا بیٹا اپنے باپ کے متعلق لکھتا ہے:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو صفائی کا بڑا خیال تھا، خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فنائیل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوا دیا کرتے تھے تا کہ ضرر رساں جراثیم مر جائیں۔ آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی منگوائی ہوئی تھی، جسے کوئلہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ ڈال کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اس وقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۹ روایت ۳۷۹)

''وبائی ایام میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے کہ کسی کارڈ کو بھی جو وباوالے شہر سے آتا، چھوتے تو ہاتھ ضرور دھو لیتے۔''

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۲۸ء ص ۵، منقول از اخبار الفضل قادیان ج نمبر ۲۵ نمبر ۱۲۲ ص ۵ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

مسلمان بھائیو! اگر واقعی اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے اس کے گھر اور اس کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا، تو مرزا قادیانی اتنے جتن کیوں کرتا؟ اس کو اللہ تعالیٰ کے وعدے پر بھروسہ کیوں نہیں تھا؟ لیکن مرزا قادیانی کے اتنے جتنوں کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوا، اور وہ گھر جس کو مرزا قادیانی نے کشتی نوح ٹھہرا تھا، اس میں بھی طاعون نے اپنا کام دکھانا شروع کر دیا تھا اور اس کے گھر کے کچھ آدمیوں پر حملہ آور ہوا تو مرزا قادیانی نے اس خوف سے کہ مجھ پر بھی طاعون حملہ نہ کرے، طاعون والوں کو اپنی کشتی (گھر) سے باہر نکالنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے:

''اس وقت تک خدا کے فضل و کرم اور جود و احسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیر و عافیت ہے۔ بڑی غوثان کو تپ ہو گیا تھا، اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے، احتیاطاً نکال دیا ہے اور ماسٹر

محمد دین کو تپ ہو گیا اور گلٹی بھی نکل آئی، اس کو بھی باہر نکال دیا ہے...... میں تو دن رات دُعا کر رہا ہوں اور اس قدر زور و توجہ سے دعائیں کی گئی ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہو گیا کہ وہم گذرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے اور خطرناک آثار ظاہر ہو گئے۔ اگر آتے وقت لاہور سے ڈس انفکیٹ کے لئے کچھ رَسکپو اور کسی قدر فنائل لے آویں اور کچھ گلاب اور سر کہ لے آویں تو بہتر ہو گا۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی کا مکتوب ۶ اپریل ۱۹۰۴ء مکتوبات احمدیہ ج ۵ حصہ چہارم ص ۱۱۵ وص ۱۱۶، مکتوب نمبر ۳۹)

اس پیش گوئی کا انجام یہاں تک ہوا کہ مرزا قادیانی کو بھی اپنی کشتی (گھر) سے نکل کر کہیں اور جانا پڑا، اس پر مرزا قادیانی پر حسب سابق پھر لعنتوں اور پھٹکاروں کی بوچھاڑ ہوئی کہ جس گھر کو اس نے خود کشتی نوح ٹھہرا تھا، اس میں خود اس کو بھی قرار نصیب نہ ہوا اور آخر کار ایک باغ میں پناہ لی اور بہانہ یہ بنایا کہ مجھے زلازل کے متعلق الہامات ہوئے ہیں، اس لئے میں اپنے گھر کو چھوڑ کر باغ میں آیا ہوں۔ مرزا قادیانی کا بیٹا اپنے باپ کی اسی تاویل کو ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

"کئی بیوقوف کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے اور تعجب ہے کہ میں نے بعض احمدیوں کے منہ سے بھی یہ بات سنی ہے (حق بات کے اعتراف میں کیا مضائقہ ہے...... فیصل آبادی) حالانکہ طاعون کے ڈر سے حضرت مسیح موعود نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا۔ اس وقت چونکہ زلازل کے متعلق آپ کو کثرت سے الہامات ہو رہے تھے، اس لیے آپ نے یہی مناسب خیال فرمایا کہ کچھ عرصہ باغ میں رہیں۔"

(خطبہ جمعہ بشیر الدین محمود، اخبار "الفضل" قادیان جلد نمبر ۲۰ نمبر ۱۳۴ ص ۶ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۳۳ء)

جس کشتی کے ملاح کا یہ حال ہو تو اس میں بیٹھنے والوں کا کیا حال ہوگا؟

(۱۴) مرزا قادیانی نے اپنی کل عمر کے متعلق یہ پیش گوئی کی:

"خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی (۸۰) برس کی

ہوگی، اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم ......اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چوہتر (۷۴) اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔ بہر حال یہ میرے پر تہمت ہے کہ میں نے اس پیش گوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعیین نہیں کی۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۵۸ وص ۲۵۹ در خزائن ج ۲۱، مثلہ حقیقت الوحی مندرجہ خزائن ص ۱۰۰ جلد ۲۲، تحفۃ الندوۃ ص ۵، خزائن ص ۹۳ ج ۱۹ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۸/۳۰، خزائن ص ۶۶ /۴۴ ج ۱۷۔ اربعین نمبر ۳ ص ۵۲ خزائن ص ۳۹۴ ج ۱۷ تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۷)

اصل بات جو اس پیش گوئی کے من گھڑت اور اللہ تعالیٰ پر افتراء ہونے پر دلالت کرتی ہے، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تردد نہیں ہوتا یعنی اللہ تعالیٰ کسی کام کے بارے میں یوں نہیں کہتا کہ فلاں کام یا یوں ہوگا یا یوں، بلکہ اللہ تعالیٰ جس چیز کی خبر اپنے بندے کو دیتا ہے وہ قطعی اور یقینی ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔ تو یہاں مرزا قادیانی کا اپنے کلام کو ۱۲ سال کی مدت کے دوران دائر کرنا ہی اس کے اللہ تعالیٰ پر افتراء پر دلالت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پیش گوئی بھی دوسری پیش گوئیوں کی طرح جھوٹی ثابت ہوئی، کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنی پیدائش کے متعلق اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے:

''میری پیدائش ۱۸۳۹ء ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔'' (کتاب البریہ ص ۱۴۶ احاشیہ، خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳)

اور مرزا قادیانی کی موت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واقع ہوئی۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۹ مصنف بشیر احمد بن مرزا قادیانی) تو جب مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہے اور اس کی تاریخ وفات ۱۹۰۸ء ہے تو اس کی کل عمر ۶۸ یا ۶۹ سال بنتی ہے، جو کہ اس کی پیش گوئی ۸۶ یا ۷۶ سال پر کسی طرح بھی منطبق نہیں ہوتی تو مرزا قادیانی اپنی اس پیش گوئی کی روشنی میں بھی کذاب اور افتراء پرداز ثابت ہوا۔

(۱۵) مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ہر نبی کے مبعوث ہونے کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی

ہے۔ اور میرے مبعوث ہونے کی غرض یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں عیسائیت کا خاتمہ کر دوں گا۔ اسی غرض کو مرزا قادیانی نے قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قلقل بجنور کے نام خط میں لکھا ہے اس کی یہ تحریر ملاحظہ ہو:

''جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں...... وہ اپنے مبعوث ہونے کی علت نمائی کو پالیتے ہیں اور نہیں مرتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آجائے۔ میرا کام جس کیلئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلا دوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت نمائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی؟ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔''

(اخبار ''بدر'' قادیان نمبر ۲۹ جلد ۲، ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء ص ۴)

اس تحریر میں مرزا قادیانی نے صاف طور پر اقرار کیا ہے کہ اگر میرے ہاتھ پر کروڑوں نشان بھی ظاہر ہو لیکن میں نے اگر عیسائیت کا خاتمہ اپنی زندگی میں نہ کیا تو میں جھوٹا ہوں۔

مسلمان بھائیو! فیصلہ آپ کے سامنے ہے کہ عیسائیت مرزا قادیانی کے دور سے لے کر آج تک باقی ہے اور وہ اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو آج تک تیز کیے ہوئے ہے، تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے عیسائیت کا خاتمہ کر دیا تھا؟ بلکہ عیسائیت کے ختم نہ ہونے کا اقرار تو خود قادیانیوں کو بھی ہے، مرزا قادیانی کی موت کے ۳۳ سال بعد قادیانی اخبار ''الفضل'' میں یہ اقرار موجود ہے، ملاحظہ ہو اس میں لکھا ہے:

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے (۱۳۷) مشن کام کر رہے ہیں، یعنی ہیڈ مشن، ان برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہیڈ مشن میں اٹھارہ سو سے زائد پادری کام کر رہے ہیں۔ (۴۰۳) ہسپتال ہیں، جن میں

(۵۰۰) ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ (۴۳) پریس ہیں اور تقریباً (۱۰۰) اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ (۵۱) کالج (۶۱۷) ہائی سکول اور (۶۱) ٹریننگ کالج ہیں۔ ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ مکتی فوج میں (۳۰۸) یورپین اور (۲۸۸۶) ہندوستانی مناد کام کر رہے ہیں۔ اس کے ماتحت (۵۰۷) پرائمری اسکول ہیں، جن میں (۱۸۶۷۵) طالب علم پڑھتے ہیں۔ (۱۸) بستیاں اور گیارہ اخبارات ان کے اپنے ہیں، اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں (۳۲۹۰) آدمیوں کی پرورش ہو رہی ہے اور ان سب کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزانہ (۲۲۴) مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ وہ تو اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے، احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی مشنریوں کے اس قدر وسیع جال کے مقابلہ میں اس کی مساعی کی حیثیت کیا ہے؟ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں انہیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔'' (اخبار ''الفضل'' قادیان مورخہ ۱۹ر جون ۱۹۴۱ء ص ۵)

مسلمان بھائیو! قادیانی اخبار کی شہادت جب مرزا قادیانی کے خلاف موجود ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نہ تو مرزا قادیانی کے دعوے سے عیسائیت کا کچھ بگڑا، نہ تثلیث کی بجائے توحید پھیلی، نہ ہی عیسائیت کے پھیلاؤ کو روکنے میں اس کو کوئی کامیابی حاصل ہوئی بلکہ اس کا اُلٹا اثر یہ ہوا کہ جب مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق پادری عبداللہ آتھم نہ مرا۔ (۱) تو منشی محمد اسماعیل جس نے مباحثہ کرایا تھا، عیسائی ہو گیا۔ (۲) محمد یوسف مرزائی جو مباحثہ کا سیکرٹری تھا، عیسائی ہو گیا۔ (۳) مرزا قادیانی کی بیوی کا خالہ زاد بھائی میر محمد سعید عیسائی ہو گیا۔ اور لوگ مرزا قادیانی کو خود اس کے اپنے الفاظ میں تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی سمجھنے پر مجبور ہوئے۔

مسلمان دوستو! یہ سارے شواہد مرزا صاحب کے دعوئ مسیحیت اور نبوت کے سچا ہونے کی گواہی دیتے ہیں یا جھوٹا ہونے کی؟ فیصلہ میں آپ کی عقل سلیم پر چھوڑتا ہوں۔

جب آپ مرزا قادیانی کی تردید اس کی زبان سے ملاحظہ فرما چکے ہیں، تو اب ریاض احمد

گوہر شاہی کی طرف بھی متوجہ ہوں۔اس نے بھی بہت سی چیزوں کو حق و باطل کا معیار ٹھہرایا ہے، لیکن خود یہ ان پر پورا نہیں اتر سکا بلکہ خود اسی کے مقرر کردہ معیار سے اس کی اپنی تردید ہوتی ہے۔اس کے بھی کچھ نمونے ملاحظہ ہوں:

(ا) ریاض احمد گوہر شاہی انسان کی گمراہی کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''آج حقیقت اس کے برعکس ہے، گانا، ساز وغیرہ جن میں نفس کی غذا ہے، کے ذریعہ بچے کو سلایا جاتا ہے اور سینماؤں، تھیٹروں میں بچوں کو لے جایا جاتا ہے اور پھر وہ بڑے ہو کر اپنی نفسانی محفلوں کی بدولت شیطان کے مرید اور آلہ کار بن جاتے ہیں اور اپنی ساری عمر جانوروں کی طرح گذار کر چلے جاتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشاد باری ہے:

''وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔اولئک کالانعام بل هم اضل'' لیکن شیطان کا مرید ہونے کے باوجود پھر دعویٰ اُمتی کرتا ہے، چونکہ جس طرح نافرمان بیٹے کو باپ جائیداد سے لاتعلق کر دیتا ہے اسی طرح نافرمان امتی کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے تعلق کر دیتے ہیں۔ایسے نفسانی لوگ نفس کی اصلاح میں اگر لگتے بھی ہیں، تو کامیاب نہیں ہوتے، کیونکہ نفس ان پر مکمل سوار رہتا ہے، جب تک کسی کامل کا سہارا اور اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال نہ ہو تو کچھ نہیں بنتا......نفس امارہ والے کی نشانی یہ ہے کہ اسے گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے بھی کسی طرح کا رنج و ملال نہیں ہوتا بلکہ وہ خوشی اور فخر محسوس کرتا ہے۔'' (روشناس ص ۱۵)

اس عبارت میں گوہر شاہی نے انسان کی گمراہی کے تین اسباب بیان کئے ہیں۔(ا) گانا و ساز سے لطف اندوز ہونا (۲) سینماؤں اور تھیٹروں کا عادی ہونا (۳) گناہ پر رنج و افسوس نہ ہونا بلکہ اس پر فخر اور خوشی محسوس کرنا۔جو شخص ان تین اسباب میں مبتلا ہو اس کے لئے دو وعیدیں بیان کی ہیں۔(ا) ایسا انسان جانوروں سے بدتر اور شیطان کا آلہ کار بن جاتا ہے۔(۲) ایسے شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی کہلانے کا حق نہیں ہے۔

یہ تو گوہر شاہی کا مقرر کردہ معیار ہے کہ جو شخص ان باتوں میں مبتلا ہوگا وہ گمراہ ہے۔ لیکن جب ہم خود اس کے اپنے اعمال کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو یہ خود بھی ان میں مبتلا نظر آتا ہے۔ گانے اور ساز میں مبتلا ہونے کی تصدیق درج ذیل عبارات سے ہوتی ہے:

گوہر شاہی کا مرید اس کے امریکہ کے دورے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اس کے بعد ذکر کی محفل شروع ہوئی، سرکار (گوہر شاہی) نے ان سے کہا پہلے آپ لوگ اپنے طریقے کا ذکر کریں جس پر انہوں نے سرکار کو مرکز میں بٹھا کر ان کے گرد دو دائروں کی شکل میں کھڑے ہو گئے، پھر گٹار اور دَف کی دُھن میں ان لوگوں نے لا الہ کا ذکر کیا۔ دائرے میں سب لوگوں نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے۔ تین دفعہ کہتے ہوئے وہ دائیں جانب جاتے تھے، پھر تین دفعہ کہتے ہوئے بائیں جانب چار دفعہ کہتے ہوئے آگے آتے تھے۔ یہ ان کے ذکر کے ساتھ ڈانس کرنے کا طریقہ تھا، یاد رہے کہ امریکہ میں صوفی ڈانسنگ کا طریقہ یہیں سے نکلا ہے جس میں لوگ موسیقی کی دُھن پر ناچتے ہوئے خدا کا ذکر کرتے ہیں۔ ذکر کے بعد دَف کی دُھن پر لا الہ اور اللہ ہو کا ذکر ہوا...... یہ مناظر واقعی دیکھنے والے تھے۔ سرکار (گوہر شاہی) ایک شان کے ساتھ تشریف فرما تھے اور سب لوگ سرکار کے گرد خدا کا ذکر کرتے ہوئے ناچ رہے تھے۔''

(گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۱۸)

گوہر شاہی ایک اور مقام پر رقص کے متعلق کہتا ہے:

''رقص دل کی دھڑکن کو تیز اور نمایاں کرنے کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ اس دھڑکن کے ساتھ خدا کا ذکر کیا جا سکے، جن لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اور صرف رقص ہی کرتے رہے وہ کچھ بھی نہ پا سکے۔'' (گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۴۷)

''ایک اور شخص نے پوچھا لوگ موسیقی کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ سرکار (گوہر شاہی) نے فرمایا جو چیز بھی خدا کی طرف مزا دے، اسے کرنے میں

کوئی حرج نہیں ہے اگر موسیقی یا رقص سے ذکر میں سرور آتا ہے اور خدا کی محبت بڑھتی ہے تو اس میں حرج نہیں۔" (گوہر شاہی کے یادگار لمحات ص ۳۹)

اپنی آپ بیتی میں گوہر شاہی عورتوں کے رقص کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"چلہ گاہ کے باہر گھنٹیوں کی آوازیں شروع ہوگئیں اور آہستہ آہستہ میوزم کی طرح بلند ہونے لگیں۔ میں نے چلہ گاہ سے اٹھ کر دیکھا پندرہ بیس لڑکیاں گول دائرے کی شکل میں رقص کررہی تھیں، جسم پتلے اور قد درمیانہ تھے، پشت پر پرندوں کی طرح پر لگے ہوئے تھے، جن کے اوپر بال تھے۔ رقص بھی انوکھا اور مخلوق بھی عجیب تھی۔ سماں بھی دن کی طرح ہوگیا تھا۔ میں نے سمجھا پریاں ہیں اور ان کا رقص دیکھنے میں محو ہوگیا، آواز آئی انہیں چھوڑ ذکر کر۔ میں نے کہا ذکر تو روز ہی کرتے ہیں اور روز ہی کریں گے، لیکن یہ رقص تو کبھی نہیں دیکھا اور شاید آئندہ بھی نہ دیکھ پائیں، میں چاہتا تھا کہ ان کی شکل بھی صاف صاف نظر آئے، میں دو قدم آگے بڑھتا، ان کا دائرہ بھی دو قدم پیچھے ہٹ جاتا اور اسی طرح بڑھتے ہٹتے ہوئے اور ان کے چہرے کا تجسس لئے ہوئے میں باغ سے باہر نکل گیا۔"

(روحانی سفر ص ۲۳)

گوہر شاہی کا حال دیکھیں، دوسروں کو تو گانا، ساز اور ناچ کی وجہ سے گمراہ اور شیطان کا آلہ کار ٹھہراتا ہے لیکن خود ذکر کے نام پر رقص، ساز اور غیر محرم عورتوں کا رقص دیکھنے سے بھی نہیں شرماتا۔ گوہر شاہی اپنی سینمابینی کی عادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"شادی کرلی، تین بچے ہوگئے اور کاروبار میں مصروف ہوگیا۔ زندگی کا مطلب یہی سمجھا کہ تھوڑے سے دن کی زندگی ہے، عیش کرلو۔ فالتو وقت سینماؤں اور تھیٹروں میں گزارتا، روپیہ اکٹھا کرنے کے لئے حلال وحرام کی تمیز جاتی رہی، کاروبار میں بے ایمانی، فراڈ، اور جھوٹ شعار بن گیا یہی سمجھئے کہ نفسِ امارہ کی قید میں زندگی کٹنے لگی۔" (روحانی سفر ص ۷و ص ۸)

مسلمان بھائیو! گوہر شاہی نے ساز وناچ وگانے اور سینما وتھیٹر کے عادی شخص

کو گمراہ اور شیطان کا آلہ کار ٹھہرایا ہے اور ایسے شخص کے بارے میں کہا ہے کہ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے، لیکن تصویر کا دوسرا رُخ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ یہ خود بھی ناچ، گانے، ساز اور سینماؤں میں تھیٹر کا عادی تھا اور اس نے بڑے فخر سے ان کبیرہ گناہوں کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے تو یہ خود ہی اپنی تحریر اور طے کردہ معیار سے گمراہ شیطان کا آلہ کار ٹھہرا، اور اس کو اپنے اس طے کردہ معیار کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی کہلانے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔

(۲) گوہرشاہی نفسِ امارہ کے متعلق لکھتا ہے:

"نفسِ اِمارہ کافروں میں ہوتا ہے اور یہ بھی مثل کافر ہی کہلاتے ہیں۔"

(روشناس ص۱۹)

دوسری جگہ لکھتا ہے:

"نفسِ اِمارہ انسان کے اندر کتے کی شکل میں ہوتا ہے۔" (روشناس ص۱۶)

گوہرشاہی کی ان تحریروں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نفس امارہ مسلمان میں نہیں ہوتا بلکہ کافر میں ہوتا ہے اور وہ بھی کتے کی شکل میں۔ دوسری جگہ گوہرشاہی نے خود لکھا ہے کہ میرے اندر سے کتا برآمد ہوا۔ ملاحظہ ہو:

"ایک دن ذکر جہر کی ضربیں لگا رہا تھا، دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا موٹا تازہ کتا سانس کے ذریعہ باہر نکلا اور بڑی تیزی سے بھاگ کر دور پہاڑی پر بیٹھ کر مجھے گھورنے لگا۔ اور جب ذکر کی مشق بند کی تو دوبارہ جسم میں داخل ہوگیا۔ اب دوران ذکر گاہے بگاہے میں اس کتے کو دیکھتا، کچھ عرصہ کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ کافی کمزور ہو چکا تھا۔ ایک دن ایسا بھی آیا کہ وہ جسم سے نکلتا لیکن کمزور ہونے کی وجہ سے بھاگ نہ سکتا۔ اللہ ھو کی ضربوں سے اس طرح چیختا چلاتا جیسے اسے کوئی ڈنڈوں سے مار رہا ہو۔ اب کئی دنوں سے اُس کا جسم سے نکلنا بند ہو گیا تھا، لیکن دوران ذکر ناف کی جگہ بچے کی طرح رونے کی آواز آتی کہ ہائے میں مر گیا، ہائے

میں جل گیا۔" (روحانی سفر ص ۲۱ و ص ۲۲)

جب گوہر شاہی نے خود یہ لکھا ہے کہ نفس امارہ کافر شخص میں ہوتا ہے اور وہ اس کے اندر کتے کی شکل میں رہتا ہے، اور اس کو اپنے اندر سے کتے کے نکلنے کا بھی اقرار ہے تو یہ بھی اپنے اندر سے کتے کے نکلنے کی وجہ سے کافر ٹھہرا۔

(۳) گوہر شاہی ضرورت مرشد کے ذکر میں لکھتا ہے:

"جس کا مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔" (مینارہ نور ص ۵)

گوہر شاہی کا بھی کوئی مرشد نہیں تھا جیسا کہ اس نے خود لکھا ہے:

"بزرگ نے کہا ان کے ساتھ جاؤ اور مسواکیں کاٹ لاؤ۔ میں ان کے دو آدمیوں کے ساتھ قریبی جنگل میں چلا گیا اور جھال کی مسواکیں توڑنے لگا۔ تھوڑی دیر میں سیر سوا سیر کی لکڑیاں اکٹھی کرلیں۔ دوسرے ساتھی مجھ سے زیادہ توڑ چکے تھے، کہنے لگے انہیں اٹھاؤ اب واپس چلتے ہیں، انہوں نے فوراً اٹھالیں۔ میں نے بڑی کوشش کی لیکن اٹھا نہ سکا، حیران تھا کہ دو من کی بوری اٹھالیتا ہوں لیکن یہ معمولی سا وزن کیوں نہیں اٹھ رہا۔ میری پریشانی پر وہ لوگ ہنسے اور کہنے لگے مرشد تو ہے نہیں اور فقر کے لئے نکل پڑا۔ سوچا مرشد تو ابوبکر حواری کا بھی نہیں تھا وہ کیسے کامیاب ہوئے؟ جب گھر سے نکل پڑا تو پوری قسمت آزمالے۔" (روحانی سفر ص ۵ و ص ۶)

تو جب اس کا اپنا کوئی مرشد نہیں ہے تو یقیناً اس کا مرشد بھی شیطان ہی ہوگا۔ یہ گوہر شاہی پر الزام نہیں ہے بلکہ اس نے خود بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ شیطان سے مجھے راہ ہدایت نصیب ہوئی ہے جیسا کہ اس نے لکھا ہے:

"ایک دن پتھریلی جگہ پر پیشاب کر رہا تھا۔ پیشاب کا پانی پتھروں پر جمع ہو گیا اور ویسا ہی سایہ مجھے پیشاب کے پانی میں ہنستا ہوا نظر آیا۔ میری اس وقت کیا حالت تھی میں بیان نہیں کرسکتا۔ میں جس کو ایک روحانی چیز سمجھتا تھا، جس کے حکم کے مطابق گھر بار چھوڑا، ماں باپ، بیوی بچوں کی محبت کو ٹھکرایا۔ آج میں اس سے بدگمان ہو چکا تھا۔ اگر وہ سایہ رحمانی ہوتا تو ناپاک جگہ کیوں نظر آتا؟ یہی خیال

اور یقین تھا کہ یہ کوئی شیطانی روح ہے، جو تیرے ساتھ لگ گئی، اور تجھے بالکل برباد کر کے اپنا اصل دکھایا۔ اسم اللہ بھی رگ رگ میں بس چکا تھا، اس کو بھی چھوڑنے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ جب دل کی طرف دیکھتا تو سوچتا اسی سایہ کی وجہ اور مدد سے میں اس قابل ہوا۔ لیکن پھر وہ بات سامنے آجاتی، سمجھ میں نہ آتا کیا کروں۔ آخر اپنی سابقہ زندگی کا بغور مطالعہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اس سایہ کے لگنے سے پہلے تیرا ہر قدم گناہوں میں تھا...... گو یہ سایہ شیطانی ہی سہی لیکن اس کی وجہ سے تجھے ہدایت ہوئی، اب اس سایہ سے کوئی مطلب نہ رکھ بلکہ ہدایت سے مقصد ہے۔" (روحانی سفر ص ۲۰)

ایک اور جگہ اسی شیطانی سایہ سے ہدایت پانے کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"دل میں سخت ملال ہے اور اس سایہ پر بڑا غصہ آرہا ہے جی چاہتا ہے کہ سایہ کو خوب گالیاں بکوں لیکن یہ بھی خیال آتا ہے کہ اس سے ہدایت بھی ہوئی اور خون جگر پی کے رہ جاتا ہوں۔" (روحانی سفر ص ۲۱)

گوہر شاہی کہتا ہے کہ شیطان نے مجھے اپنے کردار سے متاثر کیا تھا، جس کی وجہ سے اب میں) جب بھی درود شریف پڑھتا ہوں تو اعوذ باللہ الخ نہیں پڑھتا۔

چنانچہ لکھا ہے:

"ایک دفعہ تو اس نے ہمارے ذہن کو بھی کچھ دن کے لئے متاثر کر دیا تھا، اس کا واقعہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ شیطان سے ہماری گفتگو ہوئی، اس نے کہا کہ: میں جو کچھ بھی کرتا ہوں، یہ سب دراصل میری اور خدا کی ملی بھگت ہے اور میں جو کچھ بھی کرتا ہوں یہ سب اس کی مرضی سے ہی کرتا ہوں۔ پھر اس نے کہا کہ اصل میں خدا کی بے پناہ رحمت کی وجہ سے سارے فرشتے، حوریں اور سب مخلوق خدا سے بے خوف ہو گئے تھے۔ پھر خدا نے مجھ سے کہا کہ:

اب تو معاملہ خراب ہو گیا ہے۔ اب اسے درست کرنا چاہئے۔ اس کے بعد ہی میں نے آدم کو سجدے سے انکار کیا اور اس کو جنت سے باہر نکلوایا۔ اس طرح مجھے

لعین قرار دیا گیا۔ فرشتوں اور دوسری مخلوق نے جب دیکھا کہ خدا کے اس قدر نزدیک رہنے اور اس کی عبادت کرنے والا بھی خدا کے غضب میں آ گیا تو ان میں بھی پھر سے خدا کا خوف آ گیا۔ یہ سب میں نے اسی کے حکم سے کیا۔ تم ہی بتاؤ کہ خدا کی مرضی کے خلاف کوئی کچھ کر سکتا ہے؟ سرکار (گوہر شاہی) نے کہا اس کی یہ دلیلیں سن کر یہ اثر ہوا کہ ہم نے درود کی محفل میں اعوذ باللہ پڑھنا چھوڑ دیا کہ جب سب کچھ اس کی مرضی سے ہوا تو یہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور یہ سب تو خدا نے ایسے ہی ایک کھیل بنا دیا ہے۔" (یادگار لمحات ص ۴)

مسلمان بھائیو! آپ اندازہ فرمائیں کہ جو شخص شیطان سے اس حد تک متاثر ہو کہ وہ اس کی الٹی سیدھی بکواسات سے احکام شریعت کو پس پشت ڈال دیتا ہو تو اس کے شیطان کے مرید ہونے میں اور اس کے آلہ کار ہونے میں کیا شبہ ہے؟ ایسا شخص انسان کو گمراہیت کے راستہ پر نہیں ڈالے گا تو اور اس سے کس چیز کی اُمید کی جا سکتی ہے؟ کس منہ سے یہ لوگوں کو اپنا مرید ہونے کی دعوت دیتا تھا؟ اب آپ کو اختیار ہے کہ آپ اس کے گمراہ ٹولے میں شامل ہو کر اپنا سلسلہ شیطان کے ساتھ منسلک کریں یا کسی اللہ والے کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسلک کریں۔

(۴) گوہر شاہی کا کہنا ہے کہ کوئی بدعت والی بات اگر پیروں اور فقیروں میں دیکھو یا ان کو فسق و فجور میں مبتلا دیکھو جس سے دین کی تباہی کا خطرہ ہو تو ان سے فوراً جدا ہو جاؤ۔ جیسا کہ اس نے لکھا ہے:

"اس طرح کوئی بدعت والی بات اگر پیروں فقیروں میں دیکھے تو ان سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ افضل اور حق بات کلام اللہ کی ہے اور کسی بھی عالم یا پیر کو قرآن پاک پر فضیلت نہیں۔ کوئی بھی وہ کام جس سے بدعت، فسق و فجور یا دین کی تباہی کا خطرہ ہو وہ گناہ در گناہ ہے۔ خود تو خود دوسروں کو بھی اس میں شامل نہ کریں۔"

(مینارۂ نور ص ۲۹)

لیکن جب ہم گوہر شاہی کے اعمال کی طرف دیکھتے ہیں تو اس کے اعمال اور تعلیمات

میں بہت سی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جن سے مسلمانوں کے دین کے تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔ مثلاً اس نے طریقت کی آڑ میں شریعت کا انکار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"جس طرح دنیاوی قاعدے اور قوانین ہیں۔ اسی طرح شریعت اور طریقت کے بھی اپنے اپنے قاعدے اور قانون ہیں، شریعت کے قاعدے قانون علمائے دین سکھاتے ہیں جب کہ طریقت کے قاعدے قانون درویشوں سے سیکھے جاسکتے ہیں۔ جس طرح امریکہ کے قاعدے قانون پاکستان میں لاگو نہیں ہوتے، اسی طرح پاکستانی قوانین امریکہ میں لاگو نہیں کئے جاسکتے، طریقت کے قاعدے قانون شریعت پر اور شریعت کے قاعدے قانون طریقت پر لاگو نہیں ہوسکتے۔ اکثر علماء کہتے ہیں شریعت ہی میں طریقت، حقیقت اور معرفت موجود ہے، جس سے ہمیں اختلاف ہے۔" (حق کی آواز ص ۱۰)

ملاحظہ فرمائیں! کہ گوہر شاہی کس قدر دریدہ دہنی سے طریقت کی آڑ میں شریعت کا انکار کررہا ہے، حالانکہ اہل طریقت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طریقت شریعت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ تو جو شخص گوہر شاہی کی اس نام نہاد طریقت پر چلے گا، جو کہ اس نے شیطان سے حاصل کی ہے، تو وہ آخر کار دین اسلام سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے گا، کیونکہ گوہر شاہی طریقت میں کسی مذہب کی قید نہیں ہے جیسا کہ اس نے لکھا ہے:

"ہم بلاتفریق نسل و مذہب لوگوں کو اللہ کی محبت کا درس دے رہے ہیں۔"

(صدائے فروش ۱۲/ربیع الاوّل ۱۴۱۹ھ)

"کچھ لوگ مذہب کے ذریعہ پاک صاف ہوتے ہیں اور کچھ لوگ کسی ولی کی محبت اور نظر سے بھی صاف ہوجاتے ہیں۔" (گوہر شاہی ص ۶)

"اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو، خواہ تمہارا تعلق کسی بھی فرقہ یا مذہب سے ہو۔ مسلمان یہ کہیں گے کہ بغیر کلمہ پڑھے کوئی کیسے اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے؟ جب کہ عملی طور پر ایسا ہو رہا ہے، عیسائی، ہندو اور سکھوں کے ذکر بغیر کلمہ پڑھے چل رہے ہیں۔" (گوہر ص ۴)

''اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو خواہ تمہارا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔'' (فرمان گوہر شاہی بر پشت مینارۂ نور، تحفۃ المجالس)

ان عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ گوہر شاہی طریقت میں مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں ہے بلکہ مسلمان کے علاوہ ہندو، ہندو رہ کر، سکھ، سکھ رہ کر بھی اس کی طریقت پر چل سکتا ہے۔ گوہر شاہی کے نزدیک اگر کوئی اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائے تو اس کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہے، بس اگر وہ اس کا بتایا ہوا ذکر ''اللہ ہو'' کرتا رہے تو اس کی نجات ہو جائے گی حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ان الدین عنداللہ الاسلام" (آل عمران ۳:۱۹)

''یعنی دین تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہی معتبر ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه. (آل عمران: ۸۵)

''جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے گا تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

مسلمان بھائیو! آپ خود فیصلہ فرمائیں گے کہ جو شخص گوہر شاہی کی اس مزعومہ طریقت پر چلے گا تو کیا اس کی تباہی اور اس کے دین کی تباہی یقینی نہ ہوگی؟ حالانکہ گوہر شاہی خود کہہ چکا ہے کہ پیر کے کسی کام کی وجہ سے اگر دین کی تباہی کا خطرہ ہو تو اس سے جدا ہو جاؤ؟ گوہر شاہی کے پیروکار اگر اس کو اپنا رہنما سمجھتے ہیں تو اس کے اس کلام کو معیار ٹھہرا کر اس سے فوراً جدا ہو جائیں اور سابقہ گناہوں کی معافی مانگیں۔

(۵) گوہر شاہی نے کہا ہے کہ نماز میں سستی کرنے والے اور بھنگ اور چرس پینے والے آخر کار نبوت کا دعویٰ اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں، اور شیطان ایسوں کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

''پانچویں قسم انٹرنیشنل فقیروں کی ہے جو نفس کی خاطر ہر ولی کا روپ دھار لیتے ہیں۔ یعنی لمبے لمبے چغے گلوں میں لمبی لمبی تسبیحات ہاتھوں میں لوہے کے کڑے یا زنجیریں، اکثر مونچھوں داڑھی چٹ، ایمان چٹ، نماز روزہ سے بیزار اور بھنگ اور چرس میں ہوشیار ہیں۔ ان کو خیرات دینا بھی دین سے زیادتی ہے۔ کیونکہ ان

کے خیراتی مال سے چنڈو خانوں میں سخاوت ہوتی ہے، اور پھر نشے میں کوئی خدائی دعویٰ، کوئی نبوت کا دعویٰ اور کوئی صحابہ کرام کو گالیاں اور کیا کیا خرافات بکتے ہیں۔ العیاذ باللہ! ان ہی کے لئے حدیث مبارکہ میں ہے:

لا تجلسوا مع اهل البدعة .

''یعنی اہل بدعت کے ساتھ مت بیٹھو۔''

دوسری جگہ ہے:

اهل المبتدع كلاب النار .

''اہل بدعت دوزخ کے کتے ہیں۔(بخاری شریف) (مینارۂ نور ص ۲۳ و ص ۲۴)

دوسری کتاب میں لکھتا ہے:

اب سن قصہ شیطان کا ہے جو تجھ پہ غلبہ جما
روکتا ہے اس قلم کو بھی کہ میرا پردہ نہ اٹھا
کبھی تو آئے گا بن کے پیر تیرا یا فقیر کوئی
کہ تو ہے منظور نظر تجھے نمازوں سے کیا
کبھی کہے گا پی لے بھنگ ہے یہ شراب طہورا
دے کے عجیب و غریب چکر کرے گا تجھے گمراہ

(تریاق قلب ص ۸۹)

لیکن جب ہم گوہر شاہی کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بھی نماز و روزہ سے بیزار اور بھنگ پینے میں ہوشیار نظر آتا ہے۔ جیسا کہ اس نے خود کئی سال تک نماز نہ پڑھنے کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

''ایک دفعہ ذکر سے مستی کا عالم بڑھا اور پھر وہ سکر و جذب میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا۔ ہر وقت اللہ ھو کے ذکر اور تصور میں ڈوبا رہتا، سخت دھوپ میں پہاڑوں پر ادھر ادھر دوڑتا رہتا۔ نمازوں میں کوتاہی ہونا شروع ہو گئی۔ داڑھی مونچھ، سر اور

بغلوں کے بال وغیرہ بہت بڑھ گئے، حتیٰ کہ وہ روز کا نہانا بھی جاتا رہا، جسم سے بدبو محسوس ہونے لگی، بغیر وضو کے منہ دھونا بھی مصیبت بن گیا۔" (روحانی سفر ص ۴۶)

دوسری جگہ لکھتا ہے:

"درد اور بدگمانی کی وجہ سے آج مجھ سے کوئی نماز ادا نہ ہوئی۔ سارا دن مستانی کی جھونپڑی میں پڑا رہا حتیٰ کہ مغرب کی نماز کا وقت ختم ہو گیا۔" (روحانی سفر ص ۲۴)

"تقریباً ایک سال بعد نمازیں بھی ختم ہو گئیں اور وہ اللہ ھو بھی بے کیف رہ گیا۔ اپنے آپ کو کولھو کے بیل کی طرح پایا۔" (روحانی سفر ص ۳)

"اس دن کے بعد یعنی بیس سال کی عمر سے بتیس سال کی عمر تک اسی گدھے کا اثر رہا، نماز وغیرہ سب ختم ہو گئی، جمعہ کی نماز بھی ادا نہ ہو سکتی۔" (روحانی سفر ص ۷)

ملاحظہ فرمائیں! کہ گوہر شاہی صاف الفاظ میں اپنے نماز نہ پڑھنے کا اعتراف کر رہا ہے۔ بھنگ پینے کے متعلق ماقبل میں تفصیل سے حوالوں کو نقل کر چکا ہوں، یاد دہانی کے لئے ایک حوالہ دوبارہ درج کرتا ہوں، گوہر شاہی لکھتا ہے:

"اب وہ بزرگ بھنگ کا گلاس پیش کرتے ہیں اور میں پی جاتا ہوں، اور اس کو بے حد لذیذ پایا۔ سوچتا ہوں بھنگ کتنا ذائقہ دار شربت ہے، خواہ مخواہ ہمارے عالموں نے اسے حرام کہہ دیا۔" (روحانی سفر ص ۳۵)

مسلمان بھائیو! گوہر شاہی نے خود ہی لکھا ہے کہ نماز پڑھنے والے اور بھنگ پینے والے نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس کا خود نماز نہ پڑھنا اور بھنگ پینا بھی ثابت ہو چکا ہے اور اس نے مہدویت، مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا، جیسا کہ ماقبل میں اس پر تفصیل سے لکھ چکا ہوں تو اب اس کے گمراہ ہونے اور اپنی تحریر کی روشنی میں کذاب ہونے میں کیا شک ہے؟! اگر گوہر شاہی کے پیروکار مینارۂ نور کے ص ۲۳ و ص ۲۴ کی عبارت کو جو میں نے نقل کی ہے، واقعی اس کی تحریر سمجھتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ ایسے بے نمازی اور بھنگی مہدی، مسیح اور نبی سے فوراً بے زاری کا اظہار کریں، تا کہ ان کو کل قیامت کے دن سیدنا و مولانا، خاتم النبیین، حبیب کبریا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کی شفاعت نصیب ہو سکے۔ ☆☆☆☆☆☆......☆☆☆☆☆☆☆

باب ہفتدہم

انگریز کی پشت پناہی مرزا قادیانی اور گوہر شاہی

مسلمان بھائیو! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ انگریز نے کبھی بھی کسی خاص مقصد کے بغیر کسی کی پشت پناہی نہیں کی، مسلمانوں کے ساتھ ہمیشہ سے ان کی عداوت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، لیکن جب ہم مرزا قادیانی اور گوہر شاہی اور ان کی نام نہاد اُمت پر نظر ڈالتے ہیں تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ان کو ہمیشہ سے انگریز کی پشت پناہی حاصل رہی ہے یہ ان پر الزام نہیں ہے بلکہ اس کی تصدیق خود ان کے اپنے لٹریچر سے بھی ہوتی ہے۔ اس باب کے عنوان کے تحت مختصر طور پر کچھ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

پہلے مرزا قادیانی کی تحریرات میں سے بعض تحریرات کو نقل کرتا ہوں، جن میں اس نے واضح الفاظ میں اپنے آپ کو انگریز کا ایجنٹ اور اس کی عنایات پر پلنے والا، اور اس کا خود کاشتہ پودا ٹھہرایا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ اس وقت کیا تھا، جس وقت ہندوستان میں انگریز کی حکومت تھی اور وہ ہندوستان پر زبردستی قابض تھا، مرزا قادیانی سے جہاں تک ہوسکا اس نے لوگوں کو انگریز کی حمایت کے لئے اُبھارا۔ انگریزی حکومت کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(ا) ''ہمیں اس (انگریزی) گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا ہے کہ سلطانِ روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔

(مجموعہ اشتہارات ص ۹۵ ج ۳)

''اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارہ ہوسکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں۔ تو پھر کس طرح سے ہوسکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔''

(ملفوظات احمدیہ ص ۲۶ ج اوّل۔ احمدیہ انجمن اشاعت لاہور)

(۲) مرزا قادیانی اپنے پیروکاروں کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:
''نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو تقریباً ۱۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں، یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کی ظل حمایت میں ہمارا ''فرقہ احمدیہ'' چند سالوں میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجوں سے محفوظ ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ص۵۸۲ ج۳)

(۳) ''اگر انگریزی سلطنت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو (مسلمان) ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے، لیکن یہ دولت برطانیہ غالب اور باسیاست جو ہمارے لئے مبارک ہے، خدا اس کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے جو کمزوروں کو اپنی مہربانی اور شفقت کے بازو کے نیچے پناہ دیتی ہے۔'' (نور الحق حصہ اوّل ص۴)

(۴) ''اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدری بندگانِ خدا کی میرا اصول ہے۔ اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔'' (ضمیمہ کتاب البریہ ص۹)

(۵) مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں نے انگریزی سلطنت کی تائید میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ چنانچہ لکھتا ہے:
''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس المایاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور

شام اور کابل اور روم تک پہنچادیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

(تریاق القلوب ص ۲۷ وص ۲۸، خزائن ص ۱۵۵ وص ۱۵۶ ج ۱۵)

(۶) "مرزا قادیانی اپنے ایک اشتہار میں اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میرا خاندان پچاس برس سے انگریز کا جانثار خاندان ثابت ہوا ہے اور اس بات کا بھی اقرار کرتا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ یہ اشتہار مرزا قادیانی نے انگریز حکومت کے سامنے پیش کرنے کے لئے اور اس کو خوش کرنے کے لئے لکھا تھا، اس کا یہ اقرار بھی ملاحظہ ہو:

"سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام۔ لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔" (مجموعہ اشتہارات ص ۲۱ ج ۳)

(۷) جو مسلمان انگریز کے خلاف آزادی کے لئے کوشش اور اس کے ساتھ جہاد کر رہے تھے، ان کے متعلق مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں، سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت ہے، کیونکہ جس کے احسانات کا

شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔''

(شہادت القرآن ص ۸۴، خزائن ص ۳۸۰ ج ۶)

(۸) مرزا قادیانی اپنی خاندانی خدمات کا تفصیل سے تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے چٹھیاتِ خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں، ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا (مراد مسلمان ...... فیصل آبادی) سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔'' (کتاب البریہ ص ۳ و ص ۴ و ص ۵، اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء مندرجہ روحانی خزائن ص ۴ و ص ۵ و ص ۶ ج ۱۳)

''اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آ گیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عند الضرورت خدمتیں بجالاتا رہا۔ یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک

وقت اپنی عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غم خواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا، تن ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا، جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہیں اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں، اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا۔ پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔ لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا..... سو میں اس کی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے اٹھا اور خدا میری مدد پر تھا اور میں نے اسی زمانہ سے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا جو اس میں احسانات قیصرہ ہند (برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ...... فیصل آبادی) کا ذکر نہ ہو اور نیز اس کے ان تمام احسانوں کا ذکر ہو جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔" (نور الحق حصہ اوّل ص ۲۸ و ص ۲۹، خزائن ص ۳۸ و ص ۳۹ ج ۸)

"پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے، پوری استقامت سے کام لیا، کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ نہیں۔"

(کتاب البریہ اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء ص ۷، خزائن ص ۸ ج ۱۳)

"اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سے سب سے زیادہ واجب ہے، کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر نہ ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔ (تحفہ قیصریہ ص ۲۷، خزائن ص ۲۸۳ و ص ۲۸۴ ج ۱۲)

(۹) انہی خدمات پر بس نہیں بلکہ مرزا قادیانی انگریز کو ان مسلمانوں کے جو اس کے ساتھ اپنی آزادی کے لئے جہاد کر رہے تھے، بطور جاسوسی کے خفیہ نقشہ جات بھی تیار کر کے دیتا تھا اور انگریز کو اپنے قیمتی مشوروں سے بھی نوازتا تھا۔ جیسا کہ یہ خود ان نقشہ جات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا تا کہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں، جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں بادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۲۲۷ ج ۲)

مسلمان بھائیو! کیا مذکورہ بالا حوالوں میں کسی تاویل کی گنجائش ہے؟ کیا مذکورہ تمام عبارات اس بات پر دلالت نہیں کرتیں کہ مرزا قادیانی واقعی انگریز کا ٹاؤٹ اور اس کا خود کاشتہ پودا تھا؟ کیا کوئی حقیقی مسلمان کفار سے ایسے نازیبا تعلقات رکھنا پسند کرے گا؟ مرزا قادیانی نے اپنے تعلقات بڑھانے کے لئے جس قدر انگریز کی چاپلوسی اور کاسہ لیسی کی ہے کیا اس کی نظیر کسی لیڈر ،شاعر، دانشور اور کسی سرکاری افسر کی زندگی میں ملتی ہے؟ جو شخص مسلمانوں کے خفیہ راز اور ان کی ایک ایک حرکت کے نقشہ جات تیار کر کے انگریز کو دیتا ہو اس کے انگریز کا جاسوس ہونے میں کیا شبہ ہت؟ یہی وہ اہم کام ہے جس کے لئے انگریز آئے روز مسلمانوں کے مقابل مسلم ممالک میں جھوٹے مہدی اور جھوٹے مسیح تیار کرتا ہے تاکہ ان کے ذریعہ اور ان کے چیلوں کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈہ کی راہ ہموار کی جاسکے۔ افسوس! کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان پھر بھی ان کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی دنیا اور آخرت برباد کر لیتے ہیں۔

اب تک جو کچھ اس باب کے تحت عرض کیا گیا ہے یہ تو فتنہ قادیانیت کے متعلق تھا، اب ذرا گوہر شاہی کی طرف آتے ہیں، جس طرح یہود و ہنود اور عالم کفر نے فتنہ قادیانیت کی آبیاری اور پشت پناہی کی ہے، اسی طرح انہوں نے فتنہ گوہر شاہیت کو بھی مسلمانوں میں مقبول بنانے کے لئے اور اس کی خرافات کو عوام میں رائج کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ گوہر شاہی نے جب انگریزی ایماء پر چاند اور حجر اسود پر اپنی شبیہ ظاہر ہونے کا ڈھونگ رچایا تھا تو امام کعبہ کی تردید کے باوجود یہود و ہنود اور کفریہ طاقتوں کے اخبارات نے جن میں اخبار ''گارجین'' اور ''پیغام'' بھی شامل ہے، اس کی خوب اشاعت کی تھی، اور اس پر مہر تصدیق کے لئے ''انسٹیٹیوٹ آف فورین سک کمپیوٹر سائنسز'' کے ڈاکٹر ''جان ایسٹ وڈ'' اور خلائی ادارے ''ناسا'' (NASA) نے گوہر شاہی کو خصوصی سرٹیفکیٹ بھی جاری کیا تھا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ انہوں نے گوہر شاہی کو امریکہ اور یورپ کے مسلمانوں میں مقبول بنانے کے لئے اور ان کو گمراہ کرنے کے لئے گوہر شاہی کے چیلوں کو ساتھ لے کر انہیں خرافات پر مبنی وڈیو کیسٹ تیار کر کے گھر گھر پھیلانے کا مکروہ منصوبہ بھی شروع کر دیا تھا۔ گوہر شاہی کے ناپاک منصوبوں کے ترجمان ''سرفروش'' اخبار نے بھی ڈھکے چھپے الفاظ میں اس بات کا اقرار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

(ا) ''عصر حاضر کی عظیم روحانی ذات گرامی حضرت قبلہ سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہ العالی کے در کے غلاموں نے سرکار شاہ صاحب علیہ السلام کی تعارفی وڈیو گھر گھر پہنچانے کی غرض سے ۶ اپریل کو بذریعہ کار اپنے سفر کا آغاز لندن سے فرانس کی جانب کیا۔ ان ساتھیوں میں لندن کے محمد اعظم الگوہر، غلام مرتضیٰ اور علی رضوان شامل تھے ...... مورخہ ۱۰ اپریل کو ساتھیوں نے ہالینڈ سے اپنے سفر کا آغاز ڈنمارک کی طرف کیا۔ تقریباً ۱۳/۱۴ گھنٹے سفر کے بعد ساتھی ڈنمارک کے شہر ''اوڈنسی'' پہنچے، جہاں روف بھائی کے گھر قیام ہوا۔ جہاں تقریباً چار سو کے قریب گھروں میں پہلے ہی سے روف بھائی نے سرکار کی وڈیو کو پہنچایا ہوا تھا، اس شہر کی مسجد کے امام نے بہت مخالفت کر رکھی ہے ...... اوڈنسی شہر سے اگلے روز تینوں ساتھی جاوید بھائی کو ساتھ لے کر ڈنمارک کے دارالخلافہ ''کوپن ہیگن'' روانہ ہوئے جہاں پورے شہر میں سرکار شاہ صاحب کی وڈیو کو تقسیم کیا گیا ...... مورخہ ۱۲/اپریل کو ساتھی ڈنمارک سے جرمنی کے شہر ''برلن'' کی طرف روانہ ہوئے، جہاں زیادہ تر لوگ ترکی کے مسلمان آباد تھے۔ ترکی کی جامع مسجد میں جا کر سرکار کی وڈیو کو پہنچایا گیا اور ذکر قلب کا طریقہ بتایا گیا۔ برلن شہر سے ۱۳/اپریل کو سفر کا آغاز جرمنی کے شہر ''فرینکفرٹ'' کی جانب شروع ہوا، جہاں تمام مساجد، مسلمان کیمونٹی کے علاقے اور ان کے گھروں میں وڈیو کو تقسیم کیا گیا اور فرینکفرٹ سنٹر میں تمام کاروباری اداروں، دفاتر اور مذہبی سنٹروں میں سرکار شاہ صاحب کی وڈیو کو پہنچایا گیا۔''

(سرفروش یکم تا ۱۵ جون ۱۹۹۸ء)

مسلمان بھائیو! سوچنے کی بات یہ ہے کہ گوہر شاہی اور اس کے پیروکاروں کے پاس آخر اتنا روپیہ کہاں سے آیا کہ جس کے بل بوتے پے پورے یورپ اور امریکہ میں اس کی وڈیو کیسٹ اور اس کا گمراہ کن لٹریچر پھیلایا گیا تھا؟ اگر یہ کہا جائے کہ یہ مال اس کا ذاتی تھا تو میں کہتا ہوں کہ گوہر شاہی پیشہ کے اعتبار سے ایک موٹر مکینک اور ویلڈر تھا، اور آپ جانتے ہیں کہ ایسے پیشہ والوں کے پاس مال کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ بڑی مشکل سے اپنا اور اپنے بال بچوں کا گذارہ ہوتا ہے۔ اس کے

اس پیشے کا اعتراف خود گوہر شاہی کے اخبار نے بھی کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"اس کے بعد موٹر مکینک اور ویلڈنگ کا کام سیکھا۔ موٹر مکینک اور ویلڈر کی حیثیت سے اپنے گاؤں میں عملی زندگی کا آغاز کیا۔"

(سرفروش یکم تا ۱۵ دسمبر ۱۹۹۸ء)

مسلمان بھائیو! اگر واقعی گوہر شاہی انگریز کا ایجنٹ نہیں تھا تو اس کی خود ساختہ تعلیمات کی اشاعت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کیوں نہیں کی گئی؟ حالانکہ وہ مرکز اسلام ہے اور حجرِ اسود بھی جس پر اس کو اپنی شبیہ ظاہر ہونے کا دعویٰ ہے وہاں موجود ہے؟

مسلمان بھائیو! مزید توجہ فرمائیں کہ جب گوہر شاہی کو طاغوتی طاقتیں امریکہ اور یورپ میں بلاتی تھیں تو اس کو چرچوں میں خطاب کے لئے بھی دعوت دی جاتی تھی تاکہ اگر کوئی عیسائی اسلام سے متاثر ہو کر مسلمان ہونا بھی چاہے تو گوہر شاہی کو اسلام کا ہیرو بنا کر اس کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ یہ اپنی مکارانہ صلاحیتوں اور بے اصل دلیلوں کے ذریعہ اس کو عیسائیت پر برقرار رہنے کی دعوت دے سکے۔ اس کام کو گوہر شاہی بھی اپنے آقاؤں کے کہنے پر بخوبی انجام دیتا تھا۔ جیسا کہ گوہر شاہی کے میگزین نے اس کے ایک امریکی دورے کا حال لکھا ہے:

(۲) "۳ جون ۱۹۹۷ء کو یونیورسٹی آف ایریزونا ٹیوسان کیمپس میں واقع Little Chapel Of all nations نامی چرچ میں حضرت گوہر شاہی کو مدعو کیا گیا۔ اپنے خطاب میں حضرت نے فرمایا، جس دل میں خدا کی محبت ہے وہ کسی مذہب میں ہے یا نہیں، وہ جہنم میں نہیں جا سکتا۔ جیسے جنت کی طلب ہے اس کے لئے مذہب کافی ہے، وہ اللہ کا کوئی بھی پسندیدہ مذہب اختیار کر سکتا ہے۔"

("دی گریٹ گاڈ" اسلام آباد، جولائی ۱۹۹۷ء ص ۵)

یہ ہے گوہر شاہی کی وہ روحانیت جس کا پرچار یہ عیسائیوں کے چرچوں میں جا کر کرتا ہے؟ کیا اس انگریزی مہدی کی ایسی خرافات سن کر کوئی عیسائی مسلمان ہونے کو تیار ہوگا؟ میں تو کہتا ہوں کہ ایسے طاغوتی ایجنٹوں کی ایسی خرافات سن کر سادہ لوح مسلمان اسلام سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے گا اور یہی یہود و ہنود کا اصلی مقصد ہے۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ کفریہ طاقتوں نے گوہر شاہی کے بے ہودہ افکار کی ترویج اور اشاعت کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے، اس کام کی تکمیل کے لئے وہ گوہر شاہی اور اس کی اسلام دشمن تنظیم ''انجمن سرفروشان اسلام'' کے لئے بھاری سے بھاری سرمایہ فراہم کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس بات کی تائید روزنامہ جنگ کی شائع کردہ درج ذیل رپورٹ سے بھی ہوتی ہے ملاحظہ ہو:

(۳) ''روحانی سفر اور مشن کی ترویج و اشاعت کے لئے گوہر شاہی کو ایک بلین ڈالر سالانہ کی پیشکش:

گذشتہ سال گوہر شاہی کے خاص نمائندے مسٹر زاہد گلزار نے امریکہ کا دورہ کیا اور وہاں مختلف مذاہب میں گوہر شاہی کی تعلیم کا پرچار کیا، اکثر لوگوں کے قلوب اللہ اللہ کرنا شروع ہو گئے اور کئی لاعلاج مریض بھی شفایاب ہوئے جن میں: MR.A.Rodrigues کے علاوہ ان کے دو اور ڈائریکٹرز بھی شامل تھے۔ باہمی مشورے کے بعد انہوں نے سہ رکنی وفد MR.A.Rodrigues کی سربراہی میں گوہر شاہی سے ملاقات کے لیے آئر لینڈ بھیجا۔ سہ رُکنی وفد نے حضرت گوہر شاہی سے ملاقات کی، ان سے اور ان کے روحانی مشن سے بے پناہ متاثر ہوئے۔ انہوں نے جناب گوہر شاہی کو مسیحا قرار دیا۔ اس سلسلے میں اللہ کی محبت کے اس مشن و تعلیم کو پوری دنیا میں مختلف ذرائع سے پھیلانے کی غرض سے حضرت گوہر شاہی کو ایک بلین ڈالر سالانہ امداد کی پیشکش کی۔ عنقریب چند ہی دنوں میں یہ رقم حضرت گوہر شاہی کے حوالے کر دی جائے گی۔'' (روزنامہ جنگ لندن ۷ ستمبر ۱۹۹۹ء)

بیرونی امداد کے متعلق خود گوہر شاہی نے بھی کہا ہے کہ مجھے امریکہ وغیرہ سے امداد آتی ہے، چنانچہ روزنامہ نوائے وقت میں لکھا ہے:

(۴) ''جب ایک صحافی نے گوہر شاہی سے ان کی کلائی کی گھڑی تحفے میں مانگی تو اس نے دینے سے انکار کر دیا، اور پتہ چلا کہ یہ گھڑی ۵۵ ہزار روپے مالیت کی ہے۔ گوہر شاہی سے جب پوچھا گیا، ان کے پاس کروڑوں روپے بیرونی دوروں

اور عیش و عشرت کے لئے کہاں سے آتے ہیں؟ تو اس نے بتایا۔ ۱۵۰۰ ایکڑ زرعی زمین اور کتابوں کی فروخت اور ۲۵ لاکھ روپے سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ مدرسے کے لئے قربانی کی کھالیں جمع ہوتی ہیں۔ امریکہ، آئرلینڈ، انگلینڈ سے عطیات آتے ہیں۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۰ / نومبر ۱۹۹۸ء)

ان تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ گمراہ کن کفریہ طاقتیں گوہر شاہی کی خرافات کی ترویج اور اشاعت کے لئے اپنا سرمایہ پانی کی طرح بہا رہی ہیں۔ یہاں اس انگریزی مہدی کی بخیلی اور کنجوسی بھی ملاحظہ فرمائیں کہ صحافی نے اس سے گھڑی مانگی تو اس نے دینے سے صاف انکار کر دیا، حالانکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان۔

"یحثی المال حثیا ولایعده عدا." (مسلم شریف)

"لوگوں کو مال لپ بھر بھر کر دیں گے اور اس کو شمار نہیں کریں گے۔"

گوہر شاہی دوسروں کو مال دے بھی کیسے سکتا ہے؟ کیونکہ اس بیچارے نے مال و زر کے لالچ میں آ کر تو کفریہ طاقتوں کے کہنے پر مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔

پھر امریکہ اور برطانیہ وغیرہ نے نہ صرف گوہر شاہی کو مال و زر کے ذخائر دیئے، بلکہ اس کی حفاظت کے لئے مکمل سیکورٹی بھی فراہم کی تھی۔ جیسا کہ خود اس کے اخبار "سرفروش" میں لکھا ہے:

(۵) "حکومت برطانیہ نے انجمن سرفروشان اسلام کے بانی و سرپرست ریاض احمد گوہر شاہی کو اہم شخصیت تسلیم کر کے مکمل سیکورٹی کی سہولت فراہم کر دی ہے۔ گذشتہ دنوں حکومت برطانیہ کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے میٹروپولیٹین پولیس نیو سکاٹ لینڈ یارڈ (Specialist operation) کے افسران جن میں ڈی سی ہارٹسن اور ڈی سی فیض شامل تھے، گوہر شاہی سے ان کی رہائش گاہ لندن پر ملاقات کی۔ اس موقع پر گوہر شاہی نے فرمایا کہ ہم بلا تفریق رنگ و نسل و مذہب اللہ کی محبت کا درس دیتے ہیں، جس دل میں اللہ کی محبت نہیں اس انسان کا وجود ہی بیکار ہے ...... برطانوی حکومت کے نمائندہ وفد نے گوہر شاہی کی تعلیمات کی تعریف کی اور سراہا کہ واقعی آپ حقیقی روحانی تعلیم سے لوگوں کو آشنا کر رہے ہیں

اور ان میں شعور بیدار کر رہے ہیں۔ نمائندہ وفد نے بتایا کہ برطانوی حکومت کی جانب سے آپ کے تحفظ کے لئے ہم مکمل سیکورٹی کی سہولت فراہم کر رہے ہیں اور انشاءاللہ حکومت آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کرے گی۔" (سرفروش یکم ۱۵/اگست ۱۹۹۵ء)

مسلمان بھائیو! آخر کیا وجہ ہے کہ یہی طاغوتی طاقتیں افغانستان اور عراق کے سچے مسلمانوں پر تو ایٹمی میزائل گرا کر ان کو شہید اور بے گھر کر رہی ہیں اور گوہر شاہی کو مکمل سیکورٹی فراہم کر رہی ہیں؟ اس سے بڑی دلیل گوہر شاہی کے بیرونی ایجنٹ اور اس کے خود کاشتہ پودا ہونے پر اور کیا ہوگی؟ مسلمان بھائیو! صرف سیکورٹی فراہم کرنے اور مالی امداد کرنے پر ہی بس نہیں بلکہ گوہر شاہی سے جب یہ امریکہ جاتا تھا امریکہ کا سابق صدر بل کلنٹن اور جارج بش بھی بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف خفیہ منصوبے تیار کرتے ہیں۔ اس بات کی تائید درج ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے، ملاحظہ ہو:

(۶) "گذشتہ سال ماہ نومبر میں امریکہ کی ایک انٹرنیشنل تنظیم ٹرو ویلیوز منسٹری نے واشنگٹن میں ایک عالمی سیمینار منعقد کیا۔ پاکستان سے اس سیمینار شرکت کے لئے عالمی روحانی تحریک انجمن سرفروشان اسلام کے بانی و سرپرست اعلیٰ، عصر حاضر کی عظیم روحانی شخصیت حضرت سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی سرکار کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ اس عالمی سیمینار میں امریکہ کے سابق صدر مسٹر جارج بش بھی مدعو تھے۔ کہتے ہیں کہ فقیر کی کوئی بات، کوئی عمل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس سیمینار کی خاص بات یہ بھی ہے کہ جب امریکہ کے سابق صدر جارج بش اس سیمینار میں شرکت کے لئے آئے تو ہال میں موجود تمام لوگوں نے ان کا کھڑے ہو کر استقبال کیا۔" (سرفروش ۱۶ تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۷ء)

(۷) کلنٹن سے جب گوہر شاہی کی ملاقات ہوئی تھی تو اس نے گوہر شاہی کو کہا تھا کہ تمہاری شکل عیسیٰ علیہ السلام سے ملتی ہے۔ چنانچہ ہفت روزہ تکبیر میں گوہر شاہی کے متعلق لکھا ہے:

"انہوں نے (گوہر شاہی نے) نے کہا کہ وہ جب امریکہ گئے تو امریکی صدر بل کلنٹن اور ایک انگریز خاتون نے کہا تھا کہ تمہاری شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے

ملتی ہے اور یہ کہ امریکہ میں ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔"

(ہفت روزہ تکبیر ۲۷ نومبر ۱۹۹۷ء)

مسلمان بھائیو! جس شخص کی کلنٹن تعریف کرے تو اس کے امریکی ایجنٹ ہونے میں کیا شبہ ہے؟ اگر گوہر شاہی کی شکل واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتی تھی تو کلنٹن گوہر شاہی کے پیروکاروں میں کیوں شامل نہ ہوا؟ کیا یہ سادہ لوح مسلمانوں کو گوہر شاہی کے چنگل میں پھنسانے کی ناکام کوشش نہیں؟ بش اور کلنٹن آخر کس وجہ سے دو ٹکے کے آدمی (گوہر شاہی) کو امریکہ بلا کر اس سے ایسی چکنی اور چپڑی باتیں کرتے تھے؟ گوہر شاہی کو آخر کون سی مجبوری تھی کہ وہ ایسی طاغوتی طاقتوں سے پینگیں بڑھانے کی طرف مجبور ہوا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے غیر مسلم طاقتوں سے دوستی لگانے سے منع نہیں فرمایا؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:

(۱) لا یتخذ المومنون الکفرین اولیاء من دون المومنین ج ومن یفعل ذالک فلیس من اللّٰہ فی شیئی الا ان تتقو منھم تقۃ ط ویحذر کم اللّٰہ نفسہٗ ط والی اللّٰہ المصیر۔ (آل عمران: ۲۸)

ترجمہ: "مسلمان مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو کوئی ایسا کرے تو اس کو اللہ سے کچھ تعلق نہیں رہا مگر یہ کہ بچو تم ان سے اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی مقدس ذات سے ڈراتا ہے اور (تم نے) اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔"

(۲) یایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ط ودّوا ما عنتم قدبدت البغضاء من افواھھم ج وما تخفی صدورھم اکبر ط قد بینالکم الایات ان کنتم تعقلون۔ (آل عمران: ۱۱۸)

ترجمہ: "اے مسلمانو! جو مسلمان نہ ہوں ان کو اپنا ہم راز نہ بناؤ، وہ تمہاری خرابی میں کمی نہیں کرتے، تمہاری تکلیف سے ان کو خوشی ہوتی ہے، ان کی باتوں سے دشمنی کھل گئی ہے۔ اور جو دشمنی ان کے دلوں میں چھپی ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے، ہم نے تم سے پتے کی باتیں کہہ دی ہیں اگر تم کو عقل ہے۔"

(۳) یایھا الذین امنوا ان تطیعوا الذین کفروا یردو کم علی اعقابکم

فتنقلبوا خسرین. (آل عمران: ۱۴۹)

ترجمہ ”اے مسلمانو! اگر تم کافروں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں اُلٹے پاؤں (کفر کی طرف) پھیر دیں گے، پھر تم گھاٹے میں جا پڑو گے۔“

(۴) یایھا الذین امنوا لا تتخذ وا الیھود والنصری اولیاء؟ بعضھم اولیاء بعض ط ومن یتولھم منکم فانہ منھم ط ان اللّٰہ لایھدی القوم الظالمین. (المائدہ: ۵۱)

ترجمہ: ”اے مسلمانو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

(۵) ولن ترضٰی عنک الیھود ولا النصریٰ حتی تتبع ملتھم ط قل ان ھدی اللّٰہ ھو الھدی ط ولئن اتبعت اھواء ھم بعدالذی جاء ک من العلم مالک من اللّٰہ من ولی ولا نصیر. (البقرہ: ۱۲۰)

ترجمہ: ”اور یہودی اور عیسائی آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ پیروی کرلیں ان کے دین کی، آپ فرما دیجئے کہ اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے، اور اگر تو علم آنے کے بعد (بھی) ان کی خواہشوں پر چلے گا تو نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ سے تیرا حمایتی اور نہ کوئی مدد کرنے والا۔“

مسلمان بھائیو! ذرا ان آیات کی طرف غور تو کرو کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ یہودی اور عیسائی آپ کے خیر خواہ کبھی بھی نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی آپ سے کبھی راضی ہو سکتے ہیں مگر یہ کہ مسلمان اسلام کو چھوڑ کر ان کے دین کو اختیار کر لے، تو جب مرزا قادیانی اور گوہر شاہی سے یہودی اور عیسائی خوش اور راضی تھے اور ان کی مالی اعانت بھی کرتے تھے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ مرزا قادیانی اور گوہر شاہی اسلام کو خیر آباد کہہ کر ان کے دین میں داخل ہو چکے تھے۔

مسلمان بھائیو! قیامت تو آسکتی ہے اور پہاڑ اِدھر سے اُدھر ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اب دو ہی راستے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ غلط تسلیم کیا جائے۔(۲) دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کے ان مکروہ ہتھکنڈوں کو درست تسلیم کیا جائے۔ظاہر بات ہے کہ جو شخص مسلمان ہو اور اسلام اور عقل سے ہاتھ نہ دھو بیٹھا ہو تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو ہی دل و جان سے درست اور حق سمجھے گا، لیکن جو شخص اسلام سے ہی ہاتھ دھو بیٹھا ہو تو اس سے خیر کی توقع کیسے جاسکتی ہے؟ مسلمان بھائیو! مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کی خرافات میں سے کچھ عرض کر دی گئی ہیں اور جو باقی ہیں ان کے لئے کئی دفتر بھی ناکامی ہیں، لیکن ایک بات ضرور ہے، وہ یہ کہ دل میں اگر کسی کے رائی کے دانہ کے برابر بھی انصاف ہے تو وہ ان خرافات کو پڑھ کر یہی فیصلہ کرے گا کہ گوہر شاہی اور مرزا قادیانی کی خرافات میں سے ایک بھی اسلام کے مطابق نہیں ہے۔اور وہ شخص جو کہ عقل، ایمان اور انصاف عاری ہے تو اس کے سامنے کئی دفتر بھی بے کار ہوں گے، اتنی خرافات اسلام کے خلاف ہونے کے باوجود بھی جو شخص مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کو مہدی، مسیح یا نبی مانتا ہے تو اس کی عقل اور انصاف پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔

ایک گذارش ایک اپیل

آخر میں مَیں مرزا قادیانی اور گوہر شاہی کے چنگل میں پھنسنے والے سادہ لوح اور بھولے بھالے دوستوں سے دلسوزی اور عاجزی سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ان انگریزی ایجنٹوں سے برأت کا اظہار کر کے سچے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دامن سے وابستہ ہو جائیں اور جہنم کا ایندھن بننے سے بچیں۔اللہ تعالیٰ میری اس حقیر کاوش کو دنیائے قادیانیت اور گوہر شاہیت کی اصلاح کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دامن سے ہمیشہ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اور قیامت کے روز اس کتاب کو میری، میرے والدین اور اساتذہ کی شفاعت کا ذریعہ بنائے۔(آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین .

الراقم

محمد نواز فیصل آبادی عفی عنہ